

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الحقائق في الحقائق المعروف شرح حقائق بخشش (جلد 13)

تصنيف للطبيب

شمس المصنفين، فقيه الوقت، فيض ملت، مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

() ☆ ☆ ☆ ()

() ☆ ☆ ()

() ☆ ()

حالات زندگی

مصنف کتاب ہذا مثنوی رومثالیہ کے عظیم مصنف و ناظم

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بن مولانا فتی علی خان بن مولوی رضا خان کی ولادت روہیلکھنڈ کے مشہور شہر بریلی کے محلہ جسولی میں ہوئی۔ سن ولادت ۱۲۷۲ھ ہجری ماہ شوال، تاریخ دس، بوقت ظہر چہار شنبہ۔ انگریزی تقویم کے مطابق ۱۸۵۶ء عیسویں، ماہ جون، تاریخ ۱۴۔ بقول ایک صاحب دل ۱۸۵۷ء کے انقلاب سے ایک سال قبل پیدا ہونے والا یہ بچہ اپنے فکری و نظری انقلاب کے بے باک نقیب ہونے پر دلالت کر رہا تھا۔

آپ کے چچا امجد حضرت مولانا رضا علی خان ان دنوں حیات تھے۔ پوتے کے پیدا ہونے کی خبر ان کے کانوں تک پہنچی تو خوش ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کے بھانجے علی محمد خاں صاحب کی روایت ہے کہ میری والدہ مرحومہ اعلیٰ حضرت کی بڑی بہن تھیں ان کا ارشاد ہے جب احمد رضا پیدا ہوئے تو والد مرحوم ان کو حضرت دادا جان قدس سرہ کی خدمت میں لے گئے۔ دادا نے گود میں لیا اور معاً لسانِ غیب سے فرمایا میرا یہ بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔ اعلیٰ حضرت کی یہی بڑی بہن فرمایا کرتی تھیں کہ بچپن سے تمام خاندان میں یہ بچہ اپنے مزاج، اطوار اور ذہانت کے اعتبار سے الگ نظر آتا۔ ایک روز کسی نے دروازے پر صدا دی احمد رضا کی عمران دنوں نو دس برس تھی باہر گئے دیکھا ایک بزرگ فقیر کھڑے ہیں انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی کہا ادھر آؤ بیٹا یہ کہہ کر سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا تم بہت بڑے عالم ہو۔

مولوی عرفان علی صاحب قادری جو اعلیٰ حضرت کے مرید تھے بیان کرتے ہیں کبھی کبھی اعلیٰ حضرت اپنے بچپن کے حالات بیان کرتے تھے ایک روز ارشاد فرمایا میری عمر تین ساڑھے تین سال برس کی ہوگی اور میں اپنے محلے کی مسجد کے سامنے کھڑا تھا کہ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں جلوہ فرما ہوئے انہوں نے مجھ سے عربی میں گفتگو فرمائی۔ میں نے بھی فصیح عربی میں ان کی باتوں کا جواب دیا اس کے بعد اس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا اسی ذکر میں اعلیٰ حضرت نے یہ واقعہ بھی بیان فرمایا کہ میری عمر دس گیارہ برس کی ہوگی اور میں ایک دن حکیم وزیر علی صاحب کے ہاں جا رہا تھا کوئی دس بجے کا وقت تھا سامنے سے یکا یک ایک بزرگ سفید ریش، نہایت شکیل و وجیہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمانے لگے ”سنتا ہے بچے آج کل عبدالعزیز ہے اس کے بعد عبدالحمید، اس کے بعد عبدالرشید“ یہ کہہ کر فوراً نظر سے غائب ہو گئے۔

آپ کی عمر پانچ چھ برس کی ہوگی کہ مکان پر ایک مولانا بچوں کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے تشریف لانے لگے مولانا احمد رضا بھی ان سے کلام اللہ پڑھنے لگے ایک روز ایسا ہوا کہ مولانا کسی آیت کریمہ میں بار بار ایک لفظ کا تلفظ ننھے احمد رضا کو بتاتے مگر آپ کی زبان سے وہ تلفظ ادا نہ ہو رہا تھا مولانا زبرد بتاتے اور آپ زیر پڑھتے۔ یہ کیفیت آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خان بھی دیکھ رہے تھے انہوں نے کلام پاک منگو کر دیکھا تو اس میں اسی لفظ کے اعراب کا تب نے غلط ڈال دیئے تھے یعنی زیر کی جگہ زبر لکھ دیا تھا گویا غیر شعوری طور پر بچے کی زبان سے جو لفظ نکل رہا تھا وہی صحیح تھا۔ دادا نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا بیٹا مولانا صاحب جس طرح بتا رہے تھے تم اس کیوں نہیں پڑھتے تھے؟ ننھے احمد رضا نے جواب دیا حضرت میں ارادہ تو کرتا تھا کہ اسی طرح پڑھوں مگر زبان پر قابو نہ پاتا زبر کے بجائے زیر ہی سے زبان کام کرتی۔

اسی طرح کے بہت سے حیرت انگیز واقعات درس و تدریس کے دوران میں پیش آئے۔ ایک روز قرآن مجید پڑھانے والے مولانا نے تنہائی میں اپنے شاگرد احمد رضا سے کہا صاحبزادے سچ سچ بتا دو کسی سے کہوں گا نہیں تم انسان ہو یا جن؟ آپ یہ سن کر ہنس پڑے اور فرمایا خدا کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں البتہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہے۔ ایک روز یہی مولانا حسب معمول بچوں کو پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے نے آن کر سلام کیا مولانا نے جواب دیا ”جیتے رہو“ احمد رضا نے عرض کیا حضرت یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا ”وعلیکم السلام“ کہنا چاہیے تھا۔ یہ سن کر مولانا بہت خوش ہوئے اور شاگرد کو دعا کیں دیں۔

رمضان المبارک کا مہینہ ہے اعلیٰ حضرت ابھی کم سن ہیں روزہ رکھوایا گیا ہے۔ گرمی کا زمانہ، سہ پہر کے وقت کا شانہ اقدس میں روزہ کشائی کی تیاریاں ہو رہی ہیں ایک الگ کمرے میں افطار کے دوسرے سامان کے ساتھ فرنی کے پیالے بھی چنے ہوئے ہیں۔ آپ کے والد ماجد یکا یک آپ کو اسی کمرے میں لے جاتے ہیں اور کواڑ بند کر کے ایک پیالہ اٹھاتے ہیں اور بیٹے کی طرف بڑھا کر کہتے ہیں ”لو اسے کھالو“ بیٹا حیران ہو کر عرض کرتا ہے ابا حضور میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں؟

ارشاد ہوتا ہے میاں کھالو بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے میں نے کواڑ بند کر دیئے ہیں کوئی دیکھنے والا بھی نہیں جلدی سے کھالو۔ یہ سن کر بیٹا ادب سے کہتا ہے ابا حضور! جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ کے والد ماجد کی آنکھوں سے بے اختیار اشکوں کا تار بندھ جاتا ہے فرط محبت سے پیارے بیٹے کو سینے سے لگا لیتے ہیں۔

والد نے آپ کا نام ”محمد“ اور جد امجد نے ”احمد“ رکھا۔ تاریخی نام ”الختار“ ہے جس سے ۲۷ھ برآمد ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے قرآن کی اس آیت سے اپنی پیدائش کا سن برآمد فرمایا

عَشِيرَتُهُمْ اُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْ لَّدُنَّا ۚ سَورَةُ الْحَجَّالَةِ، آیت ۲۲)

یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔

آپ کبھی کبھی بڑی دل سوزی سے فرماتے ”محمد اللہ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر

”لا الہ الا اللہ“ اور دوسرے پر ”محمد رسول اللہ ﷺ“ لکھا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت کے والد ماجد اور جد امجد دونوں اپنے اپنے عہد کے بحر عالم، ولی کامل، عارف باللہ، صاحب کشف و

کرامات اور شیخ طریقت و شریعت تھے۔ آپ کے والد مولانا تقی علی خاں صاحب بے شمار کتابوں کے مصنف حسب و

نسب کے اعتبار سے بھی اعلیٰ خاندانی شرف و وقار اور وجاہت دینی و دنیوی امتیاز رکھتے تھے۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت محمد

سعید خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قندھار کے موخر قبیلے پڑھچ کے پٹھان تھے۔ شاہان مغلیہ کے عہد میں نادر شاہ کے ہمراہ لاہور

تشریف لائے اور ممتاز و معزز عہدوں پر فائز رہے لاہور کا شیش محل انہی کی جاگیر تھا۔ پھر لاہور سے دہلی چلے گئے سعید اللہ

خاں شش ہزاری منصب پر فائز تھے اور شجاعت جنگ کا خطاب رکھتے۔ ان کے بیٹے سعادت یا خاں صاحب شاہ دہلی کی

جانب سے ایک خاص مہم پر بریلی روہیلکھنڈ بھیجے گئے فتح یابی پر انہیں بریلی کا صوبیدار بنانے کا فرمان دہلی سے آیا لیکن

ایسے وقت جب وہ بستر مرگ پر تھے۔ ان کے تین بیٹے تھے اعظم خاں، معظم خاں اور مکرم خاں یہ تینوں مناصب جلیلہ پر

فائز تھے۔

اعظم خاں صاحب نے بریلی میں مستقل رہائش اختیار کی اور دنیا سے منہ موڑ کر ایک گوشے میں جا بیٹھے۔ محلہ

معماراں بریلی میں شہزادے کا تکیہ آج بھی ان ہی کی نسبت سے معروف ہے وہیں اعظم خاں کا مزار ہے۔ ان کے بیٹے

حافظ محمد کاظم علی خاں ہر جمعرات کو اپنے والد کے سلام کے لئے حاضر ہوتے اور ہمیشہ گراں قدر رقم حاضر کرتے مگر آپ وہ

رقم ضرورت مندوں میں بانٹ دیتے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھتے۔ ایک مرتبہ جاڑے کے موسم میں حافظ اپنے والد

بزرگوار کی خدمت میں حسب معمول حاضر ہوئے دیکھا کہ شاہ محمد اعظم اس کڑا کے کے جاڑے میں ایک دھونی کے قریب

تشریف فرما ہیں اور جسم پر کوئی سرمائی پوشاک نہیں۔ سعادت مند بیٹے نے فوراً اپنا پیش بہا دو شالہ اتار کر والد پر ڈال دیا۔

حضرت نے نہایت استغنا سے وہ دو شالہ آگ میں ڈال دیا۔ حافظ صاحب کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کاش اس قیمتی

دو شالہ کو آگ میں ڈالنے کے بجائے کسی محتاج کو عطا فرما دیا جاتا۔ یہ دوسو سوہ دل میں آتا تھا کہ شاہ اعظم نے آگ کے بھڑکتے ہوئے الاؤ میں سے دو شالہ نکال کر پھینک دیا اور فرمایا فقیر کے ہاں یہ دھکڑ پکڑ کا معاملہ نہیں لے اپنا دو شالہ۔ دیکھا تو اس میں آگ نے کچھ اثر نہ کیا تھا ویسا ہی صاف شفاف تھا۔

حافظ کاظم علی خاں شہر بدایوں کے تحصیل تھے۔ دوسو سواروں کا دستہ ہر وقت خدمت میں رہتا، آٹھ گاؤں جاگیر کے عطا ہوئے تھے۔ انہی حافظ صاحب کے صاحبزادے حضرت قدوة الواصلین، زبدۃ الکاملین، قطب الوقت مولانا رضا علی خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے آپ کے حالات مولانا رحمن علی نے اپنی معروف تالیف ”تذکرہ علمائے ہند“ میں تفصیل سے رقم کئے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا رضا علی فقر و تصوف میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ تقریر بہت پُر تاثیر، زہد و قناعت، علم و تواضع اور تجرید و تفرید کی تصویر تھے۔ ان کی بہت سی کرامتیں اور خرق عادات و واقعات عوام و خواص میں مشہور ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا کی پیدائش کے ساتویں روز جس دن عقیقہ ہوا آپ کے ان ہی جدا مجد مولانا رضا علی نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ یہ فرزند ارجمند فاضل و عارف ہو گا چنانچہ سب تاریخیں اور سوانح نگار اس امر پر متفق ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا اور چھ سال ہی کے تھے کہ ماہ ربیع الاول میں منبر پر بیٹھ کر بہت بڑے مجمع میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا مرزا غلام قادر بیگ سے پڑھیں پھر تمام علوم و فنون اپنے والد ماجد امام ^{مستکلمین} مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کئے۔ تیرہ برس کی عمر میں صرف، نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، اصول، معانی و بیان، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، منطق، فلسفہ، ہیئت وغیرہ جمیع علوم دینیہ، عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۲ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سند فراغت حاصل کی اور دستارِ فضیلت زیب سرفرمائی۔ اسی روز سب سے پہلا جو فتویٰ پیش ہوا وہ یہ تھا کہ اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا تو کیا حکم ہے؟ آپ نے بڑے محققانہ انداز میں اس کا جواب تحریر فرمایا کہ منہ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے پیٹ میں پہنچے گا حرمِ رضاعت لائے گا۔

اعلیٰ حضرت کی بے مثل ذہانت اور بے نظیر حافظے کے کمالات اتنے ہیں کہ انہیں بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیے۔ مولانا احسان حسین ابتدائی تعلیم میں اعلیٰ حضرت کے ہم سبق تھے ان کی روایت ہے کہ شروع ہی سے ذہانت کا یہ حال تھا کہ استاد سے کبھی چوتھائی سے زیادہ کوئی کتاب نہیں پڑھی۔ چوتھائی کتاب استاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام

کتاب از خود پڑھ کر اور یاد کر کے سنا دیا کرتے۔ بعض لوگ نام کے ساتھ حافظ لکھ دیا کرتے چنانچہ خیال ہوا کہ قرآن مجید حفظ کر لیا جائے لہذا صرف ایک ایک ماہ میں ایک پارہ حفظ کر لیتے مشکل سے مشکل فتاویٰ کا جواب شاگردوں اور احباب کو اس طرح قلم بند کر دیتے کہ حیرت ہوتی۔ بے شمار کتابوں کے حوالے اس سلسلے میں دیئے اور سب زبانی۔ فرماتے الماری میں سے فلاں جلد نکال لو، اتنے ورق الٹ لو، فلاں صفحے پر اتنی سطروں کے بعد یہ مضمون ہو گا اسے نقل کر دو۔ غرض کہ ان کا حافظہ اور دماغی باتیں عام لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔

اعلیٰ حضرت کے ایک شاگرد جو فتاویٰ کی تحریر کے کام پر لگائے گئے تھے ایک عجیب و غریب واقعہ حضرت کی ذہانت اور حافظے کا یوں بیان فرماتے ہیں میں نے حساب کی تعلیم اسکول میں پائی تھی لہذا مجھے حساب دانی میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ اعلیٰ حضرت حساب والے استفتاء حل کرنے کے لئے زیادہ تر میرے ہی سپرد فرماتے۔ ایک مرتبہ ورثے کی تقسیم کے سلسلے میں پندرہ بطن کا مناسخ آیا۔ ظاہر ہے کہ مورث اعلیٰ کی پندرہ ہویں پشت میں درجنوں وارث ہوں گے مجھے اس کے جواب میں دو راتیں اور ایک دن مسلسل محنت کرنا پڑی ایک ایک پیسے اور درجنوں وارثوں کا حق قلمبند کر دیا۔ عصر کے بعد حسب معمول اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بیٹھا تا کہ حساب کی مکمل تفصیل آپ سے عرض کر دوں اور آپ اصلاح کی ضرورت محسوس فرمائیں تو اصلاح کر دیں۔ میں نے وہ استفتاء پڑھنا شروع کیا کیا دیکھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت سنتے سنتے اپنی انگلیوں کو بھی حرکت دے رہے ہیں یہ استفتاء چونکہ پندرہ پشتوں کے درجنوں وارثوں کے حساب کتاب پر مبنی تھا اس لئے یہ فل اسکیپ کے دو صفحوں پر پھیلا ہوا تھا۔ میں نے استفتاء یعنی صرف سوال ہی پڑھ کر ختم کیا اور ابھی جواب میں تحریر کئے ہوئے وارثوں کے حصے ظاہر نہ کئے تھے کہ اعلیٰ حضرت نے بلا توقف فرمانا شروع کیا آپ نے فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا دیا۔ غرض درجنوں وارثوں کے نام اور ان کے حصے بتا دیئے۔ اب میں حیران و ششدر تھا کہ مجھے اپنی حساب دانی پر اتنا ناز، استفتاء کو میں نے اپنے طور پر بیس دفعہ پڑھا ہر ایک نام بار بار پڑھ کر ان کے حصے نکالے اس کے باوجود مجھ سے کوئی ان سب وارثوں کے نام پوچھے تو حصے تو کجا میں نام بھی شاید پورے نہ بتا سکوں جب تک لکھے ہوئے کو سامنے نہ رکھوں اللہ اللہ! یہ کیا متحیر، کیسی وسعت ادراک اور کتنی عظیم خدا داد صلاحیت تھی جو حق تعالیٰ کسی کسی کو عطا فرماتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے علومِ درسیہ کے علاوہ دوسرے علوم و فنون کی بھی تحصیل فرمائی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض علوم ایسے ہیں جن میں کسی استاد کی رہنمائی کے بغیر آپ نے اپنی خدا داد ذہانت سے کمال حاصل کیا۔ ایسے تمام علوم و فنون کی

تعداد تقریباً ۵۴ ہے کئی فن اس میں ایسے ہیں کہ دورِ جدید کے بڑے بڑے محققین اور عالم انہیں جاننا تو درکنار شاید ان کے ناموں سے بھی آگاہ نہ ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت کے علوم و فنون کی فہرست ملاحظہ فرمائیے

علم قرآن، علم حدیث، فقہ (جملہ مذاہب) اصول فقہ، جدل، تفسیر، عقائد، کلام، نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، مناظرہ، فلسفہ، تفسیر، ہیئت، ریاضی، ہندسہ، قراۃ، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، لغت، ادب، ارثماطیقی، جبر و مقابلہ، حساب سنی، لوگاژمات، توقیت، مناظرہ مرایا، اکر، زیجات، مثلث کردی، مثلث مسطح، ہیئت جدیدہ، مربعات، جفر، زائرجہ، ان تمام علوم و فنون کے علاوہ علم الفرائض، عروض و قوافی، نجوم، اوقات، فن تاریخ (اعداد) نظم و نثر ہندی، خط نسخ اور خف نستعلیق میں بھی کمال حاصل کیا۔ ان عظیم علوم کو دیکھئے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت ایک چلتی پھرتی انسائیکلو پیڈیا تھے اور یہ واقعہ ہے کہ عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر آئے گا جو اعلیٰ حضرت کا ان علوم میں ہم پلہ یا مد مقابل ہو۔

آپ نے عربی زبان میں قرآن کریم کی نہایت عظیم الشان تفسیر لکھی۔ اس کے علاوہ بیضاوی معالم، اتقان، درمثور اور تفسیر خازن پر عربی میں بے نظیر حواشی تحریر فرمائے۔

حدیث و اصول حدیث میں آپ نے ۴۵ کتابیں تالیف فرمائیں جن میں صحاح ستہ کی شروح شامل ہیں۔ پھر ان کی معروف شروح یعنی عمدۃ القاری، ارشاد الساری اور فتح الباری پر بھی حواشی لکھے۔ علم الکلام پر آپ کی تصانیف کی تعداد بائیس ہے۔ فقہ و تجوید پر آپ کی ستر تصانیف ہیں۔ تصوف، اذکار، اوقات و تعبیر کے علوم پر نو کتابیں تصنیف فرمائیں، تاریخ سیرت و مناقب میں گیارہ کتابیں لکھیں، ادب، نحو، لغت عروض کے موضوع پر آپ نے چھ کتابیں قلمبند کئے۔ علم زیجات میں سات، علم جفر و تفسیر میں گیارہ، علم جبر و مقابلہ میں چار، علم مثلث، ارثماطیقی، ہندسہ اور ریاضی میں اٹھائیس کتابیں تحریر فرمائیں۔ فلسفہ اور منطق میں چھ کتابیں لکھیں ان میں ایک کتاب حرکت زمین کی تردید میں ہے اور دوسری کتاب سورج کے گھومنے اور گردش کے ثبوت میں۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین مرحوم نے یورپ میں تعلیم پائی تھی اور برصغیر کے بلند پایہ ریاضی دانوں میں آپ کا شمار تھا اور فی الحقیقت اس میں کمال رکھتے تھے۔ اتفاق سے ڈاکٹر صاحب کو ریاضی کے کسی مسئلے میں اشتباہ ہوا ہر چند کوشش کی مگر مسئلہ حل نہ ہوا چونکہ صاحب حیثیت آدمی تھے اور علم کے شائق اس لئے قصد کیا کہ جرمنی جا کر یہ مسئلہ حل کریں۔ حضرت مولانا سید سلیمان اشرف صاحب اس زمانے میں یونیورسٹی کے شعبہ دینیات میں

ناظم تھے ڈاکٹر صاحب نے ایک روز گفتگو کے دوران ان سے اس مسئلے اور مشکل کا ذکر کیا۔ مولانا سلیمان اشرف نے مشورہ دیا آپ بریلی جائیے اور اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں سے دریافت کیجئے وہ اسے ضرور حل کر دیں گے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین نے حیرت سے کہا مولانا یہ آپ کیا فرما رہے ہیں کہاں کہاں سے تعلیم پا کر آیا ہوں۔ ریاضی کے ادق سے ادق مسائل حل کرنا جانتا ہوں جب میں یہ مسئلہ حل نہ کر سکا تو مولانا احمد رضا جنہوں نے کبھی یورپ کا تصور تک نہیں کیا ہے اور نہ ایسے مسئلے ریاضی کے انہوں نے جدید یونیورسٹیوں میں سیکھے ہیں اور نہ انہوں نے اپنے ملک کے کسی کالج میں تعلیم پائی وہ کیوں کر یہ مشکل مسئلہ حل کر سکیں گے؟ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے سفر یورپ کا سامان شروع کر دیا۔ مولانا سلیمان اشرف نے ایک دن پھر کہا آپ بریلی تو ہو آئیے اور ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سے ملاقات تو کر لیجئے پھر آپ کو اختیار ہے یورپ جائیں یا امریکہ۔ یہ سن کر ڈاکٹر ضیاء الدین کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ تلخ لہجے میں کہا مولانا آپ مجھے کیا رائے دیتے ہیں آخر عقل بھی کوئی چیز ہے فضول میرا وقت برباد ہو گا یہ مسئلہ مولانا احمد رضا خاں کے بس کا نہیں۔ مولانا سلیمان اشرف نے زور دے کر کہا آخر اس میں حرج ہی کیا ہے بریلی کچھ زیادہ دور تو ہے نہیں چند گھنٹے کا سفر ہے۔ قصہ مختصر ڈاکٹر صاحب مولانا سلیمان کی معیت میں بریلی پہنچے اعلیٰ حضرت کے دولت کدے پر گئے اندر اطلاع بھیجی۔ حضرت کی طبیعت ناساز تھی مگر مولانا سلیمان اشرف کا نام سن کر فوراً بلوایا۔ ڈاکٹر صاحب کی بھی مزاج پر سی فرمائی اور پوچھا کیسے تشریف آوری ہوئی؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا ریاضی کا ایک مسئلہ آپ سے دریافت کرنے آیا ہوں جناب وہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ فوراً بیان کر دیا جائے ذرا اطمینان کی صورت ہو تو کہوں۔ حضرت نے فرمایا بیان کیجئے۔ ڈاکٹر صاحب نے مسئلہ پیش کیا اعلیٰ حضرت نے سنتے ہی فرمایا اس کا جواب یہ ہے۔ جواب سنتے ہی ڈاکٹر صاحب کو حیرت سے سکتہ ہو گیا ایسا محسوس ہوا جیسے آنکھ سے پردہ سا اٹھ گیا بے اختیار بول اٹھے میں سنا کرتا تھا علم لدنی بھی کوئی شے ہے آج آنکھ سے دیکھ لیا۔ میں تو اس مسئلے کے حل کے لئے جرمنی جانا چاہتا تھا کہ مولانا اشرف نے رہبری فرمائی اب آپ سے اس کا حل سن کر مجھے یوں محسوس ہوا جیسے آپ اس مسئلے کو کتاب میں دیکھ رہے ہیں۔ دیر تک اسی فن اور اس کے متعلقات میں گفتگو ہوتی رہی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنا قلمی رسالہ منگولیا جس میں اکثر مثلثوں اور دائروں کی شکلیں بنی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے نہایت استعجاب سے وہ رسالہ دیکھا اور فرمایا میں نے علم حاصل کرنے کے لئے بہت صعوبت اٹھائی۔ ملک ملک کا سفر کیا، بے انتہار پیہ صرف کیا، یورپین استادوں کی جوتیاں سیدھی کیں تب کچھ معلومات ہوئیں مگر جو کچھ علم آپ جانتے ہیں اس کے مقابلے میں میں اپنے آپ کو طفل مکتب سمجھ رہا ہوں۔ مولانا یہ تو فرمائیے اس فن میں آپ کا استاد کون ہے؟ اعلیٰ حضرت

نے ارشاد فرمایا میرا کوئی استاد نہیں میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ سے صرف چار قاعدے جمع، تفریق، ضرب، تقسیم محض اس لئے سیکھے تھے کہ ترکے کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح مخمینی شروع کی ہی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو پیارے مصطفیٰ (ﷺ) کی سرکار سے یہ علوم تم کو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں اپنے مکان کی چار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں یہ سب سرکار مآب ﷺ کا کرم ہے۔

ڈاکٹر ضیاء الدین پر اعلیٰ حضرت کی علمی جلالت اور اعلیٰ اخلاق کا ایسا اثر ہوا کہ بریلی سے علی گڑھ آتے ہی انہوں نے داڑھی رکھ لی اور صوم و صلوٰۃ کے بھی پابند ہو گئے۔

علم ہیئت، توقیت، نجوم اور جفر میں بھی اعلیٰ حضرت کو ایسی دست گاہ تھی کہ بیان سے باہر۔ مولانا غلام حسین صاحب حضرت کے معاصرین میں ایک صاحب کمال زبرگ تھے ہیئت اور نجوم کے ماہر اکثر اعلیٰ حضرت کے ہاں تشریف لاتے اور بڑی دلچسپ گفتگو انہی فنون پر ہوتی اور اپنے اپنے تجربات کی چانچ دونوں حضرات فرمایا کرتے۔ ایک دن مولانا غلام حسین تشریف لائے اعلیٰ حضرت نے پوچھا فرمائیے بارش کا کیا اندازہ ہے کب تک ہوگی؟ مولانا نے ستاروں کی وضع سے زانچہ بنایا اور فرمایا اس مہینے میں پانی نہیں آسندہ ماہ ہوگی۔ یہ کہہ کر وہ زانچہ اعلیٰ حضرت کی طرف بڑھا دیا۔ حضرت نے دیکھ کر فرمایا اللہ کو سب قدرت ہے وہ چاہے تو آج بارش ہو۔ مولانا نے کہا یہ کیسے ممکن ہے؟ آپ ستاروں کی چال نہیں دیکھتے حضرت نے فرمایا سب دیکھ رہا ہوں اور ساتھ ساتھ ان ستاروں کے بنانے والے اور اس کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ سامنے کلاک لگی ہوئی تھی اعلیٰ حضرت نے پوچھا وقت کیا ہے؟ بولے سوا گیارہ بجے ہیں۔ فرمایا بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے؟ جواب ملا پون گھنٹہ۔ حضرت نے فرمایا اس سے قبل نہیں؟ کہا نہیں ٹھیک پون گھنٹہ بعد بارہ بجیں گے۔ یہ سن کر اعلیٰ حضرت اٹھے اور بڑی سوئی گھما دی فوراً ٹین بارہ بجنے لگے۔ حضرت نے فرمایا مولانا آپ نے کہا تھا ٹھیک پون گھنٹہ بعد بارہ بجیں گے یہ اب کیسے بارہ بج رہے ہیں؟ مولانا نے کہا آپ نے کلاک کی سوئی گھما دی ورنہ اپنی رفتار سے پون گھنٹہ بعد ہی بارہ بجتے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اسی طرح رب العزت جل و جلالہ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہنچا دے۔ وہ چاہے تو ایک مہینہ، ایک ہفتہ، ایک دن کیا ابھی بارش ہونے لگے۔ اتنا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے گھنگور گھنگا چھا گئی اور پانی برسنے لگا۔ غرض اعلیٰ حضرت کا اعتقاد اس قسم کے علوم پر ایسی ہی نوعیت کا تھا۔ ستاروں کے اثرات کے قائل مگر اصل فاعل حضرت عزوجل شانہ کو جانتے تھے۔

علم تکسیر اور علم جفر میں تو ایسا کمال حاصل تھا کہ بیرونی ممالک سے علماء یہ علوم سیکھنے آپ کے پاس آتے۔ اعلیٰ حضرت نے یہ علم خود اپنے ذوق و شوق سے سیکھا اور ہر سوال کا جواب بالکل صحیح صحیح برآمد کر لیتے۔ ایک روز نواب وزیر احمد خاں صاحب سے فرمایا یہ ایک عجیب و غریب علم ہے اس میں سوال کا جواب منظوم عربی زبان، بحر طویل اور حرف لام کی ردیف میں آتا ہے اور جب تک جواب پورا نہیں ہوتا مقطع نہیں آتا جس کو صاحب علم کی اجازت نہیں ہوتی نہیں آتا۔ میں نے اجازت حاصل کرنا چاہی اس میں کچھ پڑھا جاتا ہے جس میں حضور اکرم ﷺ خواب میں تشریف لاتے ہیں اگر اجازت عطا ہوئی حکم مل گیا ورنہ نہیں میں نے تین روز پڑھا۔ تیسرے روز خواب دیکھا ایک وسیع میدان اور اس میں بڑا پختہ کنواں۔ حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں اور چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی حاضر ہیں جن میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے پہچان لیا۔ اس کنویں میں سے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام پانی بھر رہے ہیں اس میں سے ایک بڑا تختہ نکلا کہ عرض میں ڈیڑھ گز اور طول میں دو گز ہوگا۔ اس پر سبز کپڑا پڑا ہوا تھا جس کے وسط میں سفید، روشن بہت جلی قلم سے ”اے ذ“ کے حروف اسی شکل میں لکھے ہوئے تھے جس سے میں نے یہ مطلب نکالا کہ اس علم کا حاصل کرنا ہندیان فرمایا جاتا ہے۔ ان حروف سے یہ قاعدہ جفر اذن (اجازت) نکل سکتا ہے۔ ہ بطور صدر موخر آخر میں رکھا اس کے عدد پانچ ہیں اب وہ اپنی پہلی جگہ سے ترقی کر کے دوسرے مرتبے میں آگئی اور پانچ کا دوسرا مرتبہ پانچ دہائی ہے یعنی پچاس جس کا حرف ”نون“ ہے اور یوں اذن سمجھا جاتا مگر میں نے اس طرف التفات نہ کیا اور لفظ کو ظاہر پر رکھ کر یہ فن چھوڑ دیا کہ اہل ہند کے معنی ہیں ”فضول بک“

تاریخ گوئی کا فن بھی اعلیٰ حضرت کے پاس اکتسابی نہیں دہی تھا۔ آپ نے کبھی ادنیٰ سی توجہ بھی اس فن کے حصول کی جانب نہ فرمائی پھر بھی اس میں وہ ملکہ کہ انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا ہے اعلیٰ حضرت اتنی ہی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرمادیا کرتے تھے جس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں سے بہت کم ایسی ہوں گی جن کا نام تاریخی نہ ہو بعض عربی اور اردو کے قصائد اور تاریخ ہائے وصال جو بہت طویل ہے۔ ان کے ہر ہر مصرعے سے تاریخ برآمد ہوئی ہے، خوش نویسی اور خطاطی میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ نسخ، نستعلیق، خط مستقیم اور خط شکستہ جیسے تمام اقسام و انواع کے رسم الخط میں آپ بے نظیر مہارت سے لکھتے تھے۔

بے شمار علوم میں آپ کی مہارت حد ایجا د تک پہنچ گئی تھی۔ مولوی رحمن علی صاحب تذکرہ علمائے ہند میں آپ کی ایک کتاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اگر پیش ازیں کتابے دریں فن نیا فتنہ شود پس مصنف را موجد تصنیف ہذا می توان گفت

اگر اس فن میں اور کوئی کتاب نہ ہو تو مصنف کو اس تصنیف کا موجد کہا جاسکتا ہے۔

علم توقیت میں کمال کا یہ عالم کہ دن کو سورج اور رات کو ستارے دیکھ کر گھڑی ملا لیا کرتے وقت بالکل صحیح ہوتا اور کبھی ایک منٹ کا بھی فرق نہ پڑتا۔ ایک دفعہ آپ بدایوں تشریف لے گئے مسجد خرمایں حضرت محبت الرسول، مولانا عبدالقادر بدایوانی نے آپ کو نماز فجر پڑھانے کا ارشاد کیا۔ اعلیٰ حضرت نے قرات اتنی طویل کی کہ مولانا عبدالقادر کو شک ہوا شاید سورج نکل آیا۔ نماز کے بعد لوگ باہر نکل کر مشرق کی طرف دیکھنے لگے اعلیٰ حضرت نے فرمایا ابھی سورج نکلنے میں تین منٹ ۲۸ سیکنڈ باقی ہیں۔

علم تکسیر (تعوید) میں بھی غیر معمولی مشق و ادراک کے مالک تھے۔ تعوید پُر کرنے کے بے شمار طریقوں سے واقف۔ ”حیاتِ اعلیٰ حضرت“ کے مولف مولانا ظفر الدین بہاری اعلیٰ حضرت کے خلیفہ اور شاگرد بھی تھے ان کے پاس ایک شاہ صاحب تشریف لائے اور بڑے فخر سے کہنے لگے میں نقش مربع سولہ طریقوں سے پُر کر لیتا ہوں آپ کتنے طریقے جانتے ہیں؟ مولانا ظفر الدین نے انکار سے کہا مجھے تو نقش مربع پُر کرنے کے گیارہ سو باون طریقے آتے ہیں۔ شاہ صاحب کو یہ ناقابل یقین بات سن کر اس قدر تعجب ہوا کہ اعتبار نہ آیا۔ پوچھا یہ فن آپ نے کس سے حاصل کیا؟ مولانا نے جواب دیا اعلیٰ حضرت سے اور اعلیٰ حضرت ۲۲ سو طریقوں سے نقش مربع پُر کرنا جانتے ہیں۔ آخر کار شاہ صاحب نے وہ کتاب دیکھی جس میں مولانا ظفر الدین نے نقش مربع گیارہ سو باون طریقوں سے پُر کیا تھا تو یقین کئے بغیر چارہ نہ رہا۔

اعلیٰ حضرت کا علمی سرمایہ یوں تو بے پناہ ہے لیکن آپ کا فقہی شاہکار ”فتاویٰ رضویہ“ ہے جس کی بارہ جلدیں ہیں ان میں سے گیارہ جلدیں چھپ چکی ہیں ہر جلد جہازی سائز کے ایک ہزار سے زیادہ صفحات پر مشتمل۔ تاریخ الفتاویٰ میں یہ مجموعہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مجموعے کے چند اوراق اعلیٰ حضرت نے مکہ معظمہ کے فاضل سید اسماعیل خلیل حافظ کتب الحرم کو ارسال فرمائے تھے موصوف نے اپنے مکتوب میں ان اوراق فتاویٰ پر جو تبصرہ فرمایا اس کا آخری جملہ دیکھئے ”میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان فتوؤں کو اگر ابو حنیفہ نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مؤلف کو اپنے تلامذہ میں شامل فرماتے“

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال اعلیٰ حضرت کے معاصرین میں سے تھے۔ آپ کو نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے

دیکھتے۔ ایک موقع پر ڈاکٹر اقبال نے فرمایا یہ روایت ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم کی ہے ”ہندوستان کے دورِ آخر میں مولانا احمد رضا خاں جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے میرائے قائم کی اور ان کی ذہانت، فطانت، جودت طبع، کمال فقہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہدِ عادل ہیں۔ مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں اسی لئے انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں گویا اپنے دور کے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوتے“

اقبال نے اعلیٰ حضرت کے ہاں جس ”شدت“ کا ذکر فرمایا ہے اس میں نفسانیت کا شائبہ بھی نہ تھا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی سوزش تھی جسے حدت کہہ لیجئے یا شدت اور یہ شدت بھی صرف اعدائے خدا اور رسول اللہ ﷺ کے لئے تھی ورنہ اعلیٰ حضرت تو ہر مومن اور ہر اہل محبت کے لئے سراپا لطف و کرم تھے۔ بقول اقبال

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم

فاضل بریلوی نے سلوک و طریقت کی منزلیں حضرت شاہ آل رسول ماہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر طے فرمائیں اور آپ کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادر یہ میں بیعت کی۔ پیر و مرشد نے آپ کو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت کا شرف عطا فرمایا۔ بیعت کا واقعہ ۱۲۹۴ھ کا ہے یعنی ان دنوں کا جب اعلیٰ حضرت کی عمر اکیس بائیس برس سے زیادہ نہ تھی آپ کے والد ماجد مولانا محمد تقی علی خاں بھی اس عالم رنگ و بو میں تشریف فرما تھے اور وہی اپنے پاکباز اور ہونہار فرزند کو شاہ آل رسول کی خدمت میں لے گئے۔ شاہ صاحب کی وفات ۱۲۹۷ھ میں ہوئی گویا فاضل بریلوی کو اپنے پیر و مرشد سے تقریباً تین سال تک شرفِ ہدایت حاصل رہا۔ اعلیٰ حضرت کے نعتیہ دیوان ”**حدائق بخشش**“ میں ایک منقبت حضرت شاہ آل رسول کی شان میں موجود ہے اس کا مطلع ہے

خوشاد لے کہ دھندش دلائے آل رسول خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسول

شاہ صاحب بھی اعلیٰ حضرت سے بہت محبت فرماتے اور انہیں دیکھ کر خوش ہوتے۔ ایک بار آپ نے ارشاد فرمایا ”بروزِ حشر اگر باری تعالیٰ پوچھے گا کہ اے آل رسول! دنیا سے میرے لئے کیا لایا ہے تو عرض کروں گا کہ اے پروردگار! میں تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں“

اعلیٰ حضرت کو جن سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت حاصل تھی ان کی تعداد تیرہ ہے جن میں مشہور و معروف

سلسلے قادریہ، چشتیہ، نظامیہ، محبوبیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، صدیقیہ، علویہ وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت شاہ آل رسول کی بیعت سے ایک سال بعد یعنی ۱۲۹۵ھ میں آپ کو اپنے والدین کی معیت میں پہلی بار حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ ”المملوٰظ“ کی جلد دوم میں اس سفر حج سے واپسی کے حالات خود حضرت کی زبانی سن کر مرتب نے درج فرمائے ہیں اور نہایت اثر انگیز ہیں۔ مولانا رحمن علی نے بھی اپنی تالیف تذکرہ علمائے ہند میں اس حج کے واقعات و حالات تفصیل سے درج کئے ہیں اسی سفر میں حرمین شریفین کے اکابر، علماء اور شیوخ سے آپ کی ملاقاتیں رہیں مثلاً مفتی شافعیہ سید احمد دحلان، مفتی حنفیہ شیخ عبدالرحمن سراج وغیرہم۔ ان دونوں حضرات سے آپ نے حدیث، تفسیر، فقہ اور اصول فقہ میں سندیں حاصل کیں۔ ایک روز اعلیٰ حضرت حرم مبارک میں حاضر تھے اور مغرب کی نماز سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح بغیر کسی سابقہ تعارف کے آگے بڑھ کر آپ کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور اپنے ساتھ گھر لے جاتے ہیں۔ فرط محبت سے دیر تک آپ کی نورانی پیشانی پر دیکھتے رہتے ہیں اور جوش عقیدت میں ان کے منہ سے نکلتا ہے

انی لا جد نور من هذا الجبین بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں

شیخ حسین بن صالح نے اعلیٰ حضرت کو صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے عنایت فرمائی اور آپ کا نام ضیاء الدین احمد رکھا۔ شیخ نے اپنی کتاب ”الجوہرۃ المضمیۃ“ کی شرح لکھنے کی فرمائش کی۔ نوجوان فاضل بریلوی نے صرف دو روز میں اس مشکل کتاب کی شرح عربی زبان میں تحریر فرما کر ان کے حوالے کی اور بعد میں تعلیقات و حواشی کا اضافہ کر کے اس کتاب کا تاریخی نام بھی تجویز کیا۔ واپسی میں تین روز تک مسلسل سمندر میں طوفان رہا اور ایسا شدید کہ بقول اعلیٰ حضرت لوگوں نے کفن پہن لئے تھے۔ حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھ کر ان کی تسکین کے لئے بے ساختہ میری زبان سے نکلا آپ اطمینان رکھیں خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا یہ قسم میں نے حدیث رسول ﷺ ہی کے اطمینان پر کھائی تھی۔ یہ وہ حدیث ہے جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد ہوئی ہے۔ میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی اور حدیث کے وعدہ صادق پر مطمئن تھا الحمد للہ! وہ مخالفت ہوا جو تین سے چل رہی تھی دو گھڑی میں بالکل موقوف ہو گئی۔ وہ تین شبانہ روز کی سخت یاد تھی بریلی پہنچ کر اور مکان میں پہلا قدم رکھتے ہی والدہ نے مجھ سے فرمایا حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا فرما دیا اب میری زندگی پھر دوبارہ حج کا ارادہ نہ کرنا ان کا یہ فرمان مجھے یاد رہا اور ماں باپ کی ممانعت کے ساتھ حج نفل جائز نہیں یوں خود دوبارہ حج ادا کرنے سے مجبور تھا۔

۱۹۰۵ء میں اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی اور بڑے صاحبزادے جب حج کے سفر پر روانہ ہوئے تو آپ کی طبیعت سخت بے چین ہوئی۔ دل چاہتا تھا کہ پر لگ جائیں اور اڑ کر حرم شریف میں پہنچیں مگر والد کی اجازت ضروری۔ فرماتے اجازت کا مسئلہ نہایت اہم اور اس کا یقین کہ والدہ اجازت نہ دیں گی۔ کس طرح ان سے عرض کروں آخر کار زمانہ مکان میں گیا دیکھا حضرت والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرماتی ہیں۔ میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھ دیا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا حضور مجھے حج کی اجازت دے دیجئے پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا خدا حافظ میں اٹھے پیروں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا۔ حج سے جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی اسٹیشن تک بھی نہ پہنچا ہوں گا کہ والدہ نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتی اسے بلا لو مگر میں جا چکا تھا کون بلاتا؟ چلتے وقت جس لگن میں میں نے وضو کیا تھا اس کا پانی والدہ نے میری واپسی تک پھینکنے نہ دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔

والدین کے ادب، احترام اور اطاعت کی ایسی بہت سی مثالیں ہیں جو اعلیٰ حضرت کی حیات میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ جب آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں صاحب کا انتقال ہوا تو اعلیٰ حضرت اپنے حصے کی جائیداد کے خود مالک و مختار تھے مگر سب اختیار والدہ ماجدہ کے سپرد تھا وہ مالک کی حیثیت سے جس طرح چاہتیں صرف فرماتیں۔ حضرت کو کتاب وغیرہ کی خریداری کے لئے کسی بڑی رقم کی ضرورت پڑتی تو والدہ کی خدمت میں درخواست کرتے اور جب وہ اجازت دیتیں تب کتابیں خریدتے۔

اعلیٰ حضرت کے اس دوسرے حج کے واقعات نہایت عظیم الشان اور سبق آموز ہیں اس موقع پر آپ نے ایک نعت کہی جس کا مطلع ہے

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

علمائے حجاز نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی حد درجہ مدارات سے پیش آئے بہت سوں نے درخواست کی انہیں سند اجازت مرحمت فرمائی جائے چنانچہ اعلیٰ حضرت نے ہر درخواست منظور فرمائی۔ حضرت کے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں نے اس سفر کے حالات تفصیل سے رقم فرمائے ہیں بعض علمائے مکہ نے ”علم غیب“ کے بارے میں چند سوال لکھ کر اعلیٰ حضرت کے پاس بھیجے اور صرف دو دن میں لکھ دینے کا مطالبہ کیا۔ آپ کی طبیعت ناساز تھی اور نہ حوالے کے لئے کوئی کتاب موجود مگر آپ نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان تمام سوالوں کے جواب فصیح و بلیغ عربی میں صرف آٹھ گھنٹے کے اندر اندر قلمبند کروادئے اور اس طرح چار سو صفحے کی ایک ضخیم کتاب تیار ہو گئی۔ آپ نے اس کتاب کا جو نام

تجويز فرمایا وہ بھی ایسا ہی ہے اس سے نہ صرف موضوع کی صراحت ہوتی ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کتاب کہاں تصنیف کی گئی اور کس سن میں لکھی گئی کتاب کا نام ہے

الدولة المكيه بالمادة الغيبية

۱۳۲۳ھ

مدینہ منورہ میں بے حد اکرام و اعزاز سے نوازے گئے اس کا آنکھوں دیکھا حال شیخ محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی سنئے ”میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں برصغیر کے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں ان میں علماء، صلحاء، اتقیا سب ہوتے ہیں میں نے دیکھا کہ وہ شہر کے گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے ہیں اور کوئی انہیں مڑ کر بھی نہیں دیکھتا مگر فاضل بریلوی کی شان عجیب ہے یہاں کے علماء اور بزرگ سبھی ان کی طرف جوق در جوق چلے آ رہے ہیں اور ان کی تعظیم میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جسے چاہتا عطا فرماتا ہے“

مدینہ طیبہ میں بھی آپ سے اکثر علماء نے حدیث کی اجازت حاصل کی مولانا جعفر شاہ پھلواڑی جس زمانے میں کپورتھلہ کی مسجد کے خطیب تھے انہوں نے اپنے والد حضرت شاہ سلیمان پھلواڑی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے موقع پر اعلیٰ حضرت کے اسی دوسرے سفر حج سے متعلق ایک ایمان افروز واقعہ نہایت موثر انداز میں بیان کیا تھا آپ بھی اس کی سماعت میں شریک ہو جائے۔

جب مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ دوسری مرتبہ زیارت نبوی میں درود پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ ضرور سرکار ابد قرآن ﷺ عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا آپ نے کچھ کبیدہ خاطر ہو کر ایک نعت کہی جس کا مطلع یہ ہے

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

نعت کے مقطع میں عجب انداز سے اپنی محرومی اور نارسائی کا اشارہ کیا

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

یہ نعت مواجہہ شریف میں عرض کر کے انتظار میں مودب بیٹھے تھے کہ قسمت جاگی اور چشم سر سے بیداری میں زیارت حضور اقدس ﷺ سے مشرف ہوئے۔

مدینے میں حضرت کا قیام طویل رہا۔ اکتیس بار مسجد نبوی میں حاضری نصیب ہوئی صبح سے عشاء تک علماء، شیوخ اور طلباء کا ہجوم رہتا۔ کوئی حدیث پڑھنے آتا، کوئی اجازت لینے اور کوئی بیعت کرنے، حضرت کسی کو مایوس نہ کرتے۔ مولانا حکیم سید عبدالحی لکھنوی صاحب زبہ الخواطر اپنی گرانقدر تالیف میں اعلیٰ حضرت کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ”آپ نے کئی بار حرمین شریفین کا سفر کیا اور علمائے حجاز سے بعض مسائل فقہیہ اور کلامیہ میں مذاکرہ بھی کیا۔ بعض رسائل بھی قیام کے دوران میں لکھے اور علماء حرمین نے بعض سوالات کئے تو ان کے جوابات بھی تحریر کئے۔ فقہ، حدیث اور اخلاقی مسائل پر ان کی ہمہ گیر معلومات، سرعت تحریر اور ذہانت دیکھ کر سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے“

اعلیٰ حضرت کو عربی زبان پر ایسا عبور تھا کہ خود اہل عرب رشک کرتے آپ کے ایک خلیفہ مولانا شیخ ضیاء الدین مدنی (حضرت وصال فرما گئے ہیں) ہیں اور مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہیں ان کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ مصر کے فاضل ترین علمائے کرام کے اجتماع میں میں نے اعلیٰ حضرت کا ایک قصیدہ عربیہ پڑھا جو سرکار رسالت مآب ﷺ کی شہنا قدس میں تھا۔ سب نے بیک زبان کہا یہ قصیدہ کسی فصیح اللسان عربی النسل عالم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے بتایا اس قصیدے کے لکھنے والے مولانا احمد رضا بریلوی ہیں جو عربی نہیں عجمی ہیں۔ علماء مصر یہ سن کر حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے کہ وہ عجمی ہو کر عربی میں اتنے ماہر ہیں۔

اعلیٰ حضرت جامع کمالات بزرگ تھے۔ جس فن اور جس موضوع پر قلم اٹھایا اپنی انفرادیت کا سکہ ثبت فرمادیا۔ ان کی اصل دولت حب رسول ﷺ تھی۔ اس پاک جذبے سے ان کی روح سرشار رہی۔ اعلیٰ حضرت کی شاعرانہ حیثیت بھی اتنی ہی دقیق ہے جتنی ان کی دوسری حیثیتیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ برصغیر میں جو اچھے اچھے نعت گو شعراء گزرے ہیں ان سب کا ذکر کسی نہ کسی حیثیت سے ادب کی کتابوں میں موجود ہے مگر اعلیٰ حضرت کی بہترین شعری تخلیقات کی طرف توجہ نہ دی گئی شاید اس لئے کہ ان کی شاعری دوسرے علوم و فنون کے نیچے دب گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کا نعتیہ کلام بڑے سے بڑے شاعر کے کلام کے مقابلے میں پیش کیا جاسکتا ہے ان کے ہاں جذبہ دل کی بے ساختگی، خیال کی رعنائی، الفاظ کی شان و شوکت اور عشق رسول ﷺ کی جھلکیاں قدم قدم پر موجود ہیں۔ ان کی نعتوں میں کیف و اثر کی ایک دنیا آباد ہے۔

اعلیٰ حضرت کے سوانح نگار مولانا بدر الدین احمد کا مشاہدہ یہ ہے کہ آپ عام اربابِ سخن کی طرح صبح سے شام تک اشعار کی تیاری میں مصروف نہیں رہتے تھے بلکہ پیارے مصطفیٰ ﷺ کی یاد دہانی اور درِ عشق آپ کو بیتاب کرتا تو از خود نعتیہ اشعار زبان پر جاری ہوتے اور پھر یہی اشعار آپ کے سوزش عشق کی تسکین کا سامان بن جاتے۔ چنانچہ آپ اکثر فرمایا کرتے

کہ جب سرکار اکرم ﷺ کی یاد تڑپاتی ہے تو میں نعتیہ اشعار سے بے قرار دل کو تسکین دیتا ہوں ورنہ شعر و سخن میرا مزاح نہیں۔

اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا نہایت خوش گو اور نفیس شاعر تھے۔ فصیح الملک نواب مرزا داغ دہلوی سے تلمذ تھا ایک روز انہوں نے اعلیٰ حضرت کی نعتیہ غزل کا یہ مطلع داغ کو سنایا

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

مطلع سن کر داغ جھومنے لگے بار بار پڑھواتے اور وجد کرتے۔ بہت تعریف کی اور فرمایا ”مولوی ہو کر ایسے اچھے شعر کہتا ہے“

یہ بہترین داد ہے جو استاد داغ کسی شاعر کو دے سکتے تھے۔ حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ لکھنؤ کے شعراء کی ایک محفل میں اعلیٰ حضرت کا قصیدہ معراجیہ اپنے خاص انداز میں پڑھا تو سب جھومنے لگے اور بیک آواز کہا کہ اس قصیدے کی زبان تو کوثر میں دھلی ہوئی ہے۔ اسی قسم کا ایک اور واقعہ دہلی میں پیش آیا سرآمد شعراء دہلی نے کہا سبحان اللہ! مولانا احمد رضا کی شاعری کے کیا کہنے آپ عمر بھر پڑھتے رہے ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔

مولانا محمد علی جوہر نے ڈاکٹر اقبال کے لئے کہا تھا کہ انہوں نے مسلمانوں کے دل قرآن کی طرف پھیر دیئے لیکن مولانا احمد رضا کا اعجاز شاعری یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے دل صاحب قرآن کی طرف پھیر دیئے۔ نعتیہ شاعری کا کمال یہ ہے کہ اس سے شاعر کے کمال فن کا نہیں کمال عشق کا سکھ دل پر بیٹھ جائے۔ شاعر شاگرد ہوتے ہیں مگر عاشق شاگرد نہیں ہوا کرتے مولانا احمد رضا خاں فن شاعری میں کسی کے شاگرد نہ تھے وہ عاشق صادق تھے۔ فیضان محمدی ﷺ نے ان کو وہ کچھ دیا کہ بس سوچا کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کے حضور بے شمار شعراء نے اپنی اپنی حسن نیت اور توفیق الہی کے باعث سلام لکھ کر ہدیہ عقیدت پیش کیا مگر اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے ایک سلام کو ایسا قبول عام نصیب ہوا کہ ایک صدی گزر چکی برصغیر پاک و ہند کی فضا میں آج بھی اس سلام کی والہانہ آواز سے گونج رہی ہیں۔ ایک ایک شعر جذب و کیف اور عشق و سرمستی کا مرقع ہے

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

حضرت اطہر ہاپوری اردو کے مشہور شاعر تھے اور ان کا شمار نہایت جید اساتذہ غزل میں تھا ایک مرتبہ انہوں نے

اعلیٰ حضرت کی موجودگی میں نعت سنائی اور مطلع پڑھا

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے مجنوں کھڑے ہیں خیمہ لیلیٰ کے سامنے

مطلع سن کر اعلیٰ حضرت ناخوش ہوئے اور فرمایا اس کا دوسرا مصرع مقام نبوت کے لائق نہیں۔ اطہر صاحب محجوب ہو کر حضرت کا چہرہ دیکھنے لگے اعلیٰ حضرت نے بر جستہ فرمایا اسے یوں کر دیجئے

کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے قدسی کھڑے ہیں عرش معلیٰ کے سامنے

حضرت محسن کا کوروی کا قصیدہ معراجیہ بہت مشہور ہے جس کا آغاز یوں ہے

سمت کاشی سے چلا جانب متہر ابادل برق کے کاندھے پہ لائی صبا گنگا جل

حضرت محسن یہ قصیدہ سنانے کے لئے بریلی تشریف لائے۔ ظہر کے بعد دو شعر سنے پھر ارشاد فرمایا عصر کے بعد باقی قصیدہ سنایا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت نے عصر سے پہلے اپنا طویل قصیدہ معراجیہ سنایا۔ محسن نے جب آپ کا قصیدہ سنا تو اپنا قصیدہ لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا اور کہا مولانا آپ کے قصیدہ کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔

آپ چونکہ عربی، فارسی، بھاشا اور اردو سب زبانوں پر پوری قدرت رکھتے تھے اس لئے ان زبانوں میں بے تکلف شعر کہتے۔ ایک مرتبہ احباب کی فرمائش پر ایسی نعت کہی جس میں یہ چاروں زبانیں استعمال کی گئی ہیں۔ بعض قصائد نہایت عجیب اور مشکل صنعتوں میں بھی کہے غرض کہ اعلیٰ حضرت کا یہ رخ بھی نہایت حسین اور یادگار ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے اخلاق و عادات نہایت عمدہ اور اچھے تھے۔ پوری زندگی حب نبوی ﷺ اور اتباع شریعت میں گزری۔ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتظام لیتے نہ کچھ شکایت کرتے مگر خدا اور رسول ﷺ کا معاملہ ہوتا تو ہرگز رو رعایت نہ کرتے، پانچوں وقت کی نماز نہایت اہتمام سے ادا کرتے، طبیعت شدید ناساز ہوتے تب بھی مسجد میں تشریف لاتے اور جماعت سے نماز ادا کرتے۔ فرض روزوں کے علاوہ اکثر نفل روزے رکھتے۔ ایک بار رمضان میں بیمار پڑے اور حالت نازک ہو گئی طبیعوں نے ہر چند اصرار کیا کہ روزہ توڑ دیجئے مگر نہ مانے اور روزے کی برکت ہی سے صحت حاصل ہو گئی۔ رات کو سوتے وقت نام اقدس محمد ﷺ کی شکل میں لیتے۔ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے، کسی چیز کے لینے اور دینے کے لئے دایاں ہاتھ بڑھاتے، کبھی قہقہہ نہ لگاتے تبسم فرماتے، قبلہ کی طرف منہ کر کے کبھی نہ تھوکتے، قبلہ کی طرف پاؤں کبھی دراز نہ فرماتے، آہستہ آہستہ چلتے، اکثر نگاہیں نیچی رکھتے، ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند

کرتے۔ اگر آپ کوئی حدیث بیان کر رہے ہوں یا قرآن کی آیت کا ترجمہ کر رہے ہوں اور درمیان میں کوئی قطع کلام کرے تو سخت ناراض ہوتے۔ نہایت سخی اور سیرچشم تھے جو دروازے پر آتا خالی نہ جاتا۔ غریبوں، طالب علموں، ناداروں، بیواؤں اور یتیموں کے وظائف مقرر تھے۔ بیرونی ضرورت مندوں کو منی آرڈر کے ذریعے رقمیں بھیجتے۔ روپیہ جمع کر کے نہ رکھتے فوراً تقسیم فرما دیتے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا میں نے کبھی ایک پیسہ زکوٰۃ کا نہیں دیا کیونکہ میرے پاس کبھی اتنی رقم جمع ہوئی ہی نہیں کہ سال گزر جانے کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب ہو۔

اعلیٰ حضرت کو بیت اللہ اور حرمین شریفین سے جو عشق تھا اس کا تذکرہ سوز و گداز سے پُر ہے۔ دوسرے حج کے موقع پر جب کہ آپ مکہ معظمہ میں تھے شدید بخار میں مبتلا ہوئے ایک ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے بہت قلیل مقدار میں نمک دیا اور کہا آب زم زم میں ملا کر پی لو اعلیٰ حضرت یہ سن کر خوش ہوئے فرماتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے دوا دہ بتائی ہے جو مجھے بالطبع محبوب اور مرغوب تھی یعنی زم زم شریف۔ میری عادت ہے کہ باسی پانی نہیں پیتا اور اگر پیوں تو فوراً زکام ہو جاتا ہے مگر زم زم کی برکت دیکھنے کہ صحت میں، مرض میں، دن میں، رات میں، تازہ باسی کثرت سے پیا، بخار کی شدت میں رات کو جب آنکھ کھلتی کلی کرتا اور زم زم پیتا، وضو سے پہلے پیتا اور وضو کے بعد پیتا، پونے تین مہینے مکہ معظمہ کے قیام میں میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من آب زم زم میرے پینے میں آیا ہوگا۔

اواخر محرم میں صحت ہوئی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک سلطانی حمام ہے میں نے اس میں نہایا۔ باہر نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان پر ابر ہے حرم شریف پہنچتے پہنچتے پانی برسنا شروع ہوا مجھے حدیث یاد آگئی جو مینہ برستے میں طواف کرے وہ رحمت الہی میں تیرتا ہے فوراً حجر اسود کا بوسہ لے کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا بخار پھر ہو گیا۔ مولانا سید اسماعیل مکی نے فرمایا ایک ضعیف حدیث کے لئے تم نے اپنے بدن کی بے احتیاطی کی۔ میں نے کہا حدیث ضعیف ہے مگر امید محمد اللہ تعالیٰ قوی ہے یہ طواف بہت مزے کا تھا۔

علماء اور طلباء کا بے حد احترام کرتے اور ان کے آنے پر بے حد مسرور نظر آتے، مہمانوں کے ہاتھ خود دھلاتے اور عمدہ سے عمدہ کھانے انہیں کھلاتے، مزاج میں عجب، غرور اور تکبر بالکل نہ تھا۔ سادات کرام کے سامنے فرط تواضع اور انکسار سے بچھ بچھ جاتے۔ آپ کے ہاں ہر تقریب میں سادات کرام کو دو ہر حصہ دیا جاتا۔ ایک دفعہ نو دس برس کی عمر کے ایک صاحبزادے امور خانہ داری کے لئے ملازم رکھے گئے بعد میں پتہ چلا کہ سید ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے گھر والوں کو تاکید فرمادی خبردار صاحبزادے سے کوئی کام نہ لیا جائے اس لئے کہ وہ مخدوم زادے ہیں جس چیز کی انہیں ضرورت ہو

حاضر کی جائے اور جس تنخواہ کا وعدہ ہوا ہے وہ بطور نذر پیش ہوتی رہے۔ ایک دفعہ اسی موضوع پر گفتگو فرماتے ہوئے کہا قاضی وقت اگر سید کو حد لگائے تو یہ خیال نہ کرے کہ میں سزا دے رہا ہوں بلکہ یہ تصور کرے شہزادے کے پاؤں میں کچھڑ بھر گئی ہے وہ دھور ہا ہوں۔ مدینہ منورہ میں سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی توحید ہی نہ تھی اس فقیر سے خطاب میں یا سیدی فرماتے میں شرمندہ ہوتا۔ ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا واللہ تم سید ہو میں نے عرض کی میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا تو یوں بھی سید ہوئے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں ”مولیٰ اتقوہم“ قوم کا غلام آزاد شدہ انہی میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ساداتِ کرام کی سچی غلامی عطا فرمائے۔

مزاج میں نہایت اعلیٰ درجہ کی لطافت اور مزاح تھا کسی ہندو آریہ نے اپنے مذہب کے بارے میں ایک کتاب لکھی اور اس کا نام ”آریہ دھرم پر چار“ رکھا اور کتاب کا ایک نسخہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھی ارسال کیا۔ حضرت نے وہ کتاب ملاحظہ فرمائی جگہ جگہ حاشیہ پر اس کا رد لکھا اور جہاں کتاب کا نام تھا وہاں سیاہ روشنائی لکھ کر جلی قلم سے لفظ ”پر چار“ کے بعد ”حرف“ لکھ دیا۔ اب اس کتاب کا نام یوں ہو گیا ”آریہ دھرم پر چار حرف“

اعلیٰ حضرت کو مسلمانوں کی سیاسی، سماجی اور دینی فلاح و بہبود کا خیال ہمیشہ رہتا۔ ان کی زندگی کے آخری دور میں مسلمانانِ ہند ہندوؤں کی سیاست کی زد میں آگئے تھے۔ بڑے بڑے نامور مسلمان بھی اس رو میں بہہ گئے۔ ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت کا آغاز ہوا دوسرے ہی سال تحریک ترک موالات شروع ہوئی۔ مولانا احمد رضا خاں نے اختلاف کیا اور ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں دلائل سے ثابت کیا کہ کفار و مشرکین سے اختلاط اور ان کے ساتھ سیاسی اتحاد ناجائز ہے اور اگر ایسا ہوا تو اس کے نتائج نہایت خطرناک نکلیں گے گویا دو قومی نظریے کے بانیوں میں سے اعلیٰ حضرت بھی ہیں۔ ان کے معتقدین نے جماعتِ رضائے مصطفیٰ ﷺ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور اس کے بعد آل انڈیائی کانفرنس کے نام سے دوسری تنظیم قائم ہوئی۔ ان جماعتوں نے ہندو مسلم اتحاد و اختلاط کے خلاف کام کیا۔ اس کے ایک اہم رکن اور بانی مولانا نعیم الدین مراد آبادی تھے جنہوں نے اعلیٰ حضرت سے دستارِ خلافت حاصل کرنے کا شرف پایا۔ اعلیٰ حضرت کے مریدوں، خلفاء اور ان کے عقیدہ و خیال کے علماء نے جو اہل سنت کہلاتے ہیں تحریک پاکستان کے لئے خاص کام کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ، ۱۹۲۱ء میں یومِ جمعۃ المبارک دوپہر ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر بریلی میں وصال فرمایا۔ چند ماہ قبل اعلیٰ حضرت نے قرآن مجید کی اس آیت سے اپنا سن وفات برآمد فرمایا تھا

و يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ۝ (پارہ ۲۹، سورۃ الدھر، آیت ۱۵)

اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا جوشیشے کے مثل ہو رہے ہوں گے۔

اس آیت کے حروف سے ابجد کے مطابق ۱۳۴۰ عدد برآمد ہوتے ہیں مولانا حسنین رضا خاں نے اعلیٰ حضرت

کے الوداعی سفر کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ان کا بیان ہے

اعلیٰ حضرت نے وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا۔ اس روز تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ہوتے

رہے۔ دو بجنے میں چار منٹ باقی تھے کہ وقت پوچھا عرض کیا گیا اس وقت ایک بج کر ۵۶ منٹ ہو رہے ہیں۔ فرمایا گھڑی

رکھ دو۔ یکا یک ارشاد ہوا تصویر ہٹا دو حاضرین کے دل میں خیال گزرا کہ یہاں تصاویر کا کیا کام۔ یہ خطرہ گزرنا تھا کہ خود

ارشاد فرمایا یہی کارڈ، لفافہ، روپیہ پیسہ۔ پھر ذرا وقفے سے اپنے بھائی مولانا حسن رضا خاں سے خطاب فرمایا وضو کر آؤ،

قرآن عظیم لاؤ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ اپنے چھوٹے بیٹے مولانا مصطفیٰ رضا خاں سے پھر ارشاد فرمایا تم بیٹھے کیا

کر رہے ہو؟ سورۃ یٰسین شریف اور سورۃ رعد شریف تلاوت کرو۔ اب آپ کی عمر کے چند منٹ باقی رہے گئے ہیں حسب

الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں ایسے حضور قلب اور تہیّۃ قلب سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا

سبقت زبان سے زیر و زبر میں فرق ہوا خود تلاوت فرما کر بتادی۔ سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا منسون ہے تمام

وکمال بلکہ معمول سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا۔ جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی

حرکت اور ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرہ مبارک پر ایک نور کی کرن چمکی جس میں جنبش تھی اس کے غائب ہوتے

ہی وہ جان نور جسم اطہر حضوری پرواز کر گئی۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

خود اسی زمانے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں

کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔

ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی تشریف لائے ان کی آمد کی خبر پا کر ان سے ملاقات کی۔ بڑی

شان و شوکت کے بزرگ تھے طبیعت میں بڑا استغناء اور مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کیا کرتے ان بزرگ کی

بھی خدمت کرنا چاہتے تھے نذرانہ پیش کرتے مگر وہ قبول نہ فرماتے اور کہتے بفضلہ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں مجھے

ضرورت نہیں۔ ان کے اس استغناء اور طویل سفر سے تعجب ہوا عرض کیا حضرت یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا

مقصد تو بڑا زریں تھا لیکن حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ قرینے سے معلوم ہوتا تھا کسی کا انتظار ہے میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا فداک ابی وامی! کس کا انتظار ہے۔ ارشاد فرمایا احمد رضا کا میں نے عرض کیا احمد رضا کون ہیں؟ فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔

بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا مولانا احمد رضا خاں صاحب جلیل القدر عالم ہیں اور بقیہ حیات ہیں۔ مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق ہوا۔ ہندوستان آیا بریلی پہنچا ان کا انتقال ہو گیا اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی۔ میں نے یہ طویل سفر صرف ان کی ملاقات کے لئے کیا مگر افسوس ملاقات نہ ہو سکی۔

شہر بریلی محلہ سوداگران میں دارالعلوم منظر اسلام کے شمالی جانب ایک پر شکوہ عمارت میں آپ کا مزار مبارک ہے۔

عمر ہادر کعبہ وبت خانہ می نالد حیات تاز بزم عشق يك دانائے راز آید برون

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

بہاولپور پاکستان

۲۹ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ

مثنوی رد امثالیہ

حل لغات

مثنوی، غیاث اللغات میں ہے مثنوی منسوب بہ معنی (فتح و سکون ثاء مثلاً و فتح نون و الف مقصورہ اسم اثین سے معدول ہے) بمعنی دو۔ قاعدہ ہے کہ اسم مقصور کا الف یا الف الحاقی کے بعد الف واو سے تبدیل ہو جاتا ہے چونکہ ابیات میں ہر بیت کا قافیہ علیحدہ ہوتا ہے اسی لئے مختلف القوافی کو مثنوی کہتے ہیں لیکن مطلقاً عارف رومی ابیات کا تصور ذہن میں آتا ہے۔ امام احمد رضا نے اسی طرز پر یہ مثنوی تحریر فرمائی۔ رد، (عربی) کسی شے کو واپس لوٹانا، کسی شے کی طرف واپس پھر واپس لانا۔ عرف میں غلط قول و عمل اور عقیدہ کی تردید کر کے اصل حقیقت کا اظہار۔

امثالیہ، مثل کی جمع امثال اور یا وہ نسبت کے لئے جیسے حنفیہ، شافعیہ اور قادریہ، چشتیہ، اویسیہ وغیرہ وغیرہ۔

یہاں وہ بد مذہب فرقے مراد ہیں جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کو صرف اور صرف اپنے جیسا بشر و انسان اور آدمی مانا آپ کی حقیقت کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم ﷺ بشر محض ہمارے جیسے ہیں صرف فرق نبوت کا ہے اور بس یوں سمجھئے کہ ایک باپ کے دو بیٹے ایک کو تعلیم کی ڈگری سے کمشنری ملی وہ کمشنر ہو گیا دوسرا جاہل رہا۔ ان دونوں میں فرق صرف تعلیم کا ہے اور بس یہاں بھی فرق صرف نبوت کا ہے اور بس اسی لئے ان کا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام بڑے بھائی اور گاؤں کے چودھری (تقویۃ الایمان ملخصاً)

امثالیہ

امثالیہ سے وہ فرقے مراد ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو محض بشر اور اپنے جیسا آدمی سمجھتے ہیں جیسے مرزائی، نجدی، وہابی، دیوبندی، نیچری، مودودی، پرویزی وغیرہ۔

کمال امام احمد رضا قدس سرہ

بنظر غائرانہ سابق مصنفین کی تصانیف پر نگاہ ڈالنے تو امام احمد رضا محدث بریلوی کا بد مذہب کی تردید میں پہلے بھاری ہے اگرچہ بقول ان کے یہ فیض انہی اسلاف صالحین کا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱)

بد مذہب و اعدائے اسلام کے رد میں تصانیف

(۱) الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام

(۲) ہئیل مژدہ آرا

(۳) کیف کفران انصاری۔ (انصاری کی تردید)

(۱) رد الرفضہ

(۲) الا ولایۃ الطائفة فی اذان الملا عنہ

(۳) اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہندو بیان الشہادۃ

(۴) جزاء اللہ عدوہ باباۃ ختم النبۃ

(۵) غایۃ التحقیق فی امامیۃ العلی والصدیق

(۶) الکلام الہی فی تشبیہ الصدیق بالنبی

(۷) الزلزال الاثقی من بحر سہلۃ الاثقی (عربی)

(۸) مطلع القمرین فی ابائیہ سہلۃ العمرین

(۹) جمع القرآن وبمعرزہ لعثمان

(۱۰) البشری العاجلہ من تحف آجلہ

(۱۱) عرش الاعزاز والاکرام لا اول ملوک الاسلام

(۱۲) ذب الہواء الواہیہ فی باب الامیر معاویۃ

(۱۳) علام الصحابۃ الموافقین لامیر معاویۃ وام المؤمنین

(۱۴) الاحادیث الروایۃ لمدح الامیر معاویۃ

(۱۵) الجرح الواح فی لطن الخوارج

(۱۶) الصمصام الحیدری علی حق العیار المفتری

(۱۷) الرامحیۃ العنبریۃ عن الحجرۃ الحیدریۃ

(۱۸) لمعۃ الشمعۃ لہدی شیعۃ الشنعہ

(۱۹) شرح المطالب فی بحث ابی طالب۔ (روافض وشیعہ کی تردید)

فائدہ

اس کے علاوہ وہ رسائل و قصائد جو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لکھے ہیں وہ شیعہ اور روافض کی

تردید ہیں کیونکہ شیعہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خوش عقیدگی نہیں رکھتے اس لئے غوث اعظم فضائل صحابہ کے قائل ہیں۔

(۱) الصارم الربانی علی اسراف القادیانی

(۲) جزاء اللہ عدوہ بابا ہ ختم النبوة

(۳) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب

(۴) قہر الدیان علی مرتد بقادیان

(۵) المبین ختم النبیین (مرزائیت کی تردید میں)

اس کے علاوہ فتاویٰ رضویہ میں موجود دیگر فتاویٰ اور ”المستند المعتمل“ بھی رد قادیانیت پر بہت کچھ

لکھا ہے اور وہابیوں، نجدیوں دیوبندیوں کی تردید پر انبار لگا دیئے اور نہ صرف مذکورہ بالا گمراہ فرقے بلکہ اس دور میں جتنے ہی باطل فرقے تھے جس نے بھی ذرا سراٹھایا رضوی قلم نے اس کا سر کاٹ کر رکھ دیا۔ کسی نے کیا خوف فرمایا ہے

خجرا علی حضرت پہ لاکھوں سلام

نجدی کا سر کاٹ کر رکھ دیا

فقیران تمام تصانیف کا ذکر چھیڑ دے تو ایک ضخیم تصنیف تیار ہو۔ الجمل المجدد و تصنیفات المجدد کے آخری صفحہ سے

تصانیف رو بد مذہب کی بے شمار تصنیفات کے نقشہ پراکتفا کرتا ہوں

نمبر شمار	نام بد مذہب	کل تصانیف
۱	ہنود	۱
۲	آریہ	۲
۳	نصاری	۳
۴	نچیریہ	۷
۵	ندوہ	۱۷
۶	قادیانیہ	۶
۷	اسماعیل دہلوی	۱۰
۸	نانوتوی	۱۱

۲۵	گنگوہی	۹
۹	تھانوی	۱۰
۶	نذیر حسین	۱۱
۲۶	غیر مقلدین	۱۲
۷۶	وہابیہ	۱۳
۶	روافض	۱۴
۱	نواصب	۱۵
۷	مفسقہ	۱۶
۷	تفضلیہ	۱۷
۲	متصوفہ باطلہ	۱۸
۵	شقی مختلفہ	۱۹
۱۲۹	کل میزان	۲۰

یہ وہ میزان ہے جو ہماری معلومات میں آیا۔ ممکن ہے آپ کے قلم نے ان کے علاوہ بھی بہت کچھ کیا ہو اور یہ بھی وہ ہیں جو مستقل تصانیف کے نام سے موسوم ہوئیں اگر آپ کے فتاویٰ رضویہ ۱۲ جلد کے مضامین تردید مند اہب کو جمع کیا جائے تو وہ ایک علیحدہ ضخیم دفتر تیار ہو۔

تردید کی ضرورت کیوں؟

غور سے دیکھا جائے تو روح اسلام بھی یہی ہے کہ اسلام کے خلاف معمولی سے معمولی حرکت کو بھی نہ ابھرنے دیا جائے جو اسی شغل میں ہے وہی حبیب خدا مصطفیٰ ﷺ ہے دورِ حاضرہ میں اسے فرقہ واریت کا نام دیا جا رہا ہے حالانکہ اس مشن کو فرقہ واریت قرار دینا یہودیہ نہ سازش ہے ورنہ اہل بنی شام و دانش جواب دیں کہ بد مذہبیت کا مقابلہ کرنا مذموم ہے تو حضور اکرم ﷺ ۱۳ سال کفار کے ساتھ کیوں برسرِ پیکار رہے، آپ کے بعد صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین تا عین جہاد کی غرض و غایت کیا ہے اگر اسی کا نام فرقہ واریت ہے تو پھر دنیا میں اسلام کا نام و نشان تک نہیں رہ سکتا۔

یوں سمجھ لو کہ بد مذہب کا مقابلہ و معارضہ اور ان کی تردید عین اسلام بلکہ اس پر اللہ و رسول ﷺ کی طرف سے بے

شمار انعام واکرام۔

تردید بد مذاہب پر انعام باری تعالیٰ

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں ایک شخص حساب کے لئے بارگاہ رب العزت میں لایا جائے گا اس سے سوال ہوگا (دنیا) سے کیا لایا وہ کہے گا میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض نمازوں کے اتنے روزے رکھے علاوہ رمضان کے اس قدر خیرات کی علاوہ زکوٰۃ کے اس قدر حج کئے حج فرض کے وغیرہ ذلک۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا

هل والیت لی ولیاً وعادیت لی عدوا

بکھی میرے محبوبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی

اس حدیث شریف کو سامنے رکھ کر امام احمد رضا قدس سرہ کی تصانیف مبارکہ مع حدائق بخشش کا مطالعہ فرمائیے تو پھر اندازہ کرنا مشکل نہ ہوگا کہ کل قیامت میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اپنے ہمجویوں بلکہ سابقین علماء میں سے بہت سے دین کے خدام سے سبقت لے جائیں گے۔ آپ کا صرف ایک فتویٰ ملاحظہ ہو۔ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا

بند ہوں سے میل جول آگ ہے اور اُس بڑی آگ کی طرف کھینچ کر لے جانے والا۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے

وَإِنَّمَا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۶۸)

اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

تفسیرات احمدیہ میں ہے

دخل فيه الكافر والمبتدع والفاسق والقعود مع كلهم ممتنع

اس آیت کے حکم میں ہر کافر و مبتدع اور فاسق داخل ہیں اور ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں۔

وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (پارہ ۱۲، سورۃ ہود، آیت ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں

ایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم

ان سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ و رسول سے زیادہ کوئی ہماری بھلائی چاہنے والا نہیں جل و علا صلی اللہ علیہ وسلم جس بات کی طرف بلائیں یقیناً ہمارے دونوں جہان کا اس میں بھلا ہے اور جس بات سے منع فرمائیں بلاشبہ سراسر ضرر و بلا ہے۔ مسلمان صورت میں ظاہر ہو کر جو ان کے حکم کے خلاف کی طرف بلائے یقین ضرور چکنی چکنی باتیں کرے گا اور جب یہ دھوکے میں آیا اور ساتھ ہولیا تو گردن مارے گا مال لوٹے گا شامت اس بکری کی کہ اپنے راعی کا ارشاد نہ سنے اور بھیڑ یا جو کسی بھیڑ کی اون پہن کر آیا اس کے ساتھ ہو لے۔

ارے! مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں منع فرماتے ہیں وہ تمہاری جان سے بڑھ کر تمہارے خیر خواہ ہیں ”حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ“ تمہارا مشقت میں پڑنا ان کے قلب اقدس پر گراں ہے ”عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ“ واللہ وہ تم پر اس سے زیادہ مہربان جیسے نہایت چہیتی ماں اکلوتے بیٹے پر ”بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ“

ارے ان کی سنو! ان کا دامن تھام لو، ان کے قدموں سے لپٹ جاؤ وہ فرماتے ہیں

ایاکم وایاہم لایضلنکم ولا یفتننکم

ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ ابن حبان و طبرانی و عقیلی کی حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

لا تَأْكُلُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تَجَالِسُوهُمْ وَلَا تَنَاجَوْهُمْ وَإِذَا مَرَضُوا فَلَا تُعِدُّوهُمْ وَإِذَا

تَوَافَلَتْ شَهَدُوهُمْ وَلَا تَصَلُّوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَصَلُّوا مَعَهُمْ

ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان سے رشتہ نہ کرو۔ وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مرجائیں تو جنازہ پر نہ جاؤ، نہ ان کی نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد اقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز مغرب کے بعد کسی مسافر کو بھوکا پایا اپنے ساتھ کاشانہ خلافت میں لے آئے اس کے لئے کھانا منگایا جب وہ کھانے بیٹھا کوئی بات بد مذہبی کی اس سے ظاہر ہوئی فوراً حکم ہوا کہ کھانا اٹھالیا جائے اور اسے نکال دیا جائے سامنے سے کھانا اٹھو الیا اور اسے نکلوا دیا۔

سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے آ کر عرض کی فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے فرمایا

لَا تَقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامُ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَنَّهُ أَحَدُ

میری طرف سے اسے سلام نہ کہنا کہ میں نے سنا ہے کہ میں نے کچھ بد مذہبی نکالی۔

سیدنا سعید بن جبیر شاگرد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو راستہ میں ایک بد مذہب ملا کہا کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، فرمایا سننا نہیں چاہتا۔ عرض کی ایک کلمہ اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا

ولا نصف كلمة آدھا لفظ بھی نہیں

لوگوں نے عرض کی اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا ”**ازیشان منهم**“ ہے۔

امام محمد بن سیرین شاگرد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کے پاس دو بد مذہب آئے عرض کی کچھ آیات کلام اللہ آپ کو سنائیں فرمایا میں سننا نہیں چاہتا۔ عرض کی کچھ احادیث نبی ﷺ سنائیں فرمایا میں سننا نہیں چاہتا، انھوں نے اصرار کیا فرمایا تم دونوں اٹھ جاؤ یا میں اٹھا جاتا ہوں آخر وہ خائب و خاسر چلے گئے۔ لوگوں نے عرض کی اے امام! آپ کا کیا حرج تھا اگر وہ کچھ آیتیں یا حدیثیں سناتے۔ فرمایا میں نے خوف کیا کہ وہ آیات و احادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے تو ہلاک ہو جاؤں۔

ائمہ کو یہ خوف تھا اور اب عوام کو یہ جرأت ہے ”**ولا حول ولا قوة الا باللہ**“ اور ایسی جگہ مال دنیاوی پسند کرے گا جو دین نہیں رکھتا یا عقل سے بہرہ نہیں **”یکے نقصان مایہ دگر شماعت همسایہ“** (ایک تو مال نقصان اور دوسرے ہمسایہ کی خوشی)

ہمسایہ کون؟ وہ بئس القرین شیطان لعین کیا خوش ہوگا کہ ایک ہی کرشمے میں دونوں جہان کا نقصان پہنچا یا مال بھی گیا اور آخرت میں عذاب کا بھی مستحق ہوا

خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ (پارہ ۷، سورۃ الحج آیت ۱۱)

دنیا و آخرت دونوں کا گھانا یہی ہے صریح نقصان۔

دیکھو امان کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمہارے پیارے نبی ﷺ نے بتائی

ایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم

ان سے دور رہو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

دیکھو! نجات کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمہارے رب عز و جل نے بتائی

فَلَا تَقْعُدُوا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۶۸)

تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (روبدعات و منکرات صفحہ ۳۱۱ تا ۳۱۲)

کچھ مثنوی رضا کے بارے میں

مولانا احمد رضا خاں کی فارسی شاعری کے بارے میں ڈاکٹر وحید اشرف مدرس یونیورسٹی فرماتے ہیں جہاں تک فارسی شاعری کا تعلق ہے تو اس میں وہ اعلیٰ ادراک رکھتے تھے ان کی اردو فارسی شاعری حمد، مناجات، نعت اور منقبت پر مشتمل ہے۔ اس میں ہیئت کے اعتبار سے غزل اور رباعی شامل ہیں۔ ان اشعار کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ہر صنف سخن پر پوری قدرت رکھتے تھے اور شاعرانہ ذوق و فکر و فن سے پوری طرح بہرہ ور تھے۔ (انوار رضا صفحہ ۵۳۸)

امام احمد رضا بلاشبہ چودہویں صدی ہجری کے ایک عظیم نعت گو شاعر تھے۔ عربی، اردو، ہندی، فارسی بھاشا میں الگ الگ شاعری کی ہے مگر ان تمام زبانوں کو ایک ساتھ مربوط کر کے بھی اس طرح عشق مصطفیٰ ﷺ کے راگ الاپے ہیں الفاظ کے ریوہم میں ذرہ برابر نشیب و فراز کا وہم نہیں گزرتا ان کا کلام ان تمام زبانوں کا سنگم ہے جس کی مثال اردو ادب کی تاریخ میں ڈھونڈے بھی نہیں ملتی اور فارسی میں آپ کی نعتیں بالخصوص مثنوی کے اشعار سے آپ پر فارسی کی مہارت کا پتہ ملتا ہے اور مثنوی کا طرز محسوس نہیں ہونے دیتا کہ یہ مولانا رومی قدس سرہ کی مثنوی کو پھیلا یا جائے تو عارف رومی قدس سرہ کی مثنوی کی طرف چھ دفتر سے کم نہ ہوگی۔

فقیر چند مثالیں عرض کرتا ہے جس سے ماہرین مثنوی کو یقین ہو جائے گا۔ مثنوی رومی و مثنوی رضوی میں کتنی یکجہتی و یکانگت ہے۔

عارف رومی قدس سرہ	عارف بریلوی رحمہ اللہ علیہ
جشنواز نے رنج سے بانسری کی آواز ہجر و فراق کی خبر دی	گر یہ کن بلبل او غیرہ وغیرہ بانسری کا گریہ یا دولا یا۔
مضامین کو غیر انتہائی کی خبر دے کر دوسرے مضامین کا آغاز مثلاً کہیں فرمایا ”اے نادر و آخراز“ آغاز کو کہیں فرمایا ”این سخن پایا نداورد الخ“	فیسست پایا نس الی یوم التنا و ختم کن واللہ اعلم بالرشاد وغیرہ وغیرہ

<p>امام احمد رضا نے فرمایا کہ عشق ہی سرمایہ معرفت ہے</p> <p>گر بخواہی قہم ادا مرو نہی کند گوز عشق و حسن تا آگہی شود</p>		<p>عارف رومی قدس سرہ نے عشق کی مدح سرائی میں فرمایا</p> <p>(۱) ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد آواز حرص و عیب کلی پاک شد (۲) شاد باش اے عشق سودائے ما اے طیب جملہ علتہائے ما (۳) اے دوائے نحوت و ناموس ما اے تو اقلاطوں جالینوس ما (۴) جسم خاک از عشق بر اقلاک شد کوہ دررقص آمدہ و چالاک شد (۵) عشق جان طور آمدعا شقا طور مست و خر موسی صعبا</p>
<p>عارف بریلوی قدس سرہ نے بھی ان کی اقتداء میں مضمون کی روانی میں فرمایا</p> <p>مصطفی نور جناب امر کن آفتاب برج علم من لدن معدن آراء علام الغیوب برزخ بحرین وامکان وجوب</p>		<p>عارف رومی قدس سرہ نے جابجا حضور ﷺ کے فضائل و کمالات و معجزات کا ذکر فرمایا</p> <p>نام احمد چون یاری کند تا کہ نورش چون مدد گاری کند نام احمد چون حصارے شد حصین تا چہ باشد ذات آن روح الامین</p>
<p>عارف بریلوی قدس سرہ نے بھی ان کی اقتداء فرمائی</p> <p>مصطفی و این چنین سوء الادب ایں قدر ایمن شدید از اخذ رب</p>		<p>عارف رومی قدس سرہ نے ادب و بے ادبی کے منافع و مضار بیان فرمائے</p> <p>از خدا جو ئیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب</p>

فائدہ

مثنوی عارف رومی و مثنوی عارف بریلوی قدس سرہما کے بار بار کے مطالعہ سے عرفان و ایمان میں تازگی نصیب ہوتی ہے۔

مثنوی امام احمد رضا قدس سرہ

- | | |
|-----------------------------------|-------------------------------|
| (۱) گریہ کن بلبل از رنج و غم | چاک کن اے گل گریباں از الم |
| (۲) سنبلا از سینہ برکش آہ سرد | اے قمر از قرط غم شوری زرد |
| (۳) ہاں صنوبر خیز و قریادی بکن | طوطیا جزنالہ ترک ہر سخن |
| (۴) چہرہ سرخ از اشک خونی ہر گلیست | خون شوائے غنچہ زمان خندہ نیست |
| (۵) پارہ شوائے سینہ مہ ہمچو من | داغ شوائے لالہ خونیں کفن |
| (۶) خرمن عیشت بسوزاے برق تیز | اے زمیں برقرق خود خاکے بریز |
| (۷) آفتابا آتش غم برقروز | شب رسید اے شمع روشن خوش بسوز |
| (۸) ہمچو ابر اے بحر در گریہ بجوش | آسمانا جامۂ ماتم بہ پوش |
| (۹) خشک شوائے قلم از قرط بکا | جوش زن اے چشمۂ چشم ذکا |
| (۱۰) کُن ظہور اے مہدی عالی جناب | برز میں آعیسیٰ گودوں قباب |

حل لغات (۱)

گریہ (مذکر) رونا، زاری۔ بلبل، الف ندائیہ بلبل، خوشنوا پرندہ یہاں ہر سنی مسلمان عاشق رسول ﷺ مراد ہے اسی طرح آگے ہر خطاب یہی مراد ہوگی۔ چاک، کٹا ہوا، پٹھا ہوا۔ گل، گلاب کا پھول، گریبان (مذکر) کپڑے یا پاجامے کا وہ حصہ جو گلے کے نیچے رہتا ہے۔ الم، درد و غم وغیرہ۔

ترجمہ

اے بلبل رنج و غم سے آنسو بہا اے گل درد سے گریباں چاک کر۔

شرح

اس شعر میں اسی طرح آنے والے چند اشعار میں اہل سنت عاشقان رسول ﷺ کو دین کی خستہ حالی اور اسلام کی

کمزوری وضعف کا احساس دلایا ہے جیسا کہ ہم آگے چل کر تفصیل عرض کریں گے کہ امام اہل سنت کے دور میں دین و اسلام کے ساتھ کیا ہو رہا تھا کتنے وہ لوگ اس کار بد میں شامل تھے جو بظاہر تو لبادہ اسلامی اوڑھے تھے لیکن باطن اسلام کے بدترین دشمن تھے۔

حل لغات (۲)

سنبل الف ندائی ہے سنبل، ایک خوشبودار گھاس چھڑکا۔ برکش، کھینچ۔ آہ، افسوس، ہائے۔ فرط (عربی) زیادتی، کثرت، بہتات، غلبہ شوامراز شدن ہو روئے۔ زرد، پیلا چہرہ۔ کنایہ از پریشانی اور غمناکی۔

ترجمہ

اے سنبل (عاشق مصطفیٰ ﷺ) سنی برادر م سینہ سے سرد آہ کھینچ اے چاند غم کی بہتات سے تو بھی غمناک ہو۔

حل لغات (۳)

ہاں، یہ کلمہ تنبیہ ہے بمعنی خبردار ہو شیار۔ صنوبر (مذکر) ایک قسم کا سرو جو نہایت سیدھا قد رکھتا ہے۔

ترجمہ

اے صنوبر خبردار اٹھ کھڑا ہو اور فریاد کر اے طوطی سوائے گریہ زاری کے باقی تمام گفتار چھوڑ۔

حل لغات (۴)

اشک (مذکر) آنسو۔ خونی (مذکر) قاتل، ظالم۔

ترجمہ

اشک خونی سے ہر گل کا چہرہ سرخ ہے اے غنچہ تو بھی سراسر خون ہو جا اب ہنسنے کا وقت گیا۔

حل لغات (۵)

پارہ (مذکر) ٹکڑا، حصہ، ریزہ۔ داغ (مذکر) دھبہ، نشان، عیب، زخم، رنج۔ لالہ (مذکر) ایک قسم کا سرخ رنگ کا پھول۔

ترجمہ

میری طرح اے چاند کا سینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جا۔ اے لالہ سراسر خونیں کفن تو بھی زخمی ہو جا۔

حل لغات (۶)

خرمن (مذکر) کھلیاں، اناج کا ڈھیر۔

ترجمہ

اے برق تیز تو بھی اپنے عیش و عشرت کی کھلیاں جلا کر رکھ کر دے اور اے زمین تو بھی اپنے سر پر مٹی ڈال۔

ترجمہ ۷

اے سورج تو بھی غم کی آگ روشن کر اور اے شمع رات سر پر آگئی ہے تو بھی اچھی طرح خود کو جلا۔

ترجمہ ۸

اے دریا گریہ کرنے بادل کی طرح جوش و خروش دکھا اور اے آسمان تو بھی ماتمی (سیاہ) لباس پہن۔

دل لغات (۹)

قلزم (مذکر) ایک سمندر کا نام، گہرا سمندر۔ فرط، زیادہ۔ بُکا (مذکر) گریہ، رونا پیٹنا۔ ذکاء بضم اول بمعنی آفتاب۔

ترجمہ

اے سمندر تو بھی زیادہ رونے پینے سے خشک ہو جا اور اے سورج کی آنکھ کا چشمہ تو بھی بہت زیادہ جوش دکھا۔

دل لغات (۱۰)

عالی جناب، حضرت سلامت۔ آ، صیغہ امر از آمدن گردوں (مذکر) آسمان۔ قباب، قبہ کی جمع، برج، گلس، کنگرہ، گنبد۔

ترجمہ

اے امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالی جناب قبلہ سلامت ظہور فرمائیے تشریف لائے اور اے عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آسمانی قبوں والے (آسمان پر رونق افروز ہونے والے) اب زمین پہ تشریف لائیے۔

شرح

امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشریف لانا اہل سنت کے عقائد میں شامل ہے جیسا کہ احادیث میں ہے۔

احادیث امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) ترمذی اور ابوداؤد نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی دنیا ختم نہ ہوگی

تا وقتیکہ مالک ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے پُر کر دے گا جیسا کہ اس سے قبل ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

(۲) ابو داؤد نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور اس کی پشت سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا کہ نام اس کا تمہارے نبی کے نام پر ہوگا اور خلق میں تمہارے نبی کے مشابہ ہوگا نہ شکل و صورت میں۔

فائدہ

یعنی سیرت باطنی میں نبی علیہ السلام کے مشابہ ہوگا نہ تمام وجوہ سے صورت ظاہری میں لیکن بعض روایتوں میں صورت ظاہری سے مشابہت بھی وارد ہوئی ہے جیسا کہ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

(۳) ابو داؤد نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام مہدی کشادہ پیشانی اور بلند و باریک ناک والے ہوں گے۔

(۴) ابو داؤد نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت بادشاہ اسلام فوت ہو جائے گا اس وقت اہل مدینہ سے ایک آدمی نکلے گا اور مکہ کی طرف چلا جائے گا اور لوگ اس سے بیعت خلافت کرنا چاہیں گے لیکن وہ اس سے انکار کرے گا بالآخر ان کی بیعت ہوگی۔ اس کی تفصیل آتی ہے

علاماتِ ظہورِ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر قیامت کے آنے میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا میرے اہل بیت میں سے ایک ایسے آدمی کو بھیجے گا جو دنیا کو عدل و انصاف سے پُر کر دے گا۔ (کنز العمال)

علاماتِ مہدی

بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہم نام ہوں گے، قدرے طویل بدن، چست رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا ﷺ کے چہرہ سے مشابہ ہوگا۔ آپ کے اخلاق حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کے عین مطابق ہوں گے آپ کا نام محمد والد کا نام عبد اللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔

آپ کا علم لدنی (خدا داد) ہوگا۔ بیعت کے وقت عمر چالیس سال کی ہوگی، اس وقت دنیا کے گوش و کنار میں مسلمانوں کی حالت بڑی خوفناک ہوگی، عیسائیوں کی حکومت خیر تک پہنچ جائے گی۔ ایسے حالات میں مسلمان حضرت

امام مہدیؑ کی تلاش میں ہوں گے اس اثناء میں حضرت امام مہدیؑ مقام ابراہیم کے درمیان کعبۃ اللہ میں طواف کر رہے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی۔ اس واقعہ کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس سے پہلے گذشتہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکا ہو گا اور بیعت کے وقت آسمان سے یہ ندا آئے گی

ہذا خلیفۃ اللہ المہدیؑ فاستمعوا لہ واطیعوا

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ مہدیؑ ہیں ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔

اس آواز کو سب لوگ سن لیں گے آپ کی خلافت کے اعلان کے بعد مدینہ کی فوجیں مکہ معظمہ چلی آئیں گی۔ شام، عراق اور یمن کے اہل حق اور اولیاء کرام آپ کی فوج میں شامل ہوں گے، آپ اس خزانہ کو جو کعبہ میں مدفون ہے جسے تاج الکعبہ کہتے ہیں نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں گے جب یہ خبر اسلامی دنیا میں نشر ہوگی تو خراسان کا ایک مرد مجاہد جس کا نام منصور ہو گا وہ بہت بڑی فوج آپ کی مدد کے لئے بھیجے گا۔ تمام ابدال و عصائب (ابدال جیسے مردانِ خدا) امام مہدیؑ کی بیعت کریں گے (ابدال شام میں ہوتے عصائب عراق میں) اسی دوران ایک قریشی خروج کرے گا اس پر امام مہدیؑ لشکر بھیجیں گے یہ لشکر اس پر غالب آجائے گا اب امام مستقل طور پر دشمنانِ اسلام سے برسرِ پیکار ہوں گے یہاں تک کہ نصاریٰ کی افواج کو خوفناک شکست دیں گے۔ بعد ازاں آپ بلادِ اسلام کے نظم و نسق اور فرائض و حقوق العباد کی انجام دہی میں مصروف ہوں گے اس کے بعد آپ قسطنطنیہ کو دشمنوں سے آزاد کرائیں گے، کفار کے چھکے چھوٹ جائیں گے۔ ابتدائی بیعت سے اس وقت تک چھ سات سال کا عرصہ گزرے گا، آپ اسلامی مملکت کے انتظام و انصرام میں مصروف ہوں گے کہ خبر آئے گی دجال آگیا ہے اور وہ مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔ آپ یہ سنتے ہی ملک شام کی طرف مراجعت فرمائیں گے اور دجال سے پہلے شہر دمشق میں پہنچ کر اسلامی افواج کو تیار کر چکے ہوں گے اور آپ ہتھیار تقسیم کر رہے ہوں گے کہ موزن عصر کی اذان دے گا۔ حضرت امام مہدیؑ اور دیگر اہل ایمان نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ حضرت عیسیٰؑ روح اللہ دمشق کی جامع مسجد کے شرقی مینار پر دو فرشتوں کے ذریعہ جلوہ افروز ہو کر آواز دیں گے کہ سیڑھی لے آؤ آپ نیچے اتر کر حضرت امام مہدیؑ سے ملاقات فرمائیں گے اس کے بعد حضرت امام مہدیؑ کی امامت میں جماعت ہوگی۔ امامت حضرت مہدیؑ فرمائی گے کہ یا حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام۔ اب اسلام افواج کی کمان آپ کے سپرد ہے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام فرمائیں گے کہ یہ کام بدستور آپ ہی کے سپرد رہے گا میں تو صرف دجال کے قتل کے لئے آیا ہوں جس کا مارا جانا میرے ہاتھ سے مقدر ہے۔ صبح کو میدانِ کارزار گرم ہو گا فوج کی کمان امام مہدیؑ ہی کے پاس رہے

گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے اور امام مہدی کے دور میں اسلامی شان و شوکت ہوگی اور آپ حضور ﷺ کی سنت پر عمل کریں گے۔

حضرت امام مہدی کا آنا کوئی عجیب بات نہیں ہے جب وہ آئیں گے تو ان کی امامت کا اعلان مکہ سے کیا جائے گا کہ

هذا خليفة الله المهدى فاستمعوا له واطيعوا

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلیفہ مہدی ہیں ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔

ریڈیو کی آواز ہی کو حضور ﷺ کی پیشین گوئی میں آسانی آواز کہا گیا ہے کیونکہ اس آواز کا تخیل آج سے کئی سال قبل کہیں بھی موجود نہیں تھا یہ اعلان پوری دنیا میں سنا جائے گا اور اس سے پوری دنیا کی غیر مسلم طاقتوں پر سناٹا طاری ہو جائے گا۔

امام مہدی سات برس حکومت کریں گے اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا اہل اسلام آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

ظہور مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیعہ کی بات تو سرے سے ہے بے بنیاد بعض سنی اور سنی کہلوانے والے بے تکلی ہانکتے ہیں صحیح وہی ہے جو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا امام مہدی کے بارے میں احادیث بکثرت اور متواتر ہیں ان میں کسی وقت کا تعین نہیں اور بعض علوم کے ذریعہ مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۸۳ھ کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۹۰ھ میں امام مہدی کا ظہور فرماتا ہے۔ سید الکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے اخذ کئے ہیں۔ اس میں ختم سلطنت اسلامی کی نسبت ایقظ فرمایا اور صاف تصریح فرمائی کہ ”**لا اقول ایقظ الہجرية بل ایقظ الجفرية**“ نے اس ایقظ جفری سے جو حساب کیا تو ۸۳ھ آتے ہیں اور انہیں کے دوسرے کلام سے ۱۹۰۰ء کے ظہور امام مہدی کے اخذ کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں

بسم الله فالمهدي قاما

اذراء الزمان على حروف

الا فاقراه من عندي سلاما

ويخرج في الحطيم عقيب صوما

جب بسم اللہ کے حروف کے مطابق دور زمان پہنچے گا اُس وقت امام مہدی کا ظہور ہوگا رکن و مقام ابراہیم کے درمیان ان

کی بیعت ہوگی اے ان سے ملاقات کرنے والے میرے بھی انہیں سلام عرض کرنا۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

فقیر اویسی غفرلہ کے نزدیک سیدنا شیخ اکبر قدس سرہ کا قول حق اور مبنی بر صواب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ دنیا کی سا ہزار سال عمر کا ذکر احادیث میں ہے اور حضور اکرم ﷺ کا ظہور مبارک پانچویں ہزار میں ہوا۔ نیز مذکورہ بالا حدیث کا اشارہ بھی اسی طرف ہے کہ اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی ہوگا تب بھی امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئیں گے ایک دن سے یہ معروف دن مراد نہیں بلکہ

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴿٢٤﴾ (پارہ ۷، سورۃ الحج، آیت ۴۷)

ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

اس معنی پر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور بیسویں صدی ہجری میں ہو۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب

نزول عیسیٰ علیہ السلام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہے عیسیٰ علیہ السلام حاکم و عادل ہو کر نازل ہوں وہ صلیب توڑیں گے اور خنزیروں کو قتل کریں گے نصاریٰ وغیرہ پر جزیہ رکھیں گے (بخاری و مسلم) یعنی جزیہ ساقط کریں گے اور انہیں اسلام کی ترغیب دیں گے اگر وہ اسلام سے انکار کریں گے تو آپ انہیں قتل کر دیں گے اس دور میں باسلام ہوگا یا تلوار (لمعات) یعنی اسلام کے دعوت کے بعد اس وقت یا قبول اسلام یا تلوار سے گردن اڑادی جائے گی۔

انتباہ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور تک نصاریٰ اپنے کفر پر قائم ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام کے تابع نہ ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام مال بہت تقسیم کریں گے یہاں تک کہ کوئی قبول نہ کرے گا اور ایک سجدہ آدمیوں کے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ امام مسلم نے زیادہ کیا ہے جو ان اُنٹنی کو چھوڑ دیا جائے گا کوئی اس پر سواری نہیں کرے گا اور آدمیوں میں بغض، حسد اور عداوت نہیں رہے گی اور آدمیوں کو مال دینے کے لئے بلایا جائے گا لیکن کوئی قبول نہیں کرے گا۔ امام مسلم نے روایت کی ہے جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے امام اس وقت کے کہیں گے کہ تم امامت کرو اور نماز پڑھاؤ۔

ابن جوزی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ

السلام آسمان سے نازل ہوں گے نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس سال زمین پر ٹھہریں گے بعدہ وفات پائیں گے اور میری قبر میں دفن ہوں گے۔ میں اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے روز حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان سے اٹھیں گے لیکن صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام زمین پر سات سال ٹھہریں گے۔

فائدہ

دونوں حدیثوں کی تطبیق یوں ہوگی کہ عیسیٰ علیہ السلام پینتالیس سال زمین پر ٹھہریں گے اڑتیس برس آسمان پر تشریف لے جانے سے پہلے اور سات سال نزول آسمان کے بعد۔ اسی طرح کل پینتالیس سال ہوئے۔

فائدہ

چونکہ ان دونوں کی تشریف آوری پر دین و اسلام میں جملہ فتنے ختم ہوں گے اس لئے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ان دونوں کے تشریف لانے کی التجا کی ہے اگر چہ ان کی آمد اپنے وقت پر ہونی تھی لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی کے دور میں فتنوں کا زور تھا آپ نے ان کے مٹنے کے لئے ہر طرح کی سعی فرمائی عملی بھی اور دعاؤں سے بھی۔

فتنہ ہند

تمام فتنوں میں بڑھ کر فتنہ وہابیہ ہے۔

وہابیہ

امام احمد رضا محدث بریلوی نے جو زمانہ پایا ہے وہ ہندوستان میں مسلمانوں کا زوال یا فتنہ کا عہد تھا بادشاہت ختم ہو چکی تھی، انگریزوں کی غلامی کا دور تھا، معاشرہ مسلم تہذیب اور اسلامی ثقافت کے عروج کو زیادہ نہیں دن نہیں گزرے تھے، ہزار عیوب کے باوجود فتنوں لطیفہ کی دلکشی ابھی باقی تھی، شعرو سخن کا ہر طرف چرچا تھا، محفلیں گرم تھیں، زبان دانی کے سکے بٹھائے جاتے تھے، حضرت رضا اپنی بے شمار صلاحیتوں کے ساتھ اگر فاس میدان زبان دانی میں اپنا علم اہراتے تو کوئی مقابل نہ تھا مگر ان کی ساری توجہ حفاظت دین متین اور شریعت محمدی کی پاسبانی پر رہی۔ اسلام کے بنیادی عقائد پر جو بالتحریک حملے ہو رہے تھے فتنہ نجد یہ نے جو طوفان برپا کر رکھا تھا اور جزیرۃ العرب کو ہلاتا ہوا یہ زلزلہ جس تیزی سے ہندوستان میں بڑھ چلا تھا اگر امام احمد رضا خاں اس کا توڑ نہ کرتے تو خدا معلوم کفریہ وہابیہ کا سیلاب کتنوں کے سفینہ ایمانی کو غرق کر دیتا۔ حضرت فاضل بریلوی نے جس جانفشانی اور جگر کاوی کے ساتھ وہابیہ کے لئے خود کو وقف کر دیا وہ

کچھ ان ہی کا حصہ تھا۔

ایں کاراز او آید و مردان چنیں کنند

ان کی زندگی کا یہ مذہبی مشن ان کی شاعرانہ مقبولیت کی راہ میں حائل رہا اور وہ اکثر حلقوں میں موردِ طعن و ملامت رہے مگر یہ سنت روزِ اول ہے کہ چراغِ مصطفویٰ سے شرارِ بولہبی ستیزہ کار رہا ہے۔

اہل سنت و جماعت کے امام عصر حاضر حق کے لئے کسی کو خاطر میں نہ لائے انہیں اس کا احساس تھا وہ لکھتے ہیں

سنیت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں پھول بن کر ہو گئے کیا خار ہم

لیکن حوصلہ یہ تھا کہ

کلمک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

رسول اللہ ﷺ نے نجد سے متعلق جو پیش گوئیاں فرمائی تھیں وہ سب کی سب اپنے وقت سے ظاہر ہوئیں۔ ابن عبد الوہاب نجدی نے جو کچھ کیا وہ کس سے پوشیدہ ہے۔ اس کے پیروؤں کے عقائد شیطانی بس معاذ اللہ حب رسول کی شدت نے دشمنانِ رسول کے لئے کلمک رضا کو واقعی خنجر خونخوار برق بار بنا دیا تھا۔ فرماتے ہیں

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب و ہابی دور ہو ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

ذکر و فضل کا لئے نقص کا جو یاں رہے پھر کہے ہراک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں یہ جراتیں کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

فتنہ و ہابیہ ہند میں

ہندوستان میں وہابیت کے داعی اول شاہ محمد اسماعیل دہلوی ہیں جنہوں نے اپنی مختلف کتابوں اور بالخصوص تقویۃ الایمان کے ذریعہ اس خطرناک بیج کا زہر پورے غیر منقسم ہندوستان میں بو کر پورے ملک میں افتراق بین المسلمین کی آگ لگا دی اور ہر گھر سنیت و وہابیت کے اختلاف و انتشار کے شعلوں میں دھکنے لگا۔ علماء اسلام نے یہاں بھی اس کا مقابلہ کیا۔ جامع مسجد دہلی میں اس سے مناظرہ ہوا جس میں تمام علماء دہلی اس کے خلاف تھے سینکڑوں کتابیں اس کے رد میں لکھی گئیں۔

تقویۃ الایمان جس سے مسلمانانِ ہند میں اختلاف و انتشار کی تخم ریزی ہوئی اس کے بارے میں خود اس کے

مصنف شاہ اسماعیل دہلوی کا بھی اندازہ تھا بلکہ ان سے پیدا ہونے والے فتنے کا بخوبی علم اور کامل یقین بھی تھا جیسا کہ ان کے الفاظ سے یہ باتیں ظاہر ہو رہی ہیں۔

میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض ذراتِ الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھے شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورشِ ضرور ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ڈھیک ہو جائیں گے۔ (حکایاتِ اولیاء یعنی ارواحِ ثلاثہ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳)

فاضل بریلوی نے علماءِ اہل سنت کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی تحریری قوت سے ان منتشر قوتوں کو اکٹھا کیا اور زندگی کی آخری سانس تک اس کے خلاف برسرِ پیکار رہے۔ اس کام سے انہیں بے پناہ دلچسپی تھی اور صحیح یہ ہے کہ انہیں وہابیت سے للہی بغض و استنکار تھا اور مسلمانوں کے لئے اسے وہ سب سے خطرناک اور ایمان سوز فرقہ تصور فرماتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ اس باب میں آپ کا نام سب سے زیادہ مشہور ہو گیا اور آپ کو وہابیہ کا نشان سمجھا جانے لگا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اس فرقہ کا مقابلہ نہ کرتے تو آج یہ فرقہ ہندوپاک میں وہی کر دکھلاتا جو محمد بن عبدالوہاب نجدی نے خطہٴ حجاز اقدس میں کر دکھلایا۔ یہی وجہ ہے کہ وہابی تحریک کے دلدادہ سب سے زیادہ امام احمد رضا محدث بریلوی سے دشمنی رکھتے ہیں اور بہمہ وجوہ انہیں نہ صرف بدنام کرنے کی سعی خام کرتے ہیں بلکہ ان کے نام کو عالمِ اسلام میں مٹانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن جتنا زور لگاتے ہیں اتنا ہی امام احمد رضا کا نام اجاگر ہوتا جا رہا ہے ہائے افسوس ہے ان سنیت کے نام پر باعزت زندگی بسر کرنے والوں پر کہ وہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے دشمنوں کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ملا کر سنیت کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہیں لیکن انہیں یاد رہنا چاہیے کہ اس سے تم اپنا نقصان خود کر رہے ہو۔ سنیت اور پاسبانِ سنیت امام احمد رضا قدس سرہ کا نام تا قیام قیامت زندہ تابندہ رہے گا۔

نوٹ

یہ مثنوی بھی اسی فرقہ وہابیہ اسماعیلیہ کے عقائدِ فاسدہ کی تردید میں لکھی گئی ہے جس کی تفصیل آتی ہے۔

مثنوی

آہ آہ از نفس خود کام آہ آہ

(۱۱) آہ آہ از ضعفِ اسلام آہ آہ

- (۱۲) مرد ماں شہوات را دیں ساختند
صدھزاراں رخنہا انداختند
- (۱۳) ہر کہ نفسش رقت را ہے از ہوا
ترک دیں گفت و نمودش اقتدا
- (۱۴) بھر کارے ہر کرا گفتم تعالٰی
سرقلم کردہ نمودش امثال
- (۱۵) ہر کرا گفتم اینچنین کن اے قلاں
گفت لبیک و یزیر قتش بجان
- (۱۶) آن یکے گویاں محمد آدمی ست
چوں من و دروچی اور ابر ترست
- (۱۷) خبر رسالت نیست فرقے درمیاں
من برادر خورد باشم او کلاں
- (۱۸) ایں نداندا زعمی آن نامزا
یا خود ست ایں ثمرہ ختم خدا
- (۱۹) کہ بود مر لعل را فضل و شرف
کے بود ہم سنگ او سنگ و خزف
- (۲۰) آن خزف آفتادہ باشد بر زمیں
بس ذلیل و خوار و ناکارہ میں
- (۲۱) لعل باشد زیب تاج سروران
زینت و خوبی گوش دلبران

حل لغات ۱۱

آہ آہ، افسوس ہائے تکرار صرف تاکید کی وجہ سے ہے۔ ضعف (عربی) کمزوری۔ خود کام، خود غرض۔

ترجمہ

افسوس صد افسوس دین کی کمزوری سے سخت سے سخت تر افسوس ہے اور نفس خود غرض سے بھی سخت افسوس ہے۔

حل لغات ۱۲

مردمان، مردم کی جمع بمعنی لوگ۔ شہوات، شہوت کی جمع ہے خواہش وغیرہ۔ رخنہا، رخنہ کی جمع بمعنی جھگڑا،

مزاحمت۔ دوزن، دیوار، دراڑ۔

ترجمہ

لوگوں نے خواہشاتِ نفسانی دین بنالیا دین میں بے شمار رخنے ڈال دیئے۔

شرح

اہل سنت کے سوا تمام بد مذہب کو دیکھ لیجئے ان کے عقائد و مسائل خود ساختہ اور اپنی خواہشات کے مطابق

استدلال کریں گے بخلاف اہل سنت کے کہ وہ اپنے عقائد و مسائل میں اسلافِ صالحین کے نقش پر چلیں گے امام احمد رضا

محدث بریلوی قدس سرہ کی تصاف سامنے رکھئے آپ کو سلاف کے حوالہ جات سے عقیدہ و مسئلہ کی رہبری کریں گے یہی فرق ہے اہل سنت اور ان کے غیروں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَصْلَهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ
عِشْرَةَ ۖ فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (سورۃ الجاثیہ، آیت ۲۳)

بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرایا اور اللہ نے اسے باوصف علم کے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا تو اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

بندگان ہوئے نفس کا حال

تفاسیر میں ہے کہ مشرکین کچھ روز تک ایک پتھر پوجتے تھے جب اس سے اچھا دوسرا پتھر مل جاتا تو پہلے کو پھینک دیتے دوسرا پوجنے لگے اس آیت میں ان کی اس حرکت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ درحقیقت اپنے نفس کی پوجا کرتے ہیں اپنے نفس کے محکوم ہیں۔ کچھ یہی حال بد مذاہب کا ہے دائرہ سنیت سے نکلا تو جس مذہب کو اختیار کیا تو اس میں بھی چین نہ آیا اس سے آگے بڑھا یہاں تک کہ دہریت میں گود میں جا پڑا۔ ایک صاحب نے اپنا تجربہ لکھا کہ بد مذہبی کی پہلی سیڑھی وہابیت ہے پھر انکار حدیث پھر نیچریت آخر میں دہریت مثلاً غلام احمد قادیانی وہابیت سے بھاگا تو خود نبوت کا جھوٹا کر بیٹھا، عبد اللہ چکڑا لوی وہابیت سے نکلا تو منکر حدیث ہو کر اپنا مستقل ایک نیا مذہب بنا ڈالا وغیرہ وغیرہ۔

نکتہ

بد مذاہب کی تاریخ پر غور فرمائیں کہ یادہ خود اہل سنت نکلا ہو گا یا اس کا باپ یا دادا اور نہ اس سے پہلے کے لوگ اہل سنت ہی تھے مثلاً دیوبندیوں کے اکابر کو دیکھ لیجئے کہ ان کے باپ دادا وغیرہ کیا تھے ایسے ہی دوسرے بد مذاہب کا حال ہے۔

لطیفہ

ہمارے شہر کے ایک بڑے مولوی نے اپنے حالات بقلم خود لکھے اپنے اجداد کے حالات میں لکھا کہ میرا دادا حضرت قاضی عاقل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کامرید تھا اور میرا دادا خواجہ محکم الدین سیرانی اویسی قدس سرہ کامرید تھا۔ میں نے اطلاع بھجوائی کہ تمہارے بزرگ تو ہمارے پیر بھائی تھے تم کیوں ہم سے جدا ہو گئے خاموشی کے سوا جواب ہی کیا تھا۔

سوال

کسی نے مجھ پر سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ سنی و ہابی دیوبندی و دیگر مذہب میں داخل ہو جاتے ہیں لیکن بہت کم سنا جاتا ہے کہ دیوبند و ہابی سنی ہو گیا ہے۔

جواب

پاک پانی کے تالاب (دہ درہ ہے کم) کو ایک قطرہ پانی کا پلید کر جاتا ہے لیکن پلید پانی کو پاک کرنے کے لئے کافی محنت درکار ہوتی ہے۔

ازالہ وہم

بد مذہبیت جہالت سے نہیں علم سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں ”**عَلَىٰ عِلْمٍ**“ کا اشارہ بتا رہا ہے کہ وہ لوگ علم کے باوجود گمراہ ہو جاتے ہیں اور انہیں گمراہ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے بلکہ قرآن بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا ۖ وَ يَهْدِي بِهِ كَثِيرًا (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۲۶)

اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے۔

گمراہی کی وجہ

علم کے باوجود گمراہ کیوں اس کی وجہ بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی

وَمَنْ يُضِلِّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا (پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۱۷)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

فائدہ

سوائے اہل سنت کے تمام گمراہ فرقے بے مرشد ہیں بلکہ بعض تو انسان سابقین کا ملین اولیائے امت کو الٹا گمراہ کہتے

ہیں اور ان کی تعلیم و تحقیق کو گمراہی بلکہ مشرک گر سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن مجید ان کے اس خیال کی تردید فرماتا ہے

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ

وَسَاءَ نَصِيرًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۵)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے

حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۳)

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل تم لوگوں پر گواہ ہو۔

فائدہ

معلوم ہو اور اسے وہی حق ہے جس پر اسلاف صالحین چلے اسی لئے ایسے لوگوں کے لئے فرمایا گیا ہے ”شُہَدَاءُ“

عَلَى النَّاسِ“ تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

بہر حال اہل سنت کے سوا باقی فرقے گمراہ اور گمراہ کن ہیں انہی کی خدمت میں یہ اشعار ارشاد فرمائے ہیں۔

حل لغات ۱۳

اقتداء، پیروی۔

ترجمہ

جس راہ پر اس کا نفس از راہ خواہش چل پڑا اس نے دین ترک کر کے اس کی پیروی کی۔

حل لغات ۱۴

تعالیٰ (عربی) ۲۔ انتثال (عربی) فرمانبرداری۔

ترجمہ

جس کام کے لئے اسے نفس نے کہا کہ ادھر آ تو اس نے سر کے بل اس کی فرمانبرداری کی۔

حل لغات ۱۵

لبیک (عربی) میں حاضر ہوں۔

ترجمہ

جس کام کے لئے اسے کہا کہ اے فلاں یہ کام کر اس نے نفس کے فرمان پر لبیک کہی اور اسے دل و جان سے قبول کیا۔

کیا۔

ترجمہ ۱۶

ان گمراہ فرقوں میں سے ایک گمراہ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ تو ہمارے جیسے آدمی اور بشر ہیں انہیں برتری

(فضیلت) وحی کی وجہ سے ہے۔

ترجمہ ۱۷

سوائے رسالت (پیغمبری) کے ہمارے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں میں ان کا چھوٹا بھائی ہوں اور وہ بڑے بھائی۔

دیگر پیروکاروں کی عبارات پیش کروں تاکہ سندر ہے

اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۸۱ پر لکھا

صفحہ ۸۰ پر لکھا سو بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

صفحہ ۸۵، ۸۶ پر لکھا جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار اسی طرح سے ہمارے پیغمبر۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ صفحہ ۵۱ میں مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی اسماعیل کے عقیدہ مذکورہ پر ایک حدیث از خود گھڑ کر

لکھا کہ خود (رضو ﷺ) نے فرمایا کہ مجھے بھائی کہو (معاذ اللہ)

فرقہ دیوبندیہ اور وہابیہ غیر مقلدین اور ان کی تمام شاخیں مثلاً تبلیغی جماعت، مودودی فرقہ وغیرہ ان سب کا یہی عقیدہ ہے۔

اس عقیدہ کی مختصر اتر دید عرض کردوں تاکہ امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ کے آنے والے اشعار کی تمثیلات آسانی سے سمجھ سکیں۔

انتباہ

جو متن شعر نمبر ۱ کا فقیر نے لکھا ہے یہی صحیح ہے کیونکہ مصرعہ اول سے اسی مصرعہ ثانی کو مناسبت ہے اور علامہ شمس

بریلوی (مرحوم) کے تصحیح کردہ اشعار میں مصرعہ ثانی ”جلوہ گاہ آفتاب کن فکان“ ہے جو کسی طریقہ سے فی الحال مناسبت نہیں رکھتا نامعلوم یہ مصرعہ یہاں کیسے۔

حل لغات ۱۸

عمی، اندھا پن۔ ختم، مہر کرنا۔ ثمر، نتیجہ

ترجمہ

وہ نالائق اندھے پن یہ نہیں جانتا یا یہ کہ اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی مہر کا نتیجہ ہے۔

شرح

یہاں سے ان بد مذہبوں کا رد شروع فرمایا جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے جیسا بشر سمجھا فرمایا کہ انہیں اپنے اندھے پن میں کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ نظر نہ آئے یا (یقیناً) یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر ماری ہے یہ اس کا نتیجہ ہے کہ اتنے بڑے بڑے کمالات ان کی سمجھ میں نہیں آرہے۔

تقلیدِ رومی قدس سرہ

یہ اشعار (اکثر) امام احمد رضا قدس سرہ نے عارف باللہ حضرت علامہ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کی تقلید میں لائے ہیں۔ فقیر عارف رومی قدس سرہ کے اسی موضوع کے اشعار مع ترجمہ لکھتا ہوں تاکہ ناظرین کو اندازہ لگانے میں آسانی ہو کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ عارف رومی قدس سرہ کے فیض سے جو نظائر فرمائے ہیں علمی اور فنی اعتبار سے کتنے بلند قدر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ عارف رومی قدس سرہ عالم دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو فرماتے اے احمد رضا تو نے کمال کر دیا۔ مثنوی مولانا رومی قدس سرہ کے اشعار مع ترجمہ

کافران گفتند احمد را بشر
این نمی دانستند آن شق القمر

کافروں نے حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر سمجھا لیکن یہ نہ سمجھا کہ آپ نے چاند چیر دیا۔

اشقیا را دیدہ بینا نبود
نیک و بد در دیدہ شان یکساں نمود

بد بخت لوگ حق ہیں آنکھوں سے محروم ہیں اس لئے ان کی آنکھوں میں نیک و بد یکساں دکھائی دیتا ہے۔

همسری با انبیاء برداشتند
اولیا را همچو خود پنداشتند

چنانچہ انہوں نے انبیاء کی برابری کا دعویٰ کر دیا اور اولیاء کو اپنے برابر سمجھ لیا ہے۔

گفت اینک ما بشر ایشان بشر
ماؤ ایشان بستہ خواہیم و خور

اگر کسی نے اس سوئے ادب پر اعتراض کیا تو کہہ دیا ہم بھی انساں وہ بھی انسان ہم اور دونوں سونے اور کھانے وغیرہ کے پابند ہیں پھر فرق کیا ہوا؟

این نہ دانستند ایشان از عمی
ہست قرعہ درمیاں بے منتہی

مگر انہوں نے اپنی کور باطنی سے یہ نہ سمجھا کہ دونوں فریقوں میں بے انتہا فرق ہے۔

ہر دوگون زنبور خوردند از محل
لیکن شد زان نیش دزان دیگر عل

مثلاً ہر دو رنگ کی زنبوروں (یعنی بھڑ اور شہد کی مکھی) نے (پھولوں اور ٹکٹوں کا رس) ایک ہی جگہ سے چوسا مگر اس سے ڈنگ پیدا

ہوا اور اس دوسری سے شہد۔

زین یکے سرگیں شلوزان مشک ناب

ہر دو گون آہو گیا خورد ند و آب

دوسری مثال یہ کہ دونوں قسم کے ہرنوں نے ایک ہی طرح کی گھاس چری اور ایک ہی گھاٹ سے پانی پیا لیکن ایک میں تو میگنیاں بن گئیں اور دوسری میں خالص کستوری۔

آن یکے خالی و آن پر از شکر

ہر دو نے خور دندازیک آنجور

تیسری مثال یہ کہ دونوں قسم کے نے ایک ہی گھاٹ سے سیراب ہوئے لیکن ایک کھوکھلا ہے اور وہ دوسرا شکر سے پُر ہے۔

فرق شان هفتاد ساله راه بین

صد هزاران این چنینی اشباہ میں

ایسی ہی لاکھوں نظیریں دیکھو گے ان میں ستر برس کی راہ کا فرق پاؤ گے۔

وان خورد گردو همه نور خدا

این خورد گردو پلیدی زوجدا

اسی طرح یہ غذا کھاتا ہے تو اس سے نجات نکلتی ہے اور وہ (بی) جو کھاتا ہے تو سب کا سب نور خدا بن جاتا ہے۔

آب تلخ و آب شیریں را صفاست

هر دو صورت گر بہم ماندر داست

اگرچہ دونوں کی صورتیں ملتی جلتی ہیں جیسے تلخ پانی اور میٹھے پانی میں پانی موجود ہے۔

او شناسد آب خوش از مشورہ آب

جز کہ صاحب فوق کے شناسد بیاب

سوائے صاحب ذوق کے کون پہچان سکتا ہے اس صاحب ذوق کی تلاش کر کے اس سے مل کر معلومات حاصل کر اس لئے کہ وہی میٹھے اور کڑوے پانی کا فرق کر سکتا ہے۔

فائدہ

حضرت عارف رومی قدس سرہ نے عامی مثالیں قائم فرمائی ہیں تاکہ عوام کو مسئلہ ذہن نشین ہو اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے اشعار علمی رنگ جماتے ہیں جیسا کہ آگے آتا ہے اس سے یہ وہم نہ ہو کہ عامی و علمی فرق کرنے عارف رومی قدس سرہ کی تحقیق تو نہیں رہی۔ فقیر نے پہلے بھی عرض کر دیا ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ کے قلم سے جو علمی جواہر نکھرے ہیں یہ بھی درحقیقت عارف رومی قدس سرہ کا فیض ہے ہاں عارف رومی کے اشعار عامی اس لئے ہیں کہ عارف رومی قدس سرہ نے ”کلموا الناس علی قدر عقولہم“ سے ان کی عقلوں کے مطابق گفتگو کرو) چونکہ عارف رومی قدس سرہ نے عوام کو سمجھانا تھا تو آپ نے عامیانہ ا مثلاً بیان فرمائی ہیں اہل علم کو معلوم ہے کہ عوام سے

عامیانہ گفتگو کرنے والے کے لئے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ علمی نکات و حقائق سے بے خبر ہے۔ قرآنی آیات و احادیث مبارکہ کے شواہد سامنے رکھ کر فیصلہ خود فرمائیے اور امام احمد رضا محدث بریلوی کے مخاطبین علم کے مدعی بلکہ ٹھیکیدار تھے کہ وہ صرف اور صرف خود کو اہل علم سمجھتے دوسروں کو بالخصوص امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ کے ساتھ ظالموں کو خصوصی بیر تھا اسی لئے ان کو علم سے کوسوں دور ظاہر کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا قدس سرہ کا ستارہ ایسا روشن فرمایا کہ بعد کو وہی اعداء آپ کو اس محققین تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ سچ ہے

الفضل ما شهدت به الاعداء

چند نمونے فقیر نے شرح حدائق جلد سوم میں درج کئے ہیں اب پڑھئے اب امام احمد رضا قدس سرہ کی مثنوی اور دیجئے ان کو علمی داد اور برسائیے ان پر تحسین کے پھول۔

حل لغات ۱۹

خزف (نفتخین) ٹھیکری۔

ترجمہ

لعل کو فضیلت اور بزرگی ہے اس کے بظاہر پتھر ہونے کے باوجود پتھر اور ٹھیکری اس کے ہمسر کیسے ہو سکتے ہیں۔

حل لغات ۲۰

مہین (بالفتح) ذلیل و خوار۔

ترجمہ

پتھر اور ٹھیکری کا یہ حال ہے کہ وہ ہر وقت زمین پر ذلیل و حقیر اور بیکار پڑے ہوئے ہیں۔

شرح

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنے جیسا بشر سمجھنے والوں کے تمام دلائل کو صرف ایک ہی مثال میں ملایا میٹ کر کے رکھ دیا ہے ان کا عقیدہ تو فقیر نے گذشتہ صفحات میں لکھ دیا اب ان کے دلائل کا خلاصہ ملاحظہ ہوں۔

دلائل مخالفین کا خلاصہ

حضور اکرم ﷺ تمہارے جیسے بشر اور آدمی ہیں ہماری طرح پیدا ہوئے اور ہماری جنس سے ہیں تمام لوازمات بشریہ آپ کو لاحق ہوئیں ہمارے طرح جیئے ہماری طرح مرے

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ . (پارہ ۶، سورۃ الکہف، آیت ۱۱۰)

تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔

خود حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

”إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ انسی کما تنسون“ وغیرہ وغیرہ۔

جواب

اس کی تفصیل تو فقیر نے ”البشریۃ لتعلیم الامیۃ“ تصنیف میں کر دی ہے۔ مختصراً گزارش ہے کہ ہم بشریت کے کب منکر ہیں بلکہ منکر کو کافر کہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ بشریت حقیقی یا عارضی اور پھر جھگڑا حقیقت بشریت کا ہے ہم اس کی حقیقت نور مانتے ہیں مخالفین سرے سے اس حقیقت نور ہی کو تسلیم نہیں کرتے۔

ارشادات رسول ﷺ

بخاری و مسلم وغیرہ میں خود سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ”ایکم مشلی“ اور فرمایا ”لست کہئیتکم“ اور فرمایا ”انی لست کا حد منکم“ یعنی میں بے مثل ہوں اور تم سے میری مثل کوئی نہیں۔ مخالفین صرف صورت بشری تک محدود ہیں حالانکہ محققین اہل سنت اسلاف و صالحین کا فرمان روح البیان نے پارہ ۶ آیت ”تکھیلعص“ کے تحت لکھا کہ

(۱) بشری، کما قال اللہ تعالیٰ

”إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“ (پارہ ۶، سورۃ الکہف، آیت ۱۱۰) ظاہر بشری صورت میں تو میں تم جیسا ہوں۔

(۲) ملکی، کما قال اللہ تعالیٰ

لست کا حد کم ابیت عند ربی

(۳) حقی، کما قال اللہ تعالیٰ

لی مع اللہ وقت لا یسغی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

اسی سے ”من رآنی فقد رآی الکائن فی ظاہرہ“ ہر ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ سے ان تین صورتوں میں علیحدہ

علیحدہ طریقہ سے گفتگو فرمائی اس کی مکمل گفتگو تفسیر فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان میں اسی مقام پر پڑھے۔

اول الخلق ﷺ

عارضی بشریت کا یہ مطلب ہے کہ بشریت کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوا حالانکہ دلائل قاطعہ شاہد ہیں کہ

آپ ﷺ جملہ عالمین سے پہلے پیدا ہوئے اور موصوفِ نبوت بشریت مبارکہ سے پہلے نبوت سے موصوف تھے
كنت نبيا و آدم لمجدل في طينة ابھی آدم علیہ السلام گارے میں تھے میں نبی تھا۔ (ﷺ)

نکتہ

نبوت وصف ہے جو موصوف کے بغیر اس کا صدور ناممکن ہے تو اس کا موصوف کون وہی جو ہم نے کہا وہی ذات
 جو اس وقت نبوت سے موصوف تھی وہ اس وقت کیا تھی نور یا بشر تو کہہ نہیں سکتے کیونکہ بشر تو آدم علیہ السلام ہیں تو لازماً ماننا
 پڑے گا کہ وہ پہلے ذات اس وقت نور تھی یہی ہم کہتے ہیں کہ وہ ذات جو اس وقت نور تھی اس نے جامہ بشریت پہنا جو
 عالم دین میں ظہور پذیر ہوئی لیکن وہ بھی مثلی (جنسی بشریت) میں ورنہ اس کی حقیقت بھی نوری تھی اس کی تفصیل آتی ہے
 یہاں اس نور کی عالم بشریت میں تشریف لانے کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

ولادت نبوی ﷺ کی روایات

حضرت آمنہ ولادتِ قدسی کے احوال بیان فرماتی ہیں کہ میرے بطن سے ایسے نور کا ظہور ہوا جس سے شرق تا
 غرب سب آفاق روشن ہو گئے یہاں تک کہ دفور نور کے عالم میں مجھے شام کے محلات نظر آنے لگے۔ روایت کے الفاظ
 ملاحظہ فرمائیے

انه خرج مني نورا ضاء لي به قصور بصرى من ارض الشام. (السيرة النبوية ابن هشام صفحہ ۱۱۱)

بیشک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی روشنی سے بصرہ اور شام کے محلات روشن ہو گئے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اپنی ولادت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے تو آپ نے جواب میں یہ کلمات

کہے

انا دعوة ابى ابراهيم وبشرى عيسى ابن مريم وراضات له قصور الشام زرقانی علی المواہب جلد ۱
 (صفحہ ۱۰۵)

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ ابن مریم کی بشارت ہوں میری والدہ ماجدہ نے (وضع حمل کے وقت) دیکھا کہ ان سے
 ایک ایسا نور نکلا جس سے محلات شام روشن ہو گئے۔

روایات کے مطابق وہ رات جس میں نور محمدی علی صاحبہا التحیۃ والثناء بطور امانت حضرت آمنہ کے بطن میں منتقل
 ہوا جمعہ کی رات تھی اس رات اللہ تعالیٰ نے رضوانِ جنت کو جنت کے سارے دروازے کھول دینے کا حکم فرمایا اور ایک

منادی کو یہ ندا دینے پر مامور فرمایا کہ وہ سعید ساعت قریب آن پہنچی ہے جس میں بشیر و نذیر، ہادی کائنات اور نبی آخر الزمان ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے پھر کراں تا کراں تمام عالم ملکوت و جبروت کو معطر کیا گیا اور قدسیانِ فلک کو بل کراں نور مستور کے ظہور کی خوشی میں حمد یہ گیت گانے کا حکم دیا گیا۔

بتوں کا بُرا حال

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شب نورِ مصطفویٰ ﷺ بطنِ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں منتقل ہوا تمام مقامات و مکانات نور سے سے معمور ہو گئے ہاتھ سے تراشے ہوئے بت منہ کے بل اوندھے گر گئے، تخت شاہی الٹ دیئے گئے، چوپایوں کو گویائی مل گئی اور مشرق سے مغرب تک سب چرند پرند وحوش و بہائم اور دریائی مخلوق ولادتِ سرکار کائنات ﷺ کی بشارتیں دینے لگی۔

برکت ہی برکت

سالِ ولادت، نوید بہار کا پیش خیمہ بنا، خشک بے آب و گیاہ زمین کو شادابی اور ہریالی نصیب ہوئی، سوکھے درختوں کی پڑمردہ شاخیں ہری بھری اور بار آور ہو گئیں اور ساکنانِ بطحا جو اس سے پہلے قحط سالی کی وجہ سے معاشی بد حالی کا شکار تھے اس سال کی برکت سے اتنے خوشحال اور فارغ البال ہو گئے کہ اسے کثرتِ خیر و برکت کا کے باعث ”سنة الابتهاج“ (فتح ترمذی اور خوشحالی کا سال قرار دیا گیا) (زر قافی علی المواہب صفحہ ۱۰۵)

تصدیقِ نبوی ﷺ

حضور اکرم ﷺ اپنی ولادت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں

ثم ان امی رأی فی منامها ان لیدی فی بطنها نور . (الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۷، المواہب جلد ۱ صفحہ ۲۷)

پھر میری والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کے لپٹن (مبارک) میں نور ہے۔

دورانِ حمل

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ دورانِ حمل مجھے کسی قسم کی تکلیف یا کسی ایسے عارضے کی کبھی شکایت محسوس نہ ہوئی جو بالعموم ان ایام میں عورتوں کو ہو جایا کرتی ہے بلکہ میرے جسم میں ایک عجیب نشاط افزا قسم کی خوشبو رچ بس گئی تھی جس سے طبیعت کو ایسی بشارت و راحت نصیب ہوئی جو کسی عورت کو اس سے پہلے نہ ہوئی ہوگی۔ (زر قافی جلد ۱ صفحہ ۱۰۹)

فوالله ما رايت من حمل قط كان اخف ولا ايسر منه. (زرقانی صفحہ ۱۰۹)

خدا کی قسم میں نے کسی حمل کو اس سے زیادہ ہلکا اور آسان تر کوئی حمل نہیں دیکھا۔

فائدہ

یہ تمام علامات اس نور اولین کے مطلع عالم پر ظہور پذیر ہونے سے پہلے کی تھیں جو سب تخلیق کائنات اور باعث تکوین موجودات ہے۔

سوال از امثالیہ

ان تمام فرقوں پر ہمارا سوال ہے کہ نفس بشریت میں تم حضور اکرم ﷺ کی مثل بنتے ہو تو ان روایات کو پڑھ کر سوچیں کہ تمہاری حیثیت کیا ہے اور ان کی حقیقت کیا۔ ایک نقشہ سامنے رکھ کر جواب دیجئے۔

عام بشر

خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۝ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَائِبِ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ الطارق، آیت ۶، ۷)

جست کرتے پانی سے جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے۔

نبی اکرم ﷺ

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ. (پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔

انتقل النور من ”بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَائِبِ“

حضور اکرم ﷺ اصلا ب طاہرہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل ہوئے۔

کئی حیثیات میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

(۲) نطفہ کا فرق ذہن میں ہو (۳) علقہ (۴) مغنہ (۵) ہڈیاں

سرکار ﷺ یہ اطوار بدلتے بھی ہوں لیکن نورانیت کی صورت میں ورنہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیانات

کے بعد ہر بشر اپنی ماں سے حال پوچھے علاوہ پیٹ پھولنا ہر بشر کی ماں کو ہوا اور نور کی ماں کا پیٹ کیوں نہ پھولا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً

فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ

أَحْسَنُ الْخُلُقَيْنِ ۝ (پارہ ۱۸، سورۃ المؤمنون، آیت ۱۲ تا ۱۴)

اور بیشک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں۔ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

دورانِ حمل

کسی کو کیا علم کہ کون اور کیا ہوا لیکن حضور اکرم ﷺ کی والدہ کے بیانات

(۱) انبیاء علیہم السلام کی سلامی (۲) ملائکہ کرام کی سلامی

(۳) بی بی جہاں جائے احجار و اشجار کی سلامی

(۴) پیٹ کے اندر سے حضور اکرم ﷺ کی تسبیح کی آواز۔ (سیرۃ حلبیہ)

(۵) دورانِ حمل کارکنانِ تقدیر کی قلموں کی آوازیں و حالات سے آگاہی۔ (زرقانی و فتاویٰ عبدالحی)

چیلنج

ہے کوئی ایسا بشر جو دورانِ حمل اپنی ایسی کیفیت خود کو کیا جانے کوئی اور اس کی گواہی دے۔

انتباہ

علمی کمالِ مصطفیٰ ﷺ نہ بھولنے کے سب کچھ روایات کی صورت میں کس نے بتایا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بہت

عرصہ پہلے وصال ہو گیا پھر ان کی مرویہ روایات کو تسلیم کرنا ہے تو انہیں مومنہ بھی ماننا پڑیگا اس کی برادری یعنی مشیت کا دم

بھرنے والی پارٹی کو درسِ عبرت کی دعوت ہے۔

ولادتِ باسعادت اور عجائبات و کمالات کا ظہور

جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضرت شفاء وہ خوش نصیب خاتون تھیں جو حضرت آمنہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھیں اس طرح گویا انہیں آپ ﷺ کی دایہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شفاء حضرت

عبدالرحمن بن عوف کی والدہ ماجدہ تھیں وہ فرماتی ہیں جب ولادت کی ساعت آئی تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ساری فضا یکا یک

جگمگا اٹھی اور آسمانوں کے ستارے ہمارے اتنے قریب آگئے کہ ہمیں خدشہ ہو گیا کہ کہیں وہ زمین پر نہ گر

جائیں۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۱۲)

ظہورِ قدسی کی ساعت سعید بہت سے عجائبات و غرائب اور کمالات کی حامل تھی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

ثم أخذني ما يأخذ النساء فسمعت وجبة عظيمة وأمرًا عظيمًا هالني، ثم رأيت كأن جناح طائر أبيض قد مسح على فؤادي فذهب عني الرعب وكل وجع أجده، ثم التفت فإذا أنا بشربة بيضاء فتناولتها فأصابني نور عال، ثم رأيت نسوة كالنخل طوالا كأنهن من بنات عبد مناف، يحدقن بي فينما أتعجب وأنا أقول واغوثاه من أين علمن بي قال في غير هذه الرواية فقلن لي نحن آسية امرأة فرعون ومريم ابنة عمران وهؤلاء من الحور العين. (زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۱۲)

مجھے عورتوں کی طرف دروزہ شروع ہوا تو میں نے ایک آواز سنی جس نے مجھ پر خوف طاری کر دیا پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے کا پر میرے دل کو مس کر رہا ہے جس سے میرا تمام خوف اور درد جاتا رہا پھر میں متوجہ ہوئی تو میں نے اچانک اپنے سامنے ایک سفید مشروف پایا جسے میں نے پی لیا۔ وہ شہد سے بھی میٹھا تھا پھر مجھے ایک بلند نور کے ہالے نے گھیرے میں لے لیا میں نے دیکھا کہ حسین و جمیل عورتوں نے جو قد کاٹھ اور چہرے مہرے میں عبد مناف کی بیٹیوں سے مشابہ تھیں مجھے اپنے حصار میں لے لیا میں حیران ہوئی کہ وہ کہاں سے آگئیں وہ کہنے لگیں کہ ہم آسیہ اور مریم بنت عمران ہیں اور ہمارے ساتھ حوریں ہیں۔

اسی طرح ولادت کے باب میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درج ذیل روایات منقول ہیں

فكشف الله عن بصرى فرأيت مشارق الأرض ومغاربها، ورأيت ثلاثة أعلام مضروبات، علمًا بالمشرق وعلمًا بالمغرب، وعلمًا على ظهر الكعبة

پھر اللہ نے میری آنکھوں سے حجابات اٹھا دیئے تو شرق تا غرب تمام روئے زمین مجھ پر عیاں ہو گئی اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ کی چھت پر۔

فوضعت محمدًا ﷺ فنظرت إليه فإذا هو ساجد قد رفع أصبعيه إلى السماء كالمتضرع المبتهل،

ثم رأيت سحابة بيضاء قد أقبلت من السماء حتى غشيته فغيبته عني، ثم سمعت منادياً ينادي طوفوا به مشارق الأرض ومغاربها وأدخلوه البحار ليعرفوه باسمه ونعته وصورته (زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

جب میں حضور اکرم ﷺ کو اس عالم رنگ بو میں لانے کا سبب بنی تو میں نے آپ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا پھر میں نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ پکار رہا تھا کہ ان کو زمین کے مشارق و مغارب میں پھیراؤ اور سمندروں کی سیر کراؤ تا کہ وہ آپ کو نام اور صفت و صورت سے جان سکیں۔

بخ بخ قبض محمد ﷺ علی الدنيا کلها لم یبق خلق من أهلها إلا دخل فی قبضة (الخصائص الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۴۹)

میں نے سنا کہ کوئی پکارنے والا کہہ رہا تھا واہ واہ محمد (ﷺ) نے ساری دنیا کو اپنے قبضہ و تصرف میں لے لیا کوئی مخلوق ایسی باقی نہیں جو آپ کے قبضہ و اختیار سے باہر ہو۔

رایت حین وضعة نورا اضاءت له قصور الشام. (زرقانی صفحہ ۱۱۶)

آپ ﷺ کی ولادت کے وقت اتنا نور ظاہر ہوا کہ میں نے شام کے محلات کو دیکھ لیا۔

مشہور صحابی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن العاص کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی میں خانہ کعبہ میں بیٹھی ہوئی تھی

رأیت البیت حین وقع قد امتلأ نورا، ورأیت النجوم تدنو حتی ظننت أنها ستقع علی (زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۱۶)

میں نے دیکھا کہ ولادت کی ساعت حرم کعبہ نور سے معمور ہو گیا اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے گمان ہو گیا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ اُس وقت میری عمر سات، آٹھ سال کی تھی اور مجھ میں اتنا شعور تھا کہ دیکھی اور کہی سنی باتوں کو سمجھ سکوں۔ ایک صبح میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ بلند آواز سے چلاتا جا رہا تھا اس کا شور سن کر دوسرے یہودی اس کے گرد جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ کیا ماجرا پیش آیا ہے میرے کانوں نے اس یہودی کو یہ کہتے ہوئے سنا

طلع اللیلة نجم احمد الذی ولد به. (زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۲۱)

آج کی رات وہ ستارہ احمد جس نے طلوع ہونا تھا ظاہر ہو گیا۔

مورخین اور روایان حدیث نے ظہورِ قدسی کے وقت جس نمایاں علامات کا تواتر کے ساتھ ذکر کیا ہے ان میں

کسریٰ (نوشیرواں) کی سلطنت میں اس کے محل کے چودہ کنگروں کا گر جانا، بکیرہ ساوہ کے پانی کا خشک ہو جانا اور ایک ہزار سال سے مجوسیوں کے روشن کئے ہوئے آتش کدے کا بجھ جانا وہ غیر معمولی واقعات ہیں جن کا تذکرہ کتب سیرۃ میں ملتا ہے

لما كانت الليلة التي ولد فيها رسول الله ﷺ ارتج ايوان كسرى وسقط منه اربع عشرة شرفة
وخمсот نار فارس ولم تخمد قبل ذالك الف عام و غاضت بحيرة ساوة

جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی مبارک رات آئی تو کسریٰ کے محل میں زلزلہ آگیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور فارس میں (آتش پرستوں کی جلائی ہوئی) آگ بجھ گئی جو کہ اس سے پہلے ایک ہزار سال تک نہ بجھی تھی اور بکیرہ ساوہ خشک ہو گیا۔

ایوان کسریٰ کے چودہ کنگروں کا گر جانا اس بات کی علامت تھی کہ نوشیرواں بادشاہ کے چودہ جانشین ہوں گے جن کے بعد اس کی بادشاہت اسلام کے زیر نگیں آجائے گی چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ایران کا چودہواں بادشاہ یزدگرد بن شہر یار مجاہدین اسلام کے سامنے تخت و سلطنت چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا۔ مجوسیوں کی ایک ہزار سال سے جلائی ہوئی آگ ایسی بجھی کہ پھر دوبارہ روشن نہ کی جاسکی۔

ولادت کی صبح حرم کعبہ میں رکھے گئے بت تھر تھرا کر اوندھے منہ گر گئے حضرت عبدالمطلب سے مروی ہے کہ اس صبح اچانک میری آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ مقام ابراہیم علیہ السلام کی جاب کعبہ کے درو دیوار سجدے کی حالت میں ہیں اور کعبہ کے اندر نصب شدہ بت اوندھے منہ گرے پڑے ہیں ان میں جو سب سے بڑا بت ہبل تھا اس میں سے آواز آئی لوگو! خبردار ہو جاؤ پیغمبر آخر الزمان ﷺ اس جہان آب و گل میں تشریف لے آئے ہیں۔ (شواہد النبوة ج ۱ صفحہ ۲۵)

فائدہ

یہ نوری بشر کے لئے اہتمام کیا گیا صرف نبوت کا فرق اور نفس بشریت کے مدعیوں کو دعوت غور و فکر ہے۔

دوسروں کی زبان سے

وہ بیبیاں جو ولادت کے وقت موجود تھیں ان میں اُم عثمان سے سنئے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں حاضر تھی اس رات مجھے ہر چیز آفتاب کی مانند روشن

نظر آتی تھی۔ ستاروں کو میں نے دیکھا تو یوں معلوم ہوتے تھے جیسے میری طرف چلے آرہے ہیں۔ (شواہد النبوة)

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت وہب کہتی ہیں حضور ﷺ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ شقراطیسی نے کیا خوب کہا ہے

ضاء ت لمولده الافاق واتصلت بشری الهوائف فی الاشراق والطفل

آپ کی ولادت باسعادت کے نور سے سب عالم جگمگا اٹھے اور ہاتف غیبی کی طرف سے مشرق و مغرب میں آپ کی ولادت کی خوشخبری پھیل گئی۔

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے میں طوافِ کعبہ میں مصروف تھا جب آدھی رات گزری تو میں نے خانہ کعبہ کو مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کرتے اور اللہ اکبر کی آوازیں بلند کرتے دیکھا اور کہتے ہوئے سنا کہ اب مجھے مشرکوں کی نجاستوں اور زمانہ جہالت کی ناپاکیوں سے پاک و صاف کر دیا گیا ہے پھر اُس وقت تمام بت جھک گئے میں نے ہبل کی طرف دیکھا جو سب سے بڑا بت تھا تو وہ بھی اوندھے منہ ایک پتھر پر پڑا تھا اور منادی نے یہ صدا دی کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لطن سے محمد پیدا ہو چکے ہیں۔ اس وقت میں صفا پہاڑ پر چلا گیا۔ صفا پہاڑ کو میں نے پُر غوغا دیکھا مجھے ایسا نظر آتا تھا گویا تمام پرندے اور بادل مکہ پر سایہ کرنے آئے تھے پھر میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف آیا دروازہ بند تھا میں نے کہا دروازہ کھولو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ابا جان محمد ﷺ پیدا ہو گئے یہ امام ہیں۔ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قصیدہ بردہ میں کیا خوب کہا ہے

و بعد ما ينوافي الافق من شهب منقضة وفق ما في الارض من صنم

گر رہے تھے آسمان سے بھی ستارے اس طرح منہ کے بل اوندھے پڑے تھے بت زمین پر جس طرح مفتی عنایت احمد کا کوروی لکھتے ہیں کہ سارے بت روئے زمین کے اس وقت سرنگوں ہو گئے اور یہ بات سوائے اہل اسلام کے زردشتیوں کی تاریخ میں بھی لکھی ہوئی ہے۔ (تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۳)

نبی کریم ﷺ نے دنیا میں قدم رنجہ فرماتے ہی کلام فرمایا۔ مختلف روایات میں مختلف الفاظ آئے ہیں۔ ابو نعیم نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ شفاء سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے اور آپ ﷺ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ

کہتا ہے ”رحمک اللہ“ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ (انوار محمدیہ)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اول کلمہ جو زبان فیض تر جہان سے نکلا یہ تھا

اللہ اکبر کبیرا والحمد لله كثيرا سبحان الله بكرة واصيلا

قسطلانی اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ بعد ولادت کے آپ ﷺ نے خدا کو سجدہ کیا اور انگشت مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا

لا اله الا الله انی رسول الله سو خدا کے کوئی معبود نہیں میں خدا کا رسول ہوں

حافظ ابو الفضل بن حجر سیر الواقدی میں بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پیدا ہوتے ہی تکلم فرمایا۔ ابن سبع

الخصائص میں ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پہلے جو کلام فرمایا وہ یہ تھا

اللہ اکبر کبیرا والحمد لله كثيرا

بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دنیا پر تشریف لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضوری دعا فرمائی

یا رب ہب لی امتی خدایا میری امت مجھے بخش دے

خطاب ہوا

وہبتک امتک باعلیٰ ہمتک میں نے تیری امت بسبب تیری بلند ہمت کے تجھے بخش دی

پھر فرشتوں سے ارشاد ہوا

اشہدوا یا ملائکتی ان حبیبی لا ینسی امتہ عند اللہ فکیف ینساہا یوم القیامۃ

اے فرشتو گواہ رہو کہ میرا حبیب ﷺ اپنی امت کو ولادت کے وقت نہیں بھولا تو قیامت کے دن کب بھولے گا۔ (سرور

القلوب)

ابن کثیر لکھتا ہے کہ سرکار ﷺ پیدا ہوتے ہی سجدۃ الہی میں گر پڑے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ دونوں ہاتھوں پر سجدہ کرتے اور دونوں آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے پیدا ہوئے

اور سیرۃ حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۶۳ میں ہے کہ آپ ناف بریدہ اور معطر و مطہر پیدا ہوئے۔

عمر بن قتیہ نے اپنے والد سے سنا کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو خدا نے فرشتوں سے کہا کہ

آسمانوں اور بہشت کے دروازے کھول دو اس دن سورج کی روشنی میں زبردست اضافہ کر دیا گیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی

برکت سے تمام دنیا کی عورتوں نے لڑ کے جنے۔ (انوارِ محمدیہ)

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبدالمطلب کہتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے وقت میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کی روشنی کو مات دے رہا تھا میں نے اس رات چھ علامات کا مشاہدہ کیا۔ اول یہ کہ جب حضور ﷺ پیدا ہوئے تو سب سے پہلے سجدہ ریز ہوئے دوم سجدے سے سر اٹھایا تو فصیح و بلیغ زبان میں ”**لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ**“ کہا سوم میں نے گھر کو آپ کے چہرہ انور کے نور سے روشن و منور دیکھا، چہارم میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کو نہلاؤں لیکن ہاتھ نے آواز دی اے صفیہ! اپنے آپ کو زحمت نہ دے کیونکہ ہم نے اپنے محبوب کو پاک صاف پیدا کیا ہے، پنجم میں نے دیکھا کہ حضور مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے ہیں، ششم جب میں نے چاہا کہ آپ کو کسی کپڑے میں لپیٹوں تو آپ کی پشت پر میں نے مہر نبوت دیکھی اور آپ ﷺ کے کندھے کے درمیان دیکھا تو وہاں ”**لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**“ لکھا ہوا تھا۔ (شواہد النبوة)

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ فرشتے آپ کو آسمان کی طرف لے گئے پروردگار نے تاج کرامت اور خلعت عظمت عنایت فرمایا۔ (سرور القلوب)

طبرانی، ابو نعیم، خطیب اور ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے ایک عزت مجھے بخشی ہے کہ میں مختون پیدا ہوا ہوں اور کسی نے میرے پوشیدہ مقام کو نہیں دیکھا۔ ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مختون پیدا ہوئے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی روایت ہے۔ (الخصائص اکبری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵)

انتباہ

حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے وقت ظاہر ہونے والے معجزات سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدائشی طور پر نبی پیدا فرمایا تھا کیونکہ معجزات نبوت کی علامت ہوتے ہیں جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے انبیائے کرام میں سے کوئی نبی نہیں مگر انہیں معجزے عطا فرمائے گئے کہ انہیں دیکھ کر لوگ ایمان لائیں۔

موازنہ کیجئے

قطع نظر دیگر کمالات کے ہر بشر کی ولادت کی حالت و کیفیت کو رکھ کر فیصلہ فرمائے۔

نقشہ

عام بشر	نوری بشر
درود سے ماں کا بُرا حال	آمنہ بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشحال
خود رو یا ماں کو رلایا ”صباح المود الخ“ (مشکوٰۃ شریف) چیخنا چلا نا وغیرہ	ماں ہنسی جگ جہاں ہنس عرش تا فرش ”سوائے الیسیں سبھی خوشیاں منار ہے ہیں“
سر سے پاؤں تک گندگی سے لت پت اور بدبو ایسی کہ دایہ بھی پناہ مانگے	معطر، مطہر، منور، سرمہ آنکھوں میں، تیل زلفوں میں، سبز لباس سے ملبوس، چہکتا دمکتا محبوب ﷺ
دایہ نہ نہلاتی تو اتنا بے بس کہ لکھیاں مہمان اور بے خبری کا کیا کہنا	تشریف لاتے ہی سجدہ کرنا بتاتا ہے کہ جس ملک سے آئے ہیں پاک صاف ہو کر آئے اور سجدہ ریزی میں بھی امتی امتی

یہ صرف چند نمونے عرض کئے ہیں کتب میلا دپڑھئے۔

تو بھی بشر وہ بھی بشر

ولادت کے بعد رضاعت پھر بچپن پھر لڑکپن پھر جوانی پھر اعلان نبوت سے تا وصال ایک ایک حال شاہد ہے کہ اے مشیخت والو سوچ لو

تو ریختا ہے خاک پر سر عرش ہے ان کی گزر نادان کچھ ہوش کہ وہ بھی بشر تو بھی بشر

لوازمات بشر

ہم لوازمات بشریہ حضور اکرم ﷺ کے لئے مانتے ہیں لیکن صرف لفظاً ورنہ

چہ نسبت عالم خاک را بعالم پاک

مضمون کو طوالت سے بچا کر صرف چند لوازمات کی نشاندہی کر دوں تاکہ مومن کا ایمان تازہ ہو۔ بشر کی غلیظ ترین اشیاء بول، براز خون ہے اور خفیف اشیاء تھوک، کھنکا، پسینہ وغیرہ کہ اشیاء پاک سہی لیکن کراہت طبعہ اور نفرت کا اندازہ ہر انسان خود بجائے دوسروں اپنے متعلق بتا دے لیکن اس نوری بشر ﷺ پر قربان جائیے کہ یہ اشیاء نہ صرف پاک بلکہ پاک کنندہ نہ صرف پاک کنندہ بلکہ شفاء ہی شفاء نہ صرف شفاء ہی شفاء بلکہ جن خوش قسمتوں کو نصیب ہوئے اسے جنت کی جوید جیتے جی نصیب ہوئی۔ فقیر نے خوشبوئے رسول تصنیف میں تفصیل لکھ دی ہے کہ سر مبارک سے لے کر تلوؤں تک اور

بول و براز مبارک سے لے کر لعاب دہن اور پسینہ تک کیا کیا کمال تھا ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کا انسان کی غلیظ ترین گندگی پیٹ سے نکلنے والا گندامواد کہ جس کا نام لینا بھی گوارا نہیں لیکن آقائے کونین ﷺ کی براز اقدس کا مختصر سا بیان حوالہ قلم کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ منکر کا ہوش ٹھکانے لگے۔

براز مقدس

انسان کے پیشاب میں بدبو ہوتی ہے تو معمولی اور غیر محسوس لیکن قضا حاجت کی بدبو تو جملہ حیوانات سے زیادہ بدبو دار ہوتی ہے یہاں تک کہ انسان اپنی قضا حاجت سے خود بھی نہ صرف بیزار ہوتا ہے بلکہ ناک پر کپڑا رکھتا ہے لیکن حبیب خدا ﷺ کے بارے میں یہ تصور جہنم میں لے جائے گا بلکہ احادیث صحیح کی تصریح سے بشریت کی رٹ لگانے والے کے منہ پر طمانچہ چند روایات پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے کہ براز مبارک میں وہ خوشبو تھی کہ دنیا کے تمام عطریات شرمائیں۔

ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو عرض کی کہ

رایت یا رسول اللہ انک تدخل الخلاء فاذا خرجت دخلت فی اثرک فما اذی شیئا الا انی اجلد

رائحة المسک

یا رسول اللہ میں آپ کو بیت الخلاء داخل ہوتے دیکھتی ہوں آپ کی فراغت کے بعد اس میں کچھ نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ میں اس سے مشک کی سی خوشبو پاتی ہوں۔

اس کے جواب میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا

انا معاشر الانبیاء تنبت اجسادنا علی ارواح اهل الجنة فما خرج منها شئی ابتعلت الارض (رواہ

ابو نعیم و شفاء و خصائص جلد ۱ صفحہ ۷۰ زر قانی جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

ہم انبیاء علیہم السلام وہ ہیں جن کے اجسام اہل جنت کی ارواح پر ہوتے ہیں اس سے جو کچھ خارج ہوتا ہے اسے زمین نکل جاتی ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں

انه ﷺ إذا أراد أن يتغوط انشقت الأرض فابتلعت غائطه وبوله وفاحت لذلك رائحة طيبة

حضور اکرم ﷺ جب قضا حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی ہے وہ آپ کے بول و غلط شریف کو نکل جاتی اسی لئے وہاں سے خوشبو مہکتی رہتی تھی۔ (جمع الوسائل، شفاء)

کمال عقیدت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے قضا حاجت فرمائی فراغت کے بعد تشریف لائے میں اس ارادہ پر گیا کہ آپ سے جو کچھ خارج ہوا کھاؤں گا لیکن وہاں تو کچھ نہ تھا سوائے اس کے کہ اس جگہ مشک کی خوشبو آرہی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

فائدہ

کتنی کمال عقیدت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے فضلہ مبارک کھانے کے لئے بیت الخلاء گئے کیا وہ نہیں سمجھتے تھے کہ بشر کا فضلہ پلید نجس بلکہ بدبودار ہوتا ہے لیکن وہ صحابی تھے وہابی نہ تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے جیسا بشر نہیں بلکہ نور الہی سمجھتے تھے۔

مسئلہ

حضور اکرم ﷺ کے فضلات مبارک پیشاب اقدس اور براز مقدس وغیرہا ہمارے لئے نہ صرف دنیا بلکہ بہشت کی ہر نفیس سے نفیس تر غذا سے بڑھ کر ہے لیکن شان نبوت کی اتنی بلند قدر ہے کہ آپ کے لئے فضلات مبارک اسی طرح ہیں جیسے ہمارے لئے اپنے فضلات۔ مزید تحقیق فتاویٰ رضویہ کی جلد اول میں یا فقیر کی کتاب ”الدلائل القاہرہ فی ان فضلات الرسول طیبہ و طاہرہ“ کا مطالعہ کیجئے۔

ترجمہ ۲۱

لعل (موتی) بادشاہوں اور سرداروں اور امیروں کے تاجوں پر ہوتا ہے اور وہ محبوبوں کے کان کی زیب و زینت بناتا ہے۔

شرح

بلا تمثیل کہا جاسکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ وہ نوری بشر ہیں کہ ملک و ملکوت اور قدس لاہوت اور جملہ رسل و انبیاء و اولیاء بلکہ خدا تعالیٰ کی جملہ مخلوق آپ کے نام پہ اک جان کیا صد جان فدا کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں اور صرف نام لیتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے کہہ اُٹھتے ہیں

ہزار بار بشویم دهن بمشك و گلاب ہنور نام تو گفتن کمال ہے ادبی است

اور عالم بشر کا یہ حال ہے کہ ان کا اکثر احوال یہ ہے ان کا اپنا باپ بیٹا ان کے ساتھ غصہ و غضب کی وجہ سے نام لینا تک بھی گوارا نہیں کرتا بلکہ جس کے باپ دادا اور آل و اولاد کو حضور اکرم ﷺ سے بغض و عداوت کا علم ہو جائے تو وہ ان کی اہانت بلکہ قتل تک اپنے لئے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ چند واقعات بطور سند ملاحظہ ہوں

عبداللہ ابن ابی بن سلول

عبداللہ بن ابی بن سلول جو رئیس المنافقین تھا اس کے بیٹے عبداللہ نے جو مخلص ترین صحابی تھے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی اگر حکم ہو تو باپ کا سر قلم کر کے حاضر کر دوں جب اس نے کہا

لَمَنْ رَحِمْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَا أَعْرَضْنَا

اگر ہم مدینہ واپس لوٹے تو ہم عزت والے بے عزت لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے

جب واپس مدینہ لوٹا تو اس کا بیٹا تلوار سونت کر شہر کے دروازہ پر آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے باپ سے کہا کہ اب تو اپنی زبان سے کہہ کہ

ان اذل الناس واصحاب محمد اعزہ

میں تمام لوگوں سے ذلیل تر ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سب سے زیادہ معزز ہیں۔

ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا۔

رئیس المنافقین نے کہا کہ سچ ہے تو یقیناً یونہی کرے گا اس نے کہا بخدا ضرور یونہی کرگزروں گا تیری گردن اڑا کر چھوڑوں گا۔ رئیس المنافقین مذکورہ بالا الفاظ اپنی زبان سے کہے اور کہا کہ واقعی میں ذلیل ترین ہوں اس کے بعد مخلص صحابی نے اپنے باپ کو چھوڑ دیا اگر وہ اقرار نہ کرتا تو رسول اللہ ﷺ کی عزت پر باپ کو بیٹا قتل کر دیتا کیونکہ وہ آیت

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُ

هُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلۃ، آیت ۲۲)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ والے ہوں۔

ان کی سچی اور عملی تفسیر تھی۔

فائدہ

ایسی مثال کہیں نہیں ملتی کہ بیٹا باپ کے سامنے ایسی جرأت کرے حالانکہ احادیث میں ہے کہ دوسرے امور میں یہ بیٹا باپ کا فرمانبردار تھا۔

درس ادب

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایسی غیرت ہمیں سبق دیتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و احترام کے آگے بڑی سے بڑی شخصیت جوتے کی نوک کے برابر بھی نہیں چہ جائیکہ اسے معزز و محترم سمجھا جائے یا اس کے ساتھ کسی قسم کی رو رعایت و دنیوی و دینی لحاظ سے اس کے ساتھ کوئی مروت کی جائے۔

عجوبہ

رسول اللہ ﷺ کی اس غیرت نے رئیس المنافقین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا لیکن اس کا ایک اور بیٹا بھائی کی غیرت کو دیکھ کر اسی وقت رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال دیا اور بہت بڑا جانشین ثابت ہوا۔ چنانچہ اس کی تفصیل آتی ہے۔

سبق

رسول اللہ ﷺ کی عزت و احترام پر کٹ مرنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا شعار تھا جسے غیر بھی دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی غلامی اپنے دولت اسلام سے نوازے جاتے لیکن آج کی بے غیرتی اسے انتشار اور شر و فساد سے تعبیر کرتی ہے۔

ابا گھر نہیں آنے دوں گا

ایک روایت میں ہے کہ جب عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے باپ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کی بات کا علم ہوا تو وہ جوش و غضب سے بے قرار ہو گئے جب قافلہ اسلام مدینہ طیبہ میں داخل ہونے لگا تو وہ تلواریں سونت کر باپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا عزت والا کون ہے خدا کی قسم جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں ہم مدینے میں قدم نہیں رکھ سکتے۔

لوگوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچائی تو آپ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا کہ باپ کو اپنے گھر آنے دو۔

فائدہ

باپ کی موجودگی میں گھر باپ کا لیکن عاشق نے دیکھا کہ وہ گستاخ مرتد ہو گیا اب اس کا گھر کیسا اسی لئے گھر آنے سے روک دیا لیکن چونکہ ابھی منافقین کے بارے میں ان کی علیحدگی کے احکام کا نزول نہیں ہوا تھا اسی لئے حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ باپ کو گھر آنے دو چونکہ گستاخوں اور بے ادبوں کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں اسی لئے رئیس المنافقین اب سمجھتے تو تعجب کیسا؟

گستاخ کو ہر طرف سے مار

بخاری شریف کتاب الصلح جلد ۱ صفحہ ۳۷۰ میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو عرض کی گئی کہ آپ عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کے ہاں تشریف لے کر اسے سمجھائیں تو دین کا بھلا ہوگا آپ گدھا مبارک پر سوار ہو کر اس کی طرف روانہ ہوئے صحابی بھی پروانہ دار آپ کے ساتھ چل پڑے جب آپ عبد اللہ بن ابی کے ہاں پہنچے تو اس بد بخت نے کہا

ایک عنی لقد آذانی حمارک دور رہو تمہارے گدھا کی بد بخت بدبو مجھے ناگوار ہے۔

ایک انصاری (عبد اللہ بن رواحہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

والله لحمار رسول الله اطب ربحا منك

بخدا رسول اللہ ﷺ کا مبارک گدھا تجھ سے اٹیپ (پاکیزہ تر) ہے۔

اس کلمہ سے عبد اللہ بن ابی کو غصہ آیا اس کے طرف دار نے صحابی کو بُرا بھلا کہا انہوں نے اسے اس طرح دونوں کی طرف سے برادری کے لوگ لڑنے جھگڑنے لگے نوبت بائیکاک

فكان بينهما ضرب بالحديد والایدی والنعال

ڈنڈے بس رہے تھے ہاتھ پائی ہو رہی تھی جوتے مارے جارہے تھے۔

اس پر ”وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا“ نازل ہوئی۔ (بخاری شریف)

تبصرہ اویسی غفرلہ

صحابی کی عقیدت و ادب پر غور ہو کہ حضور اکرم ﷺ کے گدھا مبارک کو عبد اللہ بن ابی پر ترجیح دی جو بادشاہ منتخب ہونے والا تھا لیکن چونکہ بے ادب و گستاخ تھا اسی لئے صحابی نے اسے بدتر کہا یا در ہے یہ وہی با ادب گدھا مبارک تھا جب حضور اکرم ﷺ سوار رہتے ادب سے پیشاب اور لید نہ کرتا۔

صرف حضور اکرم ﷺ کے گدھا مبارک سے ترجیح پر عاشقوں و منافقوں کی مذکورہ بالا جنگ چھڑ گئی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی کسی بھی نسبت سے لڑائی اور جنگ کرنا جھگڑنا سنت صحابی اور عین اسلام ہے۔ (مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”گستاخوں کا بُرا انجام جلد دوم“ میں ہے)

بھائی کو قتل کرنے کی دھمکی

جب عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے اپنے باپ کو رسول اللہ ﷺ کی عزت و احترام کے پیش نظر قتل کی دھمکی دی تو اس کا ایک چھوٹا بھائی ایمان لے آیا اور پھر ایسا جاں نثار ثابت ہوا کہ اس نے ہی بحکم رسول اللہ ﷺ ایک مفسد یہودی کو قتل کر ڈالا تھا۔

حکایت

مروی ہے کہ جب یہ جانثار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) یہودی کے قتل کرنے کی تیاری میں تھا تو اسے بڑے بھائی (ریس المنافقین کا تیسرا بیٹا) نے کہا کہ کیا تو ایسے آدمی کو قتل کر ڈالو گے جس کی نعمتوں کے آثار ہمارے پیٹ کی چربیوں میں ہے (یہ یہودی ریس المنافقین کا بہت بڑا محسن تھا) جانثار صحابی نے اپنے بڑے بھائی کو کہا کہ حضور اکرم ﷺ مجھے فرمائیں کہ میں تجھے مار ڈالوں تو میں تجھے بھی قتل کر دوں گا پھر وہ بڑا بھائی اپنے گھر آیا اور گہری سوچ میں پڑا چنانچہ بڑی سوچ بچار کے بعد اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ یہ عجیب دین ہے جسے تو نے اختیار کیا ہے اس سے تیری اتنی محبت ہے اس کے بعد وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ (مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)

سبق

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم اور عزت و احترام ایک ایسی دولت ہے کہ جب نصیب ہوتی ہے تو پھر رشتہ داری، کنبہ برادری اور دیگر جملہ تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔

صدیق اکبر کی غیرت

سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ ابو قحافہ (جب وہ حالت کفر پر تھے) کو تھپڑ مار دیا جب ان سے نبی پاک ﷺ کے شان اقدس کے متعلق نازیبا کلمہ صادر ہوا بلکہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میرے پاس تلوار ہوتی اس کی گردن اڑا دیتا۔ (روح المعانی)

بیٹے کا جواب

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے صاحبزادے نے عرض کی بدر میں میں نے آپ کو بارہا قتل کا پروگرام بنایا اور آپ پر میرے حملے بھی ہو سکتے تھے لیکن میں نے باپ سمجھ کر ٹال دلا۔ آپ نے فرمایا اگر تم میرے سامنے آتے تو کبھی بچ کر نہ نکلتے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم بدر میں اپنے باپ الجراح کو قتل کیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد اللہ بن ابی سلول (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور اکرم ﷺ کے قریب بیٹھے تھے

حضور اکرم ﷺ نے آب نوش فرمایا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ”یا رسول اللہ ابق فضلة من

شرابک“ یا رسول اپنے پس خوردہ سے نوازئیے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”ما تصنع بها“ اسے کیا کرے گا۔ عرض کی

”اسقیها ابی لعل اللہ يطهر قلبه“ باپ کو پلاؤنگا ممکن ہے اس کا دل پاک ہو جائے۔ ”ففجّل“ رسول اللہ ﷺ نے

پس خوردہ انہیں عطا فرمایا وہ اپنے باپ کے پاس آئے باپ نے پوچھا یہ کیا ہے کہا ”فضلة من شراب رسول اللہ

ﷺ“ جئتک بها لتشر بها لعل اللہ يطهر قلبک“ اللہ ﷺ کا پس خوردہ ہے آپ سے لے کر آیا ہوں تاکہ تم

پیو ممکن ہے اس سے تمہارا دل پاک ہو جائے۔ بد بخت نے جواباً کہا ”هل جئتني ببول امکپنی“ ماں کا پیشاب ہی

لایا ہوتا۔

صحابی عبداللہ کی عقیدت بھی دیکھئے وہابی عبداللہ کی نحوست بھی دیکھئے کہ صحابی تبرک رسول اللہ ﷺ پر نازاں ہے

لیکن بد بخت وہابی آج بھی تبرک کو نجس کہنے سے باز نہیں آتا آزما کر دیکھئے۔

غیرت صحابی کا تقاضا

حضرت عبداللہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے حضور پہنچ کر عرض کی

اِنَّک لی فی قتل ابی مجھے باپ کے قتل کرنے کی اجازت بخشئے

آپ نے فرمایا اس کے ساتھ نرمی اور احسان کرو۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باپ سے رویہ

سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے تو ان سے حضور اکرم ﷺ کے حق میں ناشائستہ کلمات

سرزد ہوئے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا زوردار تھپڑ مارا کہ زمین پر گر پڑے حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا تو

آپ نے فرمایا ”او فعلتہ“ اے صدیق کیا تم نے ایسا کیا تھا عرض کی ”نعم“ ہاں۔ آپ نے فرمایا ”فلا تعد“ تو پھر

ایسا نہ کرنا۔ عرض کی

والله لو كان السيف قريباً منى لقتلته. (روح البیان پارہ ۲۸، الممتحنہ)

بخدا اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا۔

مزید واقعات فقیر کی کتاب ”با ادب بال نصیب بے ادب بے نصیب“ کا مطالعہ کیجئے۔

اشعار مشنوی امام احمد رضا

کے بفصل مشک اذقر میرسد

(۲۲) وان دمی کز خلق مذبحی جہد

جامہا ناپاک از مسش تمام

(۲۳) بوائے او کردہ پریشان صدمشام

مدحت مشک اطیب الطیب از نبی

(۲۴) اودم مسفوح ذمش در پنی

همچو بوائے سنبل گیسوائے حور

(۲۵) مشک اذقر روح رابخشد سرور

هم معطر زد قبائے مہوشان

(۲۶) شامہ از بوائے اورشک جنان

رحمة الله عليه خوش بگفت

(۲۷) مولوی معدنِ رازِ نہفت

گرچہ ماند در نوشتن شیرو شیر

(۲۸) کار پاکان را قیاس از خود گمیر

حل لغات ۲۲

دے، بیائے مجہول قاعدہ ہے کہ یا ئے مجہول کے بعد کہ واقع ہو وہ یا اکثر موصولہ ہوتی ہے۔ دم بمعنی خون۔ کز،

در اصل کہ از تھا قاعدہ ہے۔ از ایسے ہی است کا الف دوسرے لفظ کے ملنے سے پڑھنے اور لکھنے میں نہیں آتے۔ خلق، بفتح

الخاء بمعنی مخلوق مصدر بمعنی مفعول۔ مذبحی، یا مصدر یہ ہے ذبح ہو جانا۔ جہد، بفتح الجیم مضارع از جہیدن، چھلانگ لگانا۔

فضل، فضیلت۔ ازفر، خالص۔

ترجمہ

اور وہ ایک ایسا خون ہے جس کے ذبح ہونے کے بعد مخلوق اس کی بدبو سے بھاگتی ہے وہ مشک خالص کی فضیلت

تک کیسے پہنچ سکتی ہے۔

شرح

یہ ہم جنس اور ہم شکل اشیاء کی دوسری مثال ہے کہ اگر چہ خون اور مشک خالص کارنگ ایک ہے اور دونوں ہم شکل ہیں لیکن دونوں کی حقیقتیں جدا جدا ہیں اور ان کے مابین زمین و آسمان کا فرق ہے ایسے ہی بلا تمثیل سمجھئے کہ عام بشر اور حضور ﷺ کے ایک شکل و صورت کے ہونے میں امتیاز کیجئے کہ عام بشر کی مثال اس گندے اور بدبودار خون جیسی ہے اور حضور اکرم ﷺ مشک خالص کی طرح سمجھئے۔

حل لغات ۲۲

مشام (عربی) سونگھنے کی جگہ، دماغ۔ مس (عربی) ہاتھ لگانا۔

ترجمہ

اس کی بدبو نے بے شمار دماغوں کو پریشان کر رکھا ہے اور اس کے ہاتھ لگانے سے کپڑے بھی پلید۔

یہ عام بشر کی تمثیلی شے کا حال ہے کہ عام بشر خود غلاظتوں کا ڈھیر ہے لیکن حضور اکرم ﷺ مجسم منور و معطر یہاں تک کہ آپ کا خون اقدس بھی منور و معطر اور اسے جنت کی سند نصیب۔

شیخ الاسلام علامہ امام بدر الدین عینی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وقد وردت أحاديث كثيرة أن جماعة شربوا دم النبي عليه الصلاة والسلام منهم أبو طيبة الحجام و غلام من قريش حجوم النبي عليه الصلاة والسلام وعبد الله بن الزبير شرب دم النبي عليه الصلاة والسلام رواه البزار والطبراني والحاكم والبيهقي وأبو نعيم في (الحلية) ويروى عن علي رضي الله تعالى عنه أنه شرب دم النبي عليه الصلاة والسلام وروى أيضا أن أم أيمن شربت بول النبي رواه الحاكم والدارقطني والطبراني وأبو نعيم وأخرج الطبراني في (الأوسط) في رواية سلمى امرأة أبي رافع أنها شربت بعض ماء غسل به رسول الله عليه الصلاة والسلام فقال لها حرم الله بدنك علي النار. (عمدة القاري شرح بخاری جلد ۸ صفحہ ۷۷۸)

بے شک بہت سی حدیثیں اس بارے میں وارد ہوئیں کہ صحابہ کی ایک جماعت نے حضور اکرم ﷺ کا خون مبارک پیان میں حضرت ابو طیبہ حجام ہیں اور ایک قریشی لڑکا ہے جس نے حضور اکرم کو کچھنے لگائے تھے اور عبد اللہ بن زبیر نے بھی آپ کا خون پیا ہے۔ روایت کیا ہے اسے بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابو نعیم نے حلیہ میں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے بھی حضور اکرم ﷺ کا خون اقدس پیا ہے نیز مروی ہے کہ ام ایمن نے حضور اکرم ﷺ کا

پیشاب مبارک پیا۔ اس حدیث کو حاکم دارقطنی اور ابونعیم نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں ابورافع کی عورت سلمیٰ سے روایت کیا کہ اس نے حضور اکرم ﷺ کا غسل میں استعمال کیا ہوا پانی پیا تو آپ نے اس کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس پانی کی وجہ سے تجھ کو دوزخ پر حرام فرمادیا۔

حل لغات ۲۴

”أَوْ دَمًا مَّسْفُورًا“ قرآنی کے ایک جز کا اقتباس ہے۔ سورۃ الانعام آیت ۱۴۵ میں حرام اشیاء کے ذکر میں فرمایا ”أَوْ دَمًا مَّسْفُورًا“ (پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۴۵) مگر یہ کہ مُردار ہو یا رگوں کا بہتا خون۔ معلوم ہوا کہ جما ہوا خون یعنی تلی کلیجی حلال ہے کیونکہ یہ بہتا ہوا خون نہیں خیال رہے کہ اگر بہتا ہوا خون نکل کر جم جائے وہ بھی حرام ہے کہ بہتا ہوا ہی ہے اگرچہ عارضی طور پر جم گیا۔

ذمش، ذم نفتح الذال ومیم مشدداً اور شین ضمیر کا ہے ذم بمعنی مذمت۔ پنی، باء عجمی مفتوح بمعنی قرآن۔

ازالہ وہم

عام نسخوں میں بنی ہے اور حضرت علامہ شمس بریلوی (مرحوم) کے نسخے میں سرے سے یہ بیت بھی نہیں ہے اصل لفظ ”پنی“ ہے جیسے فقیر نے لکھا ہے اور بمعنی پنی بمعنی قرآن۔ عارف رومی قدس سرہ نے اپنی مثنوی شریف میں استعمال فرمایا ہے

در پنی قومود کائے قوم یہود صاد قانرا مرگ باشد برگ وسود

قرآن مجید میں ہے کہ اے قوم یہود سچے لوگوں کے لئے موت سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔

اس شعر میں لفظ ”پنی“ سے قرآن مجید مراد ہے اس کی تشریح و تفصیل فقیر کی شرح مثنوی یعنی صدائے نوبی جلد ششم دفتر اول میں ملاحظہ فرمائیے۔

مدحت، تعریف، ستائش۔ طیب الطیب، تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر۔

ترجمہ

بہتا ہوا خون کی مذمت قرآن میں ہے اور مشک اذکر کو حضور اکرم ﷺ کی تعریف فرمائی بلکہ اسے ا طیب الطیب فرمایا ہے۔

شرح

”اَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا“ مجید کی آیت کا اقتباس فقیر نے لکھ دیا ہے یہ دو ہم شکل اور ہم جنس اشیاء کی تمثیل کا نتیجہ ہے کہ شکل و صورت پر فیصلہ کرنا ہے تو یہ سودا مہنگا پڑیگا اس لئے کہ بہتے خون اور مشک خالص کی شکل کی صورت ایک ہے لیکن بہتا خون حرام اور نہایت درجہ کا مضر ہے اس لئے مضرات فن طب میں واضح ہے اور بمشک خالص کے فوائد و منافع بھی کسی سے مخفی نہیں۔

نتیجہ

جیسے ان دونوں یعنی ”وم مسفوح“ اور ”مشکل خالص“ کی شکل و صورت ایک جیسی لیکن دونوں کی حقیقتیں جدا جدا ہیں ایسے ہی بلا تشبیہ حضور اکرم ﷺ کی شکل بشر ہیں لیکن آپ کی حقیقت دوسرے عام بشروں جیسی نہیں۔

خود فرماتے ہیں صوم وصال کے موقع پر

ایکم مثلیٰ يطعمنی ربی ویسقینی تم میں مجھ جیسا کون ہے مجھے تو رب کھلاتا پلاتا ہے۔

بیٹھ کر نفل پڑھنے کے لئے فرماتے ہیں

لکنی لست کاحد منکم لیکن ہم تم جیسے نہیں

غرضیکہ ان تمام امور سے معلوم ہوا کہ شرعاً حضور اکرم ﷺ ہم جیسے نہیں اسی طرح عقلاً بھی حضور اکرم ﷺ ہم جیسے نہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ایمان دیکھا ہوا، خدا کو دیکھا جنت و دوزخ کو دیکھا وغیرہ وغیرہ۔ آپ کو معراج ہوئی ہم کو نہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں

آں خورد گردد همه نور خدا

ایں خورد گردد پلیدی زین جدا

ہم جو کھاتے پیتے ہیں اس سے پیشاب پانچاند وغیرہ نجس چیزیں بنتی ہیں حضور اکرم ﷺ جو کھاتے ہیں اس سے نور الہی ہوتا ہے۔

جیسے شہد کی مکھی جو کھاتی ہے۔

ان اشعار کے مطابق امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنی مثنوی میں تشریح فرمائی چنانچہ آنے والے اشعار ملاحظہ ہوں۔

حل لغات ۲۵

سرور، خوشی، فرحت، گیسوئے بال سنبھل، چھڑکالی، خوشبودار گھاس۔

ترجمہ

مشک خالص تو روح کو خوشی و فرحت بخشی ہے ایسے جیسے گیسوئے حور یعنی سنبل کی خوشبو۔

شرح

سابقہ مضمون کی طرح یہاں بھی یہی فرمایا کہ مشک خالص خوشبو فائدہ و منافع سے لبریز ہے اور بہتا خون سراسر نقصان اس سے خود سمجھ لیں کہ شکل و صورت ایک ہونے میں ضروری نہیں ان کی حقیقت بھی ایک ہو۔ اس مثال سے ان بد بختوں کو سمجھانا مطلوب ہے جو کہتے ہیں کہ ہم بھی بشر وہ بھی بشر لیکن یہ کبھی نہ سوچا کہ ہم سراسر نقصان بلکہ دوسروں کے لئے ضرر رساں اور حضور اکرم ﷺ سراپا فیض و برکت اور خلق خدا کے لئے فیض رساں مثلاً حضور اکرم ﷺ کے متعلق عقیدہ شفاعت فرض ہے اور قیامت میں ہم سب آپ کے محتاج ہوں گے۔ چند احادیث مبارکہ حاضر ہیں

عن ابو ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ، وانا اول من ینشق عنہ القبر ، وانا اول شافع واول مشفع۔ (رواہ مسلم)

ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن آدم (علیہ السلام) کی ساری اولاد کا سردار ہوں اور پہلا وہ شخص ہونگا جس کی قبر سب پہلے شق ہوگی اور میں قبر سے باہر نکلوں گا اور سب سے پہلا شفاعت کرنے والا میں ہی ہوں گا اور میں سب سے پہلا شخص ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی۔

عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ أعطیت خمساً لم یعطھن أحدٌ من الأنبیاء قبلی نصرت بالرعب مسيرة شهر وجعلت لی الأرض مسجداً وطهوراً فأیما رجل من أمتی أدركته الصلاة فلیصل وأحلت لی الغنائم ولم تحل لأحد قبلی وأعطیت الشفاعۃ وكان النبی یبعث إلی قومہ خاصۃ وبعثت إلی الناس عامۃ۔ (متفق علیہ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں ایک مہینہ کی مسافت پر میرا رعب دشمنوں پر ڈال دیا گیا ہے اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاکیزہ بنائی گئی ہے (یعنی زمین پر تیمم کر کے نماز پڑھنی جائز کی گئی ہے) پس میری امت میں سے جس شخص پر نماز کا وقت آئے پس چاہیے کہ (جہاں ہو) پڑھ لے اور میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئیں اور مجھے (بڑی اور عام) شفاعت دی گئی ہے اور پہلے نبی فقط اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے اور میں تمام کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کو حجر و شجر اپنا آقائے ہیں۔

مع رسول اللہ ﷺ حتی نزلنا وادياً أفیح ، فذهب رسول اللہ ﷺ يقضي حاجته ، فاتبعته بإداوة من ماء فنظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شيئاً يستتر به ، فإذا شجرتان بشاطئ الوادي ، فانطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إلى إحداهما فأخذ بغصن من أغصانها ، فقال انقادی على بإذن الله فانقادت معه كالبعير المخشوش الذي يصانع قائده حتى أتى الشجرة الأخرى فأخذ بغصن من أغصانها فقال انقادی على بإذن الله . فانقادت معه كذلك حتى إذا كان بالمنصف مما بينهما فالأم بينهما حتى يعنى جمعهما ، فقال التئما على بإذن الله فجلست أحدث نفسي فحانت مني لفتة فإذا أنا برسول اللہ ﷺ وإذا الشجرتان قد افترقتا فقامت كل واحدة على ساق جابر رضي اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر پر گئے ہم ایک کشادہ وادی میں جا کر اترے رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے آپ نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جس کے اوٹ میں بیٹھ سکیں ناگہاں آپ نے دو درخت وادی کے کنارے پر پائے ان میں سے ایک کی طرف رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے پھر اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا تو اللہ کے حکم سے میری فرمانبرداری ہو جاوہ آپ کے ساتھ اس طرح چلی جس طرح وہ اونٹ جس کے ناک میں نکیل ہوا اپنے چلانے والے کے تابع ہو کر چلتا ہے یہاں تک کہ دوسرے درخت کے یہاں تشریف لائے اس کی بھی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ کر فرمایا دونوں میرے سامنے اللہ کے حکم سے مل جاؤ پھر وہ دونوں مل گئیں اور میں بیٹھا بیٹھا اپنے دل میں خیال ہی کر رہا تھا کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھتا ہوں کہ تشریف لا رہے ہیں اور دونوں درخت ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور ہر ایک ان میں سے اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا۔

عن علی بن ابی طالب قال كنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمكة فخرجنا فی بعض نواحيها ، فما استقبله جبل ولا مدر ولا شجر إلا وهو يقول السلام عليك يا رسول الله .
(والدارمی)

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا پھر ہم مکہ معظمہ کے بعض اطراف میں نکل گئے پھر کوئی پہاڑ اور کوئی درخت آپ کے سامنے نہیں آتا تھا مگر وہ کہتا تھا ”السلام علیکم یا رسول اللہ“

حل لغات ۲۶

شامہ (بیمیم مشد، عربی، مذکر) سو گھنے قوت۔ رشک (فارسی، مذکر) جلن، غیرت، رقابت۔ جنان بالکسر والتخفیف، بہشت، معطر، مفعول از تعطیر خوشبودار۔ قباء، پوشاک، مشہور (ایک قسم کا کھلا ہوا جامہ) مہوشاں، مہوش کی جمع، چاند جیسا خوبصورت۔

ترجمہ

مشک خالص سے دماغ کی خوشبودار رشک جاناں ہے اور اس کی خوشبو سے محبوبوں کے لباس معطر رہتے ہیں۔

شرح

اس میں بھی ان بدنہہوں کو عقلی دلیل دے کر سمجھایا کہ شکل و صورت میں خون اور مشک خالص ایک ہیں اور جنس بھی ایک کہ جما ہوا خون جانور کے جسم سے خارج ہوا ہے اور مشک خالص بھی ہرنی کی ناف کا خون ہے لیکن جما ہوا خون زمین پر پڑا یہ قدر و منزلت ہے کہ اس کے بالمقابل جنت کی خوشبو بھی رشک کناں ہے پھر اس کی یہ عظمت کہ محبوبوں کے لباس کا کالجزء ہو کر محبوبوں کے جسم کو لپٹی ہوئی ہے۔

قرقیست از کجا تا کجا

اسی طرح تم بشر ہو ذلیل و خوار کہ تمہیں پوچھتا کوئی نہیں اور وہ حبیب خدا ﷺ بشر ہیں ایسے کہ ہمارے جیسے بشر ان کی قدر و منزلت کے آگے ذرہ بمقدار بلکہ نہ ہونے کے برابر اسے یوں سمجھئے کہ حضور اکرم ﷺ کی بشریت کا ہر جزء نہ صرف مفید بلکہ خدا تعالیٰ کی برہان اور معجزہ مثلاً آپ کی ہر بات خدا کی وحی و زبان کن کی کنجی اور لعاب دہن میں برکت ہی اور شفاء ہی شفاء کہ حضرت جابر کے گھربانڈی میں ڈال دیا تو ہانڈی کی ترکاری میں برکت ہوئی، آٹے میں ڈال دیا تو چارسیر آٹا ہزاروں آدمیوں نے کھایا پھر بھی اتنا ہی رہا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا شریف مار کر پانی کے چشمے نکالے لیکن حضور اکرم ﷺ نے حضرت جابر کی ہانڈی میں لعاب شریف ڈال کر شور بے اور بوٹیوں کے چشمے جاری فرمادیئے۔ خیال رہے کہ شور بے میں نمک، مرچ، گھی، دھنیا وغیرہ سارا ہی مصالحہ ہوتا ہے لہذا یہ معجزہ نہایت ہی اعلیٰ ہے کہ یہاں ان چیزوں کے چشمے بہادیئے۔ خیبر میں حضرت علی کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگا دیا تو آنکھ کو آرام ہو گیا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں غار میں سانپ نے کاٹی یعنی یار غار کو مار غار نے تکلیف پہنچائی اس پر لگا دیا اس کو آرام، کھاری کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کا پانی میٹھا ہو گیا، ہاتھ مبارک بھی دلیل کہ بدر کے دن ایک مٹھی کنکر کفار کو مارے تو رب

نے فرمایا کہ آپ نے نہ پھینکے بلکہ ہم نے پھینکے۔ اسی ہاتھ میں آ کر کنکریوں نے کلمہ پڑھا، اس ہاتھ سے بیعت لی گئی تو رب نے فرمایا ان کے ہاتھوں پر ہمارا ہاتھ ہے، انگلیاں معجزہ کہ ایک پیالہ پانی میں انگلیاں رکھ دیں اس سے پانچ چشمے پانی کے جاری ہو گئے انگلی کے اشارے سے چاند چیر دیا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاہ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

پسینہ مبارک معجزہ کہ جس میں گلاب کی بے مثل خوشبو۔ جاگنا اور سونا معجزہ کہ ایک کی نیند وضو توڑ دے مگر حضور ﷺ کی نیند وضو نہیں توڑتی تمام جسم پاک سایہ سے محفوظ کہ سایہ بھی کسی کے قدم کے نیچے نہ آئے۔

حضور اکرم ﷺ کا پیشاب اقدس و پاخانہ مبارک امت کے حق میں پاک بلکہ شفاء بلکہ جنت کا ٹکٹ اور عام بشر کا اندازہ آپ خود لگائیں۔ مزید تحقیق دیکھئے فقیر کی کتاب ”الدلائل القاہرہ“

حتمی فیصلہ

کوئی ایسا بشر نہیں جس کا درجہ اللہ تعالیٰ کے بعد ہو اور بس۔ اسی لئے امام بوصیری قدس سرہ نے فرمایا

دع ما دعتہ النصاری فی نبیہم واحکم بما شئت مدحافیہ واحتکم

فان فضل رسول اللہ لیس له حد فیعرب عنه ناطق بفم

یعنی حضور اکرم ﷺ کو خدا یا خدا کا فرزند نہ کہو باقی جو عزت و عظمت کو چاہو حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرو کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات کی کوئی حد ہی نہیں کہ جس کو کوئی بولنے والا اپنے منہ سے بیان کر سکے از اول تا آخر روز قیامت حضور ﷺ کے اوصاف ملائکہ نے پیغمبروں نے انسانوں نے بیان کئے مگر حق یہ ہے کہ ان کے اوصاف کے دفتر کا ایک نقطہ بھی بیان نہ ہو سکا کیونکہ جو کچھ بیان ہوا وہ حد کے اندر ہے اور حضور اکرم ﷺ کی صفات حد سے باہر رب کی حمد احمد ہی کر سکتے ہیں اور محمد کی صفت حامد رب العالمین ہی فرماتا ہے ہم نہ رب کی حمد کر سکیں اور نہ مکاحقہ اوصاف رسول ﷺ۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی خدا سے پوچھو لو شان محمد

بعد از خدا بزرگ کوئی قصہ مختصر

حل لغات ۲۷

مولوی، مولا والا، مسلمانوں کا عالم، یہ مولا ناروی قدس سرہ کا لقب علم کی طرح بن گیا تھا یہاں تک کہ آپ کے

سلسلہ بیعت کا نام بھی مولویہ مشہور ہے یہاں تک کہ تا حال حضرت خواجہ غلام محی الدین بن حضرت سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہما اللہ اپنی سیاحت کے حالات میں فرمایا کہ آپ کا یہ سلسلہ تاہنور جاری ہے ویسے لفظ مولوی دور سابق میں ایک بلند قدر لقب تھا جیسے غوث، قطب، ابدال لیکن چونکہ خطہ ہند کے علماء کرام نے انگریز کو ذلیل و خوار کیا تو اس نے ہندوستان پر قبضہ جمانے کے بعد ان کے لقب کو ایسا گرایا کہ یہ لفظ مولوی انتہائی گرے ہوئے انسان پر بولا جاتا ہے لیکن میرا تجربہ ہے کہ یہ گرا ہوا لفظ انہی لوگوں کی نظروں میں ہے جو انگریز ہیں یا انگریزوں کے دلدادہ و رند الحمد للہ جنہیں دین اسلام سے عشق ہے اور دین اسلام کی ہر ادا کو دل سے محبوب و مرغوب سمجھتے ہیں ان کے نزدیک اب بھی لفظ مولوی اسی طرح پیارا ہے جیسے انگریزوں کے قدم جمانے سے پہلے کیوں نہ ہو جب یہ لفظ ہمارے محبوب اولیاء کا لقب ہے۔ مولوی رومی، مولوی جامی، مولوی نظامی، مولوی خدا بخش، مولوی نور محمد مہاروی وغیرہ وغیرہ۔

انتباہ

مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ انگریزوں کی ہر تقلید کو ترک کر کے اسلامی نشانات و علامات کی قدر و منزلت بڑھائیں۔ سلان دکان، نہفت، نہفتن کا حاصل مصدر بمعنی پوشیدہ و مخفی۔ خوش، خوب عمدہ۔

ترجمہ

وہ حضرت مولوی رومی جو راز و اسرار و رموز کی کان ہیں کیا خوب فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔

ترجمہ ۲۸

پاک لوگوں کو اپنے اوپر قیاس نہ کرا گر چہ شیر و شیر لکھنے میں ایک جیسے ہیں۔

شرح

حضرت مولانا رومی قدس سرہ کا یہ شعر اور اس جیسے اشعار فقیر نے اسی شرح مشنوی احمد رضا میں لکھ دیئے ہیں مزید تفصیل ان اشعار کی تشریح ”صدائے نئی شرح مشنوی معنوی“ میں ملاحظہ ہو۔

سنی بریلوی، وہابی، دیوبندی فرق

دیوبندی وہابی نبی پاک ﷺ کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت بریلوی حضرات سرورِ دو عالم ﷺ کی ذات بابرکات کو بے مثل مانتے ہیں۔ قرآن پاک میں تو اللہ تعالیٰ نے ان مقدس عورتوں کو جو سرورِ کائنات ﷺ کے نکاح میں آئیں دنیا بھر کی دوسری عورتوں سے بے مثل قرار دے دیا۔

جس ہستی تک کے نکاح میں آنے کی برکت سے وہ عورتیں دنیا بھر کی عورتوں سے ممتاز ہو گئیں اور بے مثل ہو گئیں تو اس ہستی جمیل کی مثل کائنات بھر میں کون ہو سکتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا
انی لست مثلكم۔ (جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۹۷، صحیح بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۲۲۶)

میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا

انی لست کھیئتکم میں تمہاری ہیئت جیسا نہیں ہوں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا

ایکم مثلی میری مثل تم میں سے کون ہے؟

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۲۶، صحیح مسلم شریف صفحہ ۳۵۱، ابوداؤد شریف صفحہ ۲۳۵)

اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے بھی یہ عرض نہ کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری طرح تو بشر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

حنفیوں کے امام ابوحنیفہ کا عقیدہ

خود کو دیوبندی فرقہ حنفی کہتا ہے بلکہ حنفیت کا ٹھیکیدار ہے اگر واقعی حنفی ہے تو وہ اپنے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماننے ورنہ میں نے تو ثابت کیا ہے کہ ”دیوبندی وہابی ہیں“ (نام رسالہ اویسی) سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں اپنے عقیدہ کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں

انت الذی من نورک البدر اکتسی والشمس مشرقہ بنور بھاک

(قصیدہ نعمان)

آپ وہ نور ہیں کہ چودہویں رات کا چاند آپ کے نور سے منور اور آپ ہی کے جمال و کمال سے سورج روشن ہے۔

مولانا رومی قدس سرہ کا تعارف

آپ کا نام نامی محمد اور جلال الدین لقب ہے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں

آپ کے دادا حضرت حسین احمد مشاہیر صوفیائے کرام سے تھے جن سے اولیائے وقت کو بڑی عقیدت تھی حتیٰ کہ سلطان

خوارزم شاہ نے اپنی دختر کا نکاح آپ سے کرایا تھا جس کے لطن سے حضرت مولانا روم کے والد شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے جو علم و فضل میں یکتائے روزگار تھے۔ امام فخر الدین رازی و خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے معاصرین سے تھے آپ کی شانِ فضیلت کے امام معترف تھے ۶۰ھ میں آپ کے دولت کدہ میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کرنے کے بعد مزید علوم و فنون اپنے والد کے مرید مولانا بہان الدین محقق سے حاصل فرمائے تقریباً چھ سال کی عمر تھی کہ آپ کے والد نے کسی وجہ سے بلخ سے ہجرت فرمائی اور مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے آخر کار قونیہ میں قیام پذیر ہوئے جو ترکی کا مشہور شہر ہے والد کی وفات کے بعد دوسرے سال تقریباً پچیس سال کی عمر میں بلندی ہمت سے مزید تکمیل علم کے لئے سفر کیا اس وقت سلطان صلاح الدین کے جانشینوں کی زیرِ تربیت حلب میں بڑے علمی مرکز موجود تھے اور دمشق میں خلافت امور کے دور سے علوم اسلامیہ کا مرکز چلا آرہا تھا آپ نے کم و بیش دو سال شام کے مرکزی مدارس میں رہ کر مختلف علوم میں وہ امتیازی شان حاصل فرمائی جس کی مثال دوسری جگہ بہت قلیل نظر آتی ہے گو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تکمیل علومِ ظاہرہ کے بعد جلد ہی باطنہ کی طرف متوجہ کر دیا جس کی وجہ سے آپ کو زیادہ تر تصنیفات کا موقع نہیں مل سکا مگر آپ کی وسعت علمی اور کمال عرفان پر فقط مثنوی شریف ہی بین ثبوت ہے جس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی جب آپ چالیس سال عمر کو پہنچے تو حضرت مولانا بہاء الدین جو آپ کے استاد اور آپ کے والد کے خلیفہ تھے بغرض ملاقات قونیہ تشریف لائے مولانا کو تمام علوم و فنون میں ماہر دیکھ کر فرمایا کہ اب صرف علم باطن رہ گیا ہے جو کہ تمہارے والد صاحب کی امانت ہے جس کے سپرد کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں چنانچہ آپ تقریباً نو برس تک مولانا کے پاس قیام پذیر رہے اس عرصے میں مولانا کے مزاج پر علومِ ظاہرہ کا رنگ زیادہ تھا دور دراز سے مختلف علمی سوالات اور فتاویٰ آپ کی خدمت میں پیش ہوتے اور آپ ان کا محققانہ جواب تحریر فرماتے۔ درس و تدریس و عظ و تبلیغ کا سلسلہ بھی اچھا خاصہ تھا جب آپ کی سواری چلتی تو شاہانِ وقت بھی رکاب تھا منے کو شرف سمجھتے اسی اثر میں ایک دن مدرسہ میں تشریف فرما تھے چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا کہ اتفاقاً حضرت شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ادھر سے گذر ہوا۔ مولانا کو سلام دے کر اور کتابوں کی طرف اشارہ فرما کر پوچھا کہ یہ کیا ہے آپ نے فرمایا ”ایں علمیت تو نمی دانی“ یہ علم ہے جس کا تمہیں علم نہیں۔ حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ کتابیں اٹھا کر حوض میں پھینک دیں اس سے مولانا کو صدمہ ہوا تو شمس تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ تمام کتابیں خشک حالت میں باہر نکال دیں مولانا نے پوچھا ایک کتاب بھی گیلی نہ ہوئی

شمس تبریزی نے جواب دیا ”ایس راز یست کہ نمی دانی“ یہ راز جو تو نہیں جانتا اس پر مولانا شمس تبریزی کے غلام بے دام بن گئے۔

بعد انتقال سید برہان الدین صاحب ۶۳۲ھ میں شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت نصیب ہوئی آپ نے ایک دن دعا کی تھی کہ خدایا کوئی میرا ہم مذاق عطا کر جو میرا ہم صحبت بن سکے۔ ارشاد ہوا کہ روم جائے چنانچہ روانہ ہو کر قونیہ پہنچے اور ایک جگہ بیٹھے فکر مند تھے ادھر مولانا روم بھی باہر نکلے ایک بھیڑ آپ کے دیدار اور ہاتھ ملانے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جا رہی تھی آخر ایک کا سر رنگ میں بات چیت ہوئی اور دونوں ایک دوسرے سے معافہ کر کے ملے۔

اس کے بعد دونوں حضرات صلاح الدین زرکوب کی کوٹھڑی میں چلے کش ہوئے آب و غذا متروک آمدورفت کا سلسلہ ختم البتہ صلاح الدین کی آمدورفت جاری تھی اب درس و تدریس موقوف عقیدت مند لوگ بہت گھبرائے۔ شمس تبریز یہ سمجھ کر قونیہ سے روپوش ہو گئے اور اس کا اثر یہ ہوا کہ مولانا کی حالت دگرگوں ہو گئی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لی دن رات روتے اور شمس تبریز کو یاد کرتے بالآخر دمشق سے ان کا خط آیا تو شراب و آتشہ ہو گئی۔

صلاح الدین کے حال میں تبدیلی

حضرت عارف رومی کی وجہ سے صلاح الدین پر بھی اس کا اثر ہوا اور بے خودی کے عالم میں ورق کوٹ کوٹ کر ضائع کرتے رہے اس کے بعد اپنی ساری دکان لٹا دی اور مولانا رومی کے ساتھ ہو لئے نو سال تک ساتھ رہے۔ رومی کو ان کی معیت سے بڑی تسکین حاصل ہوئی ۶۳۳ھ میں صلاح الدین زرکوب نے وفات پائی۔

حضرت حسام الدین چلیبی

رومی کو ایک تیسرے ہمد و ہم مشرب و مسافر و ہمراز کی جستجو ہوئی تو اپنے ایک مرید حسام الدین چلیبی پر نظر انتخاب پڑی اور بقیہ عمر تک چلیبی ہی سے اپنے دل کو تسلی دیتے رہے لیکن عام انداز کے خلاف رومی اپنے اس مرید خاص کا اتنا ادب کرتے تھے جیسے پیر کا کیا جاتا ہے یہی حسام الدین چلیبی ہیں جو مثنوی معنوی لکھنے کا باعث ہوئے۔

تصنیف مثنوی کی تحریک

واقعات یوں ہیں کہ ایک دن رومی کی زبان سے چند اشعار بے ساختہ موزوں ہو کر نکلے یہ وہی اشعار تھے جو آج مثنوی معنوی کے آغاز میں ہیں۔ چلیبی نے سن کر باصرار فرمائش کی کہ اسے مکمل کیجئے اس فرمائش کے بعد جب عارف

رومی نے اشعار کہنے شروع کئے تو دو ہزار چھ سو چھیاسٹھ اشعار کہہ کر دم لیا۔ اس کی شکل یہ تھی کہ اکثر مولانا رومی ٹہل ٹہل کر شعر کہتے جاتے اور حسام الدین چلی رحمہ اللہ اسے قلمبند کرتے جاتے اس دوران کئی بار ایسا ہوا کئی کئی دن، کئی کئی مہینے بعد اوقات چھ چھ ماہ تک کا ناغہ پڑتا رہا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جب تک آمد نہ ہوتی رومی کچھ نہ لکھواتے اور جب آمد شروع ہوتی تو سیلاب کی طرح اڈتی چلی آتی تھی۔ سچ سچ میں ایسے وقفے کیوں پڑ جاتے تھے اس کی وجہ ایک لطیف مثال دے کر خود رومی بیان کرتے ہیں

مدتے این مثنوی تاخیر شد

مہلتے بایست تاخوں شیر شد

خانز اید بخت نوفرزند نو

خون نگر دد شیر شریں خوش شنو

یہ مثنوی اُس وقت شروع ہوئی جب عارف رومی کی عمر ۵۸ سال تھی یعنی ۶۶۲ھ میں۔ اس آغاز کا ذکر خود رومی یوں کرتے ہیں۔

مطلع تاریخ این سودا سود

سال ہجرت شش صلو شعب و دو بود

یہ مثنوی کب ختم۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ بالصواب

مثنوی اعلیٰ ترین نظم ہے جس کی شہرت تمام جہان میں ہے۔ مثنوی کی شرحیں ہر زبان میں کی گئی ہیں علماء کے طبقہ نے اسے اپنا یا شعراء نے اسے سنگ میل سمجھا اہل دل نے اسے اپنا راہنما پایا۔

مثنوی و مولوی و معنوی

ہست قرآن در زبان پهلوی

دیگر تصانیف

مولانا رومی کی تصنیفات میں مثنوی کے علاوہ ایک تصنیف ”مجالس سبعہ“ ہے جو حضرت شمس تبریز کی ملاقات سے پہلے کی ہے یہ مولانا کے اقوال اور مواظ کا مجموعہ ہے یہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔

دوسری تالیف ”فیہ مافیہ“ ہے یہ ان مکتوبات کا مجموعہ ہے جو وزیر سلطنت معین الدین پروانہ کورومی نے لکھے تھے اس کورومی کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد نے مرتب کیا تھا۔

تیسری کتاب ”خطوطِ رومی“ ہے جو رومی کے ۱۴۴ خطوط کا مجموعہ ہے۔

چوتھی تصنیف ”دیوان شمس تبریز“ ہے یہ پچاس ہزار اشعار کا دیوان ہے یہ تبرک شمس تبریز کے نام سے منسوب ہے جو دراصل رومی کا نتیجہ فکر ہے پروفیسر نکلسن نے اس کا انتخاب بھی شائع کیا تھا۔

وفات

کہا جاتا ہے کہ ۶۷۲ھ میں قونیہ میں زور کا زلزلہ آیا اور اس کے جھٹکے چالیس دن تک محسوس ہوتے رہے رومی نے کہا زمین کوئی تر نوالہ مانگتی ہے اس کے چند دن بعد ہی رومی بیمار ہوئے۔ حاذق طبیبوں نے علاج دوائیں میں کوئی کسر نہ چھوڑی مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر ۵ جمادی الآخر ۶۷۲ھ کو غروب آفتاب کے وقت یہ علم و عرفان کا آفتاب ہمیشہ کے لئے ڈوب گیا۔

چونکہ گل رقت و گلستان شد خراب بوئے گل راز کہ جوئیم از گلاب

صبح جنازہ اٹھا سارے پیرو جواں اور تمام خواجگان و بندگان جملہ کرومہ کے علاوہ غیر مسلم بھی جنازے میں شریک تھے یہ شرکت رسماً نہ تھی بلکہ بر بنائے عقیدت مندی تھی مسلمان کہہ رہے تھے کہ ایک بڑا ولی درویش، عالم، فقیہ اٹھ گیا اور عیسائی عقیدت مند کہہ رہے تھے کہ یہ مسیح علیہ السلام کا شبیہ ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف ”فیض القوی فی فضائل مشنوی معنوی“

اشعار مشنوی امام احمد رضا

کے بود شایان آن قدر رفیع	(۲۹) ہے چہ گفتم اینچنین شبہ شنیع
مشک چہ بود خون ناف و خشک	(۳۰) لعل چہ بود جوہری با سر خست
آفتاب برج علم من لدن	(۳۱) مصطفی نور جناب امر کن
برزخ بحرین امکان و وجوب	(۳۲) معدن اسرار علام الغیوب
جلو گاہ آفتاب کن قکان	(۳۳) بادشاہ عرشیاں و قرشیاں
ہر دو عالم والہ و شیدائے او	(۳۴) رات دل قامت زینائے او

حل لغات ۲۹

ہے، بالفتح بزبان دری ہندی بمعنی ہست اور کلمہ تنبیہ ہے آگاہ کرتے وقت بولتے ہیں اور کبھی مقام تحسین پر بھی آتا ہے اور افسوس اور زجر کے لئے بھی آتا ہے (غیاث) شبہ (عربی) مانند۔ شنیع، برا، خراب، نامعقول۔ شایان، لائق، موزوں، قابل۔ رفیع، بلند۔

ترجمہ

ہائے میں نے یہ نامعقول مثال کیوں کہہ دی اس بلند قدر محبوب کے لئے ایسی مثال کب لائق ہے۔

شرح

مذکورہ بالا تمثیلیں اگرچہ بہتر و اعلیٰ سہی لیکن چونکہ مسئلہ ذہن نشین کرانا تھا لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو عشق رسول ﷺ کے فتویٰ پر ایسی مثالیں شہ کو نین ﷺ کے لئے قائم کرنا ادب کے خلاف محسوس ہوئیں تو اس پر افسوس کا اظہار کر کے وجہ بتائی کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے ایسی تمثیل ادب کے خلاف کیوں ہے تو فرمایا

لعل چہ بود الخ

ترجمہ ۲۰

لعل کیا ہے وہ تو صرف ایک جو ہر سرخ رنگ ہے اور بس ایسے ہی مشک بھی کیا ہے اور وہ بھی تو ایک وحشی جانور کی

ناف ہے۔

شرح

یہ دونوں اہل دنیا کی نظروں میں کتنا بلند قدر سہی لیکن انہیں اس حبیب کبریا ﷺ سے کیا نسبت جن کی شان اور جن کے کمالات یہ ہیں۔

ترجمہ ۲۱

مصطفیٰ کریم ﷺ بارگاہ امرکن کے نور ہیں اور علم لدنی کے برج کے آفتاب ہیں۔

شرح

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی دو شانیں بیان فرمائیں۔ (۱) امرکن کے نور (۲) علم لدنی کے آفتاب۔

امرکن سے مراد ارادہ خلیق کا تعلق۔ حضور اکرم ﷺ اسی امرکن کے تمام مخلوق سے سب سے پہلے نور ہیں۔ اس

مصرعہ میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ان تمام روایات کو بیان فرمایا ہے جو حضور اکرم ﷺ کے اول المخلوق

ہونے اور اسی اول نور پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں مثلاً حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

اول ما خلق الله نوری. (شرح شفاء لعلی قاری) اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو سب سے اول پیدا فرمایا۔

مواہب لدنیہ میں بسند عبد الرزاق حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول

اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں مجھے سب سے پہلی وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے پیدا فرمایا

تعلیم فرمائیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

یا جابر ان الله تعالى خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره

اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

یہ نور بقدرت الہی جہاں جہاں اس کی مشیت ہوئی دور فرماتا رہا اور اس وقت نہ لوح و قلم تھے نہ جنت و دوزخ نہ کوئی فرشتہ تھا نہ آسمان و زمین تھے نہ آفتاب و ماہتاب نہ جن تھے نہ انسان الخ۔

نوٹ

یاد رہے کہ سیدنا جابر والی مرویہ سے لے کر تھانوی کی نشر الطیب تک تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ”فیض الغافر فی

تخلیق حدیث جابر“

مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے ہدیۃ المہدی میں لکھا کہ

بدا الله سبحانه الخلق بالنور المحمدي ﷺ فالنور المحمدي مادة اولية لخلق السموات

والارض وما فيها

یعنی اللہ تعالیٰ نے خلق کی ابتدا نور محمدی سے فرمائی پس تمام آسمانوں اور زمین اور اس میں جو کچھ ہے سب کی تخلیق کا مادہ اول نور محمدی ہے۔

”علم لدن کے آفتاب“ یہ وصف بھی صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کو سجتا ہے اگرچہ اس کا ذکر قرآن مجید میں

حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ میں ہے لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کو بھی یہ علم نصیب ہوا تو ہمارے نبی پاک ﷺ کے طفیل کیونکہ آپ علم لدن کے آفتاب ہیں اور دیگر جملہ انبیاء علیہم السلام اس کے فیض یافتہ ستارے۔ حضرت امام بوصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

يظهرون انوارها للناس في الظلم

فانه شمس فضل هم كواكبها

بیشک آپ فضل و بزرگی کے آفتاب ہیں اور دیگر انبیاء علیہم السلام ستارے ہیں جو آفتاب کے انوار کو تاریکیوں میں ظاہر کرتے رہے۔

قرآن مجید میں علم لدنی کا ثبوت

اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کے لئے فرمایا

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا (پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۶۵) اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

صاحب روح البیان نے یہاں پر ”عِلْمًا“ سے علم غیب مراد لیا ہے۔ ان کی اصل عبارت یہ ہے

خاصاً ہو علم الغیوب والإخبار عنها بإذنه تعالى على ما ذهب إليه ابن عباس رضي الله عنهما أو

علم الباطن. (روح البیان جلد ۴ صفحہ ۲۷۰ تحت آیت ہذا)

علم خاص یعنی علوم غیب اور غیوب کی خبریں دینا باذنہ تعالیٰ یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے یا اس سے علم باطن مراد ہے۔

علم لدنی کا ثبوت اور اس کے دلائل

علم لدنی کے بعض دیوبندی وہابی قائل ہی نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ علم لدنی کوئی شے نہیں اور یہ اصطلاح بدعت ہے

اس کا ثبوت نہیں صاحب روح البیان ان کے رد میں صدیوں پہلے لکھ گئے کہ

قال في بحر العلوم إنما قال من لدنا مع أن العلوم كلها من لدنه لأن بعضها بواسطة تعليم الخلق فلا

يسمى ذلك علماً لدنياً بل العلم اللدني هو الذي ينزله في القلب من غير واسطة أحد ولا سبب

مألوف من خارج كما كان لعمر وعلي ولكثير من أولياء الله تعالى المرتاضين الذين فاقوا بالشوق

والزهد على كل من سواهم كما قال سيد الأولين والآخرين عليه السلا من أنفاس

المشتاقين خير من عبادة الثقلين وقال عليه السلام ركعتان من رجل زاهد قلبه خير وأحب إلى

الله من عبادة المتعبدين إلى آخر الدهر. (روح البیان جلد ۴ صفحہ ۲۷۰ تحت آیت ہذا)

بحر العلوم میں لکھا ہے کہ ”مِنْ لَدُنْكَیوں کہا باوجودیکہ تمام علوم اسی سے ہیں لیکن بعض علوم مخلوق کے واسطے سے ہوتے

ہیں اسے علم لدنی نہیں کہا جائے گا بلکہ علم لدنی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی بندے کے قلب پر نازل فرمائے اور اس میں

واسطہ نہ ہو اور نہ ہی کسی شخص کا وسیلہ ہو اور نہ ہی کسی دوسرے خارجی سبب کی اسے محتاجی ہو جیسے حضرت عمر علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہم ایسے ہی بہت سے برگزیدہ اولیاء کو نصیب ہوا سوا ہم۔

ایسے لوگوں کے لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مشتاق انسان کی صرف ایک گھڑی ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔

اور فرمایا زاہد کا دو گانہ بہتر اور اللہ کے ہاں محبوب ترین ہے دوسرے عبادت گزاروں کی تمام زندگی کی عبادت سے۔

حضور اکرم ﷺ نے سچ فرمایا لیکن ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ . (پارہ ۲۲، سورہ سہا، آیت ۱۳) اور میرے بندوں میں کم ہیں۔

اور فرمایا

وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۸۷) لیکن بہت لوگ جانتے نہیں۔

فائدہ

علم لدنی سے علم غیب مراد ہے تو پھر نبی پاک ﷺ کے علم کی وسعت کے متعلق اہل سنت کی تصانیف کا مطالعہ فرمائیے۔

ترجمہ ۲۲

آپ ﷺ اسرارِ علام الغیوب (اللہ تعالیٰ) کے اسرار کی کان (خزانہ) ہیں آپ دو دریاؤں امکان و وجوب کے برزخ ہیں۔

شرح

اس شرح میں دو شانیں بیان فرمائیں۔

(۱) اسرارِ الہیہ کے معدن (۲) امکان و وجوب کے برزخ کبریٰ

پہلی فضیلت کے متعلق کہنے لکھنے کی ضرورت ہی نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا حبیب بنایا اور محبوب محرم راز ہی ہوتا ہے اور محرم راز کا مطلب وہی ہوتا ہے جسے کسی شاعر نے بیان کیا ہے۔

میان عاشق و معشوق رمز نیست کراماً کاتبین راہم خبر نیست

محبوب و محبت کے درمیان ایک رمز ہوتی ہے جس کی کراماً کاتبین کو بھی خبر نہیں ہوتی۔

مقطعات القرآن

اکثر مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ حروف مقطعه جو قرآن کی بعض سورتوں کے اوائل میں آتے ہیں جیسے ”الْم، حَم، طہ“

”طہ“، ”تھیلعص“ یہ اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہیں جن پر سوائے ان کے اور کوئی

مطلع نہیں ہوتا یہ حروف بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لئے اس لئے وضع فرمائے ہیں کہ وہاں نہ کسی ملک مقرب کو

گنجائش ہے نہ کسی نبی مرسل کو۔ باوجودیکہ یہ حروف جبریل علیہ السلام لائے لیکن وہ بھی خود ان کے اسرار و رموز سے بے

خبر تھے اور نہ ہی کوئی دوسرا ان پر مطلع ہو سکا۔ (روح البیان تفسیر ”تھیلعص“)

وحی خفی

محدثین و مفسرین نے فرمایا وحی کی اقسام میں سے ایک قسم ایک وحی خفی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے درمیان راز و نیاز کی باتیں ہیں چنانچہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ“ سے وہ وحی مراد ہے جو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو فرمائی اس لئے کہ اس میں کچھ وضاحت نہیں کہ کیا وحی کی یہ ایک راز ہے جو صرف وہی جانتا ہے جس نے دیا اور جس نے لیا آخرت میں ظاہر ہوگا جب امت کے لئے آپ کو اذن شفاعت ہوگا۔

حضرت امام الباقلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس وحی خفی کا راز عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو کیا وحی کی کیونکہ محبوب و محبت کے درمیان ایک راز ہوتا ہے جس سے سوائے ان کے اور کوئی آگاہ نہیں ہوتا بلکہ میرا خیال ہے کہ اگر وہ راز افشاء کرتا تو تمام اولین و آخرین اس کے ثقل سے مر جاتے وہ ایسا درود ثقیل ہے جو صرف اور صرف محبوب خدا ﷺ نے قوت ربانیہ ملکوتیہ لا ہوتیہ سے اٹھایا اور وہ قوت اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے محبوب ﷺ کو پہلے سے ہی عطا فرما رکھی تھی اگر وہ قوت نہ ہوتی تو آپ ذرہ برابر بھی برداشت نہ کرتے کیونکہ وہ عجیب خبریں اور اسرارِ ازیلی تھے اگر ان میں کوئی ایک ظاہر ہو جائے تو احکام معطل اور تمام ارواح و اجسام ختم اور تمام رسوم مٹ جائیں اور تمام عقول و علوم و فہوم بے نام و نشان ہو جائیں۔

معراج کی شب عطیہ علوم کے اقسام

فقیر (صاحب روح البیان قدس سرہ) کہتا ہے کہ اس شب (معراج) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو کئی قسم کے علوم عطا فرمائے۔

- (۱) تمام امت تک پہنچا دو یہ وہی احکام و شرائع ہیں جو حضور ﷺ نے تمام امت تک پہنچائے۔
- (۲) خواص تک پہنچا دو یہ معارف الہیہ تھے جو حضور اکرم ﷺ کی امت کے خواص کا ملین کو نصیب ہوئے۔
- (۳) اخص الخواص تک پہنچا دو یہ حقائق و نتائج علوم و ذوقیہ تھے جو مخصوص حضرات کو نصیب ہوئے۔
- (۴) ایک ایسی قسم بھی تھی جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخصوص رکھے اور بس یہ وہی راز و اسرار تھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے درمیان ہیں جن کا اشارہ ”لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتُ الْخ“ میں ہے کیونکہ خاص عطیہ اور پوشیدہ راز تھا جسے افشاء نہ کیا گیا ایسے ہی حضور اکرم ﷺ کے وارثین کا ملین کا حال ہے کہ انہیں اس

مقام سے کچھ حصہ نصیب ہوتا ہے تو وہ کسی کو نہیں بتاتے آخرت میں اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ (روح البیان پارہ ۲۷، النجم، رکوع ۱)

جبریل بھی بے خبر

روى فى الأخبار أن جبريل عليه السلام نزل بقوله تعالى ”كَهَيْلَعَصَ“ فلما قال كاف قال النبى عليه السلام علمت فقال ها فقال علمت فقال يا فقال علمت فقال عين فقال علمت فقال صاد فقال علمت فقال جبريل كيف علمت ما لم أعلم. (روح البیان جلد ۱ صفحہ ۲۰)

جبریل علیہ السلام جب ”کَہَیْلَعَصَ“ لائے تو کہا کاف حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے جان لیا اس کے بعد عرض کی ہا آپ نے فرمایا میں نے جان لیا اس کے بعد عرض کی صاد آپ نے فرمایا جان لیا اس پر جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ نے کیسے جان لیا جو مجھے معلوم نہیں۔

اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو

جلتے ہیں جبریل کے پر جس مقام پر

بلند اس قدر ہے مقام محمد (ﷺ)

نہ پہنچے وہاں جبرائیل امین بھی

(روح البیان پارہ تحت الم)

برزخ کبریٰ

حضور اکرم ﷺ کے اس مرتبہ کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنے اشعار میں خوب نبھایا ہے ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں حیراں ہوں یہ بھی ہے خطایہ بھی نہیں وہ بھی نہیں حق یہ کہ ہیں عبدالہ اور عالم امکان کے شاہ برزخ ہیں وہ سرخدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں ان اشعار کی شرح میں فقیر نے بہت کچھ لکھا ہے ملاحظہ ہو ”شرح حدائق جلد ۴“

حل لغات ۲۴

کن فکان، ہو جاتو ہو گیا، عرش و فروش والوں کے آپ (ﷺ) بادشاہ ہیں آپ (ﷺ) کن فکان کے آفتاب ہیں۔

شرح

آپ ﷺ کی اس شعر میں دو شانیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) عرش و فرش والوں کے بادشاہ (ﷺ) عرش تا فرش خدا تعالیٰ کی خدائی کے ذرہ ذرہ کے بادشاہ اس لئے ہیں کہ آپ کو اللہ نے اپنی تمام خدائی کارسول بنایا ہے اور رسول اپنی امت کا بادشاہ ہوتا ہے۔

(۲) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے چار وزیر ہیں دو آسمانوں پر دو زمینوں پر۔ آسمانوں کے جبریل و میکائیل علیہما السلام اور دو زمینوں کے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ وزیر بادشاہ کے ہوتے ہیں عرش سے لے کر فرش تک کائنات کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے حکم کے تابع ہے اور آپ بخلافت و نیابت الہی جملہ کائنات کے بادشاہ ہیں۔

قرآن مجید میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ زمین و آسمان کی ہر شے انسان کے تابع ہے بشرطیکہ وہ خدا کا فرمانبردار ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ پاره ۲۵،
(سورۃ الجاثیہ، آیت ۱۳)

اور تمہارے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں اپنے حکم سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لئے۔

فائدہ

تسخیر کا معنی ہے کوئی شے کسی کے تابع کرنا اس کے قابو میں لانا عام تفسیر تو یہ ہے کہ جملہ کائنات انسان کی خدمت کے لئے ہے لیکن محققین اس کا معنی وہی کرتے ہیں جو حاجی امداد اللہ مہاجر کی نے فرمایا۔

عارف کامل پر ایک مقام آتا ہے جس میں وہ تمام جہاں پر متصرف ہو جاتا ہے اور ”وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ“ کا لفظ ظہور ہوتا ہے اور وہ صاحب اختیار ہو جاتا ہے۔ آپ غور کیجئے جب یہ ایک امتی عارف کا مقام ہے تو پھر نبی اور پھر سید الانبیاء کا مقام کیا ہوگا۔

فائدہ

حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید مندرجہ ذیل احادیث صحیحہ سے بھی ہوتی ہے۔

زمین و آسمان پر حضور ﷺ کی حکومت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے دو وزیر آسمان اور دو زمین پر ہوتے ہیں میرے آسمانی وزیر جبریل و میکائیل اور میرے زمینی وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ (ترمذی باب المناقب)

قبضہ

حضور اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ آپ کی ولادت مبارکہ کے بعد ان الفاظ میں اعلان ہوا تمام دنیا محمد ﷺ کے قبضہ میں ہے اور زمین و آسمان کی کوئی مخلوق ایسی نہیں جو ان کے زیر نگین نہ ہو۔ (زرقاتی)

زمین کی چابیاں

یہ منفقہ علیہ روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں سورہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی چابیاں لائیں گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ (البخاری صفحہ ۴۱۸)

جنت کی چابیاں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا روز قیامت جنت کی چابیاں میرے پاس ہوں گی مگر مجھے اس پر فخر نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں روز قیامت کرامت و حمد کا جھنڈا اور جنت کی چابیاں میرے پاس ہوں گی۔ (دلائل النبوة لابی نعیم جلد ۱ صفحہ ۶۴، ۶۵)

مزید دیکھئے فقیر کا رسالہ ”مفتاح اللہ فی ید حبیب اللہ“

حل لغات ۲۴

زیبا، خوشنما، راستہ، مناسب۔ والدہ (بکسر اللام) شیفتہ، سرگشتہ، عاشق و مفتون۔ شیدا (فارسی) عشق میں ڈوبا،

دیوانہ۔

ترجمہ

آپ (ﷺ) کا قد زیبا (خوشنما) دلوں کی راحت ہے دونوں عالم آپ کے عاشق اور دیوانے ہیں۔

شرح

حضور اکرم ﷺ نہ بہت لمبے تھے اور نہ کوتاہ بلکہ میانہ قد مائل بہ درازی تھے مگر جب لوگوں کے سامنے ہوتے تو سب سے بلند و سرفراز ہوتے حقیقت میں یہ آپ کا معجزہ تھا۔ جب علیحدہ ہوتے تو میانہ قد مائل بہ درازی ہوتے اور جب اوروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند دکھائی دیتے تاکہ باطن کی طرح ظاہر میں بھی آپ سے کوئی اونچا یا بڑا معلوم نہ ہو۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ما رأيت من ذى لمة أحسن فى حلة حمراء من رسول الله ﷺ له شعر يضرب منكبيه بعيد ما بين

المنكبين لم يكن بالقصير ولا بالطويل. (ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۶)

میں نے کوئی شخص لمبے بالوں والا سرخ حلہ میں حضور اکرم ﷺ سے خوبصورت نہیں دیکھا آپ کے بال کندھوں کے قریب پہنچے تھے آپ کا سینہ مبارک چوڑا تھا آپ نہ پست قد اور نہ دراز قد تھے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور اکرم ﷺ کے وصف بیان کرتے تو فرماتے

بالطویل الممغط ولا بالقصیر المتردد ، وكان ربعه من القوم ، ولم يكن بالجعد القطط ولا بالسبط

، كان جعدا رجلا ، ولم يكن بالمطهم ولا بالمكثم ، وكان فى وجهه تدوير ، أبيض مشربا حمرة ،

أدعج العينين أهدب الشفار ، جليل المشاش والكتد أجرد ذا مسربة شثن الكفين والقدمين ، إذا

مشى تقلع كأنما يمشى فى صيب وإذا التفت التفت معا ، بين كتفيه خاتم النبوة ، وهو خاتم

النبيين أجود الناس كفا ، وأرحب الناس صدرا ، وأصدق الناس لهجة ، وأوفى الناس ندمة وألينهم

عريكة وأكرمهم عترة من رآه بديهة هابه ، ومن خالطه معرفة أحبه ، يقول ناعته لم أر قبله ولا بعده

مثله ﷺ. (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۷)

آپ ﷺ نہ تو دراز قد تھے اور نہ پست قد بلکہ متوسط قامت تھے۔ آپ کے بال نہ بہت گھونگریا لے اور نہ بالکل سیدھے

کچھ بل کھائے ہوئے تھے آپ کا چہرہ گولائی کے ساتھ نہ پتلا تھا نہ موٹا۔ رنگ بالکل سفید نہ تھا بلکہ اس کی سفیدی میں سرخی

تھی آپ کی آنکھیں سیاہ اور پلکیں دراز تھیں آپ کے اعضاء کے جوڑ قوی اور شانے مضبوط تھے آپ کے جسم پر بال نہ تھے

صرف بالوں کی ایک دھاری تھی ناف سے سینہ تک گویا کہ وہ ایک شاخ ہے ہاتھ اور پاؤں مضبوط قوی دھڑلے گوشت تھے

جب چلتے تو قوت و وقار سے چلتے گویا کہ آپ ڈھالوں زمین پر نشیب کی طرف جا رہے ہیں ادھر ادھر دیکھتے تو پورے

جسم کے ساتھ متوجہ ہوتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے لوگوں میں بڑے نخی کشادہ

دل تھے قول میں سب سے زیادہ سچے، طبیعت میں سب سے زیادہ نرم، شرف و بزرگی میں سب سے زیادہ مکرم تھے جو بھی

آپ کو یکا یک دیکھتا اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور جو آپ سے ہم کلام ہوتا اور اختلاط رکھتا اس کے دل میں محبت پیدا ہو

جاتی غرضیکہ آپ کی نہ آپ سے پہلے (کسی نے) دیکھا اور نہ بعد میں آپ پر اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

كان رسول الله ﷺ ليس بالذاهب طوًلاً، وفوق الربعة إذا جامع القوم غلجهم رقتاني على
المواهب صفحہ ۱۹۸ جلد ۴، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۷۲)

حضور لمبے نہیں تھے لوگوں کے ساتھ ہوتے تو سارے لوگوں میں طویل ہوتے۔

امام ابن سبع اور زریں نے آپ کے خصائص میں ذکر فرمایا ہے

إنه كان إذا جلس يكون كتفه أعلى من جميع الجالسين. (زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۰۰)

جب آپ لوگوں میں بیٹھتے تھے تو آپ کا کندھا سب سے اونچا ہوتا۔

اشعار مشنوی رضا

- | | |
|------------------------------|----------------------------------|
| از دعا گویاں خلیل مجتبیٰ | (۳۵) جان اسمعیل پررویش قدا |
| ہست عیسیٰ از هواخواہان او | (۳۶) گشت موسیٰ در طوی جویان او |
| چاکر انش سبز پوشانِ قلک | (۳۷) بند گانش حور و غلمان و ملک |
| بحر مکنونات اسرارِ ازل | (۳۸) مہر تابان علوم لم یزل |
| گفت من باشم بعلم اندر قرید | (۳۹) ذرہ زان مہر بر موسیٰ دمید |
| تا کلیم اللہ راشد اوستاد | (۴۰) رشحہ زان بحر بر خضر اوقتاد |
| لیک مجبورم ز قہم اغیا | (۴۱) پس و رازیں قدر شاہ انبیا |
| حاش للہ اینہمہ تفہیم راست | (۴۲) وصف او از قدرت انسان و راست |
| ماہر وے دلبر غنچہ دھن | (۴۳) لذت دیدار شوخے سیم تن |
| رشد گل شیریں ادا نازک تنے | (۴۴) فتنہ آئینے خرامان گلشنے |
| گوز عشق و حسن تا آگہہ بود | (۴۵) گر بخواہی قہم او مروی کند |
| لب بفریاد و قغان نا آشنا | (۴۶) ناکشیدہ منت تیر جفا |
| بر لبش نامد ز ہجران یارلی | (۴۷) دل نشد خون نابہ دریاد لیے |
| جز کہ گوئی چوں شکر شیریں بود | (۴۸) مرغ عقلش بے پرو بالے شود |
| از کجا این لذت و شکر کجا | (۴۹) گر چہ خود داند اسیر دلربا |

- (۵۰) زین مثل شدی از نیش و نوش لیک من بار دگر رقتم ز هوش
- (۵۱) مامن از تمثیل مے کردم طلب باز رقتم سوئے تمثیل اے عجب
- (۵۲) زین کرو قدو عجب واہ مانده ام حیرت اندر حیرت اندر حیرتم
- (۵۳) این سخن آخر نہ گردد از بیان صدابد پایاں رودا و همچنان
- (۵۴) نیست پایا لش الی یوم التناد ختم کن واللہ اعلم بالرشاد
- (۵۵) خامشی شد مهر لبھائے بیان باز گرداں سوئے آغازش عنان
- (۵۶) این چنین صدیافتن انگیتختند بر سر خود خاک ذلت ریختند
- (۵۷) فرقه دیگر ز اسمعیلیان بسته در توهین آن سلطان میان
- (۵۸) درد دل شان قصد تازہ قتها بر لب شان این کلام ناسزا
- (۵۹) کہ بہ شش طبقات زیریں زمین حق فرستاد انبیاء و مرسلین
- (۶۰) شش چو آدم شش چو موشی شش مسیح شش خلیل اللہ شش نوح و ذبیح
- (۶۱) ہمدراںھا شش چو ختم الانبیاء مثل احمد در صفات اعتلا
- (۶۲) بامحمد ہر یکے دارد مرے در کمالِ ظاہر و باطنے

حل لغات ۲۵

فدا، دوسرے کے عوض جان دینے والا اور صدقہ، نچھاور، عاشق فریفتہ۔ مجتبیٰ، پسند کیا ہوا، چنا ہوا۔

ترجمہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان آپ کے چہرہ اقدس پر فریفتہ ہے حضرت خلیل علیہ السلام برگزیدہ پیغمبر بھی آپ کے دعا گوؤں میں سے ہیں۔

شرح

اس بیت میں دو پیارے پیغمبروں کا ذکر خیر ہے اور دونوں آپ ﷺ کے اجداد میں سے ہیں۔

(۱) حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کے چہرہ اقدس پر فدا۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ ﷺ دعا گو ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب خانہ کعبہ کی

تعمیر فرما رہے تھے اس وقت آپ نے دعا مانگی تھی

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا . (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۹) اے رب ہمارے بھیج ان میں ایک رسول۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

أنا دعوة أبي إبراهيم وكان آخر من بشرني عيسى ابن مريم۔ (ابن عساکر)

میں اپنے ظاہری باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور سب سے آخر میں جس نے میری آمد کی بشارت دی وہ عیسیٰ ہیں۔

حل لغات ۲۶

طوی، وادی کا نام ہے۔ قرآن مجید میں ہے

إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (پارہ ۶، سورۃ طہ، آیت ۱۲) بیشک تو پاک جنگل طوی میں ہے۔

خیر خواہ، خیر اندیش، محبت۔

ترجمہ

موسیٰ علیہ السلام وادی طوی پر آپ کے متلاشی تھے عیسیٰ علیہ السلام آپ کے محبوبوں میں سے ہیں۔

شرح

اس بیت میں دو پیارے پیغمبروں کا ذکر خیر ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو حضور اکرم ﷺ کی تلاش تھی یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ آپ اپنے خسر حضرت شعیب

علیہ السلام کی اجازت حاصل کر کے اپنی زوجہ بی بی صفورا کو لے کر مدین سے مصر کی طرف اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے چلے۔

شام کے بادشاہوں کے خوف سے سڑک چھوڑ دی جنگل کا راستہ اختیار فرمایا حضرت صفورا حاملہ تھیں رات کے وقت کوہ

طور کے قریب پہنچ کر آپ کو دردِ ذہ شروع ہوا۔ رات اندھیری تھی سخت سردی پڑ رہی تھی آگ اور دانی کی ضرورت پیش آئی

موسیٰ علیہ السلام دور سے روشنی ملاحظہ فرما کر سمجھے کہ وہاں آگ ہے وہاں عناب یا بنفشہ کا سبز درخت دیکھا جو اوپر سے نیچے

تک روشن تھا مگر نہ تو آگ سے اس کی سبزی میں فرق نہیں آیا نہ درخت کے سبز پانی سے آگ بجھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے

إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَأَخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (پارہ ۶، سورۃ طہ، آیت ۱۲)

بیشک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار ڈال بیشک تو پاک جنگل طوی میں ہے۔

فارسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے یا عرش کے نور سے سوئی کے ناکہ برابر اپنا جلوہ ظاہر فرمایا اس کے

باوجود

موسیٰ بیہوش رفت زیر توصفات تو عین ذات می نگری در تبسمی

موسیٰ علیہ السلام صفاتی پر تو سے بیہوش ہو گئے تو عین ذات کو دیکھ کر تبسم فرماتے رہے۔

عیسیٰ علیہ السلام تو مستقل طور پر امتی بھی ہیں جو عالم دنیا میں امتی بن کر تشریف لائیں گے جس کا مختصر بیان اسی

شرح مثنوی کے ابتداء میں ہو چکا۔

ترجمہ ۲۷

حور و غلاماں اور تمام فرشتے آپ (ﷺ) کے نیاز مندوں میں سے ہیں اور تمام آسمانی سبز پوش مخلوق آپ کے نوکر

و غلام ہیں۔

شرح

حور و غلمان اور تمام ملائکہ اور آسمانی سبز پوش مخلوق سب آپ کے غلام بے دام ہیں کیوں نہ ہو جبکہ ان کے بھی نبی

اور مرشد ہیں۔

فرشتوں کا صدر

سیدنا جبریل علیہ السلام صدر الملائکہ ہیں لیکن یہاں گدائے مدینہ اور خادم دربان محمد ﷺ۔

غزوہ بدر میں

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو انیس تھی لیکن اس شرمزہ قلیبہ کے مقابلہ میں کفار کا ٹڈی دل لشکر الٹا چلا

آتا تھا۔ حضور ﷺ نے جب اس منظر کو دیکھا تو درگاہ الہی میں اپنے اپنے گورے گورے نازک ہاتھ اٹھائے۔ اٹھانے کی

دیر تھی کہ دفعتاً ایک ہزار فرشتوں کی روحانی فوج حضور ﷺ کے صحابہ کی مدد کے لئے آ کر کھڑی ہو گئی ان کے سپہ سالار

جبریل علیہ السلام تھے۔

ملائکہ خادمان محمد ﷺ

ملائکہ کے اس لشکر نے جس طرح مسلمانوں کی مدد کی اس کی کیفیت مسلم شریف باب امداد الملائکہ کتاب الجہاد

میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں ایک مسلمان ایک کافر کا تعاقب کر رہا تھا کہ اس نے کافر کے اوپر سے کوڑے کی آواز سنی اور سوار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آگے بڑھ اے ”حیزوم“ یہ کہنا تھا کہ کافر زمین پر چیت گر پڑا۔ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر اس کافر کی لاش کو دیکھا تو اس کے ناک میں سوراخ ہو گیا تھا جس میں نیل پڑی ہوئی تھی اور تمام چہرہ پھٹ گیا تھا اور اس میں نیلی بدھیاں پڑ گئیں تھیں جب ایک صحابی نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو یہ تیسرے آسمان کی مدد ہے۔

غزوہ احد میں

اسی طرح غزوہ احد میں مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلہ میں بہت کم تھی مسلمانوں کو یہ دیکھ کر اضطراب ہوا لیکن حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو تسلی دی اور فرمایا کہ اپنی قلت تعداد اور بے سرو سامانی پر نہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہزاروں فرشتوں سے تمہاری مدد کریگا چنانچہ سورہ آل عمران اور انفال میں اللہ عزوجل نے ان دونوں واقعوں کو با تفصیل ذکر فرمایا ہے۔

خاص ملک

ایک شب سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ان هذا الملك لم ينزل الارض قبل هذا الليلة (ترمذی مناقب حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ))

جبریل و میکائیل

بارگاہ نبوی میں ملکوتیوں کے شہنشاہ نوریوں کے سردار فرشتوں کے سرخیل جبریل امین اور مکرم و معظم فرشتہ میکائیل کی حاضری بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

غزوہ بدر میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا دیکھو یہ جبریل اپنے گھوڑے کی لگام تھامے کھڑے ہیں غزوہ خندق سے جب حضور اکرم ﷺ مسلمانوں کی فوج کو لے کر واپس تشریف لائے تو جبریل نے سامنے آ کر عرض کی سرکار ﷺ آپ نے ہتھیار رکھول دیئے ہیں حالانکہ ہم اب تک مسلح ہیں اور بنو قریظہ کو ابھی ان کی عداوت کا صلہ دینا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے دربار میں جبریل کی آمد کا کوئی وقت مقرر نہ تھا صبح و شام روز و شب صلح و جنگ ہر موقع پر فیضان الہی کا سرچشمہ ابلتا رہتا تھا ہاں سب سے زیادہ جبریل کی آمد رمضان شریف میں ہوئی تھی جس میں وہ ہر روز حاضر ہو کر قرآن حکیم کا دورہ کرتے تھے۔

اسی طرح میکائیل علیہ السلام بھی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے معراج کے موقع پر شق صدر کی خدمت

انہی کے پردہ تھی۔ غزوہ احد میں جو دو فرشتے دشمنوں سے حضور اکرم ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے وہ جبریل و میکائیل ہی تھے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کے حضور نوریوں کا ہجوم رہتا تھا اور ملائکہ شمع نبوت سے فیض حاصل کرنے کے لئے ہر وقت حاضر رہتے تھے۔

فہرست ملائکہ خدام

یہ باب بھی خاصہ طویل ہے دفاتر بھی ناکافی چند نمونے حاضر ہیں۔

جبریل امین علیہ السلام

تمام ملائکہ کے صدر صاحب ہیں لیکن ہمارے حضور ﷺ کے خصوصی خادم ہیں نہ کبھی ایسی خدمات کے لئے دیگر انبیاء علیہم السلام کے ہاں گئے اور ان جیسی خدمات مصطفیٰ ﷺ کسی فرشتے کو نصیب ہوئی۔

جبریل علیہ السلام چیتے کی شکل میں

خدمت کے لئے خادم کو ہر طرح کا بھیس بدلنا پڑتا ہے چنانچہ جب ابو جہل نے حضور ﷺ کو پتھر سے شہید کرنے کی ناپاک کوشش کی اور وہ آپ کے قریب آیا تو اس نے شانہ ہائے اقدس پر ایک بہت چیتے کو دیکھا جس سے ڈر کر بھاگا اور ایسا مبہوت ہوا کہ پتھر ابو جہل کے ہاتھ سے گر گیا۔ دربار نبوت میں اس واقعہ کا ذکر کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ذلک جبریل لو دنی منی لا خذہ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۷۷)

یہ جبریل تھے جو ہمارے گھر کی دربانی کر رہے تھے اگر ابو جہل ہم سے قریب ہوتا تو وہ اسے پکڑ لیتے۔

دار ملائکہ

حضور ﷺ کے شہر کی چوکیداری کے لئے فرشتے مقرر ہیں امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ و مکہ معظمہ ملائکہ کی حفاظت میں ہیں

علی کل نقب منهم ملک لا یدخلها الطاعون والدجال (جواہر جلد ۱ صفحہ ۲۹۹)

ان شہروں کے ہر کونہ پر فرشتے چوکیدار ہیں جو دجال اور طاعون کو مدینہ میں نہ داخل ہونے دیں گے۔

جبریل امین شب معراج

کا فوری لبوں سے سیدنا جبریل علیہ السلام نے جگایا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں بیدار ہوا دیکھا کہ میرے ہاں جبریل علیہ السلام حاضر ہیں میں نے کہا اے جبریل

علیہ السلام کیوں آئے ہو؟ عرض کی

یا محمد إن ربی تعالیٰ بعثنی الیک امرنی أن آتیہ بک فی هذه الليلة بکرامة لم یکرّم بها أحد قبک

ولا یکرّم بها أحد بعدک فإنک ترید أن تکلم ربک وتنظر إلیه وترى فی هذه الليلة من عجائب ربک

وعظمتہ وقدرتہ . (روح البیان پارہ ۱۵)

اے محبوب ﷺ رب تعالیٰ نے مجھے بھیجا تا کہ میں آپ کو اسی شب تعظیم و تکریم سے لے جاؤں آپ سے پہلے کسی کی تعظیم

نہ ہوئی اور نہ آپ کے بعد ہوگی آپ چاہیں تو آج رات اپنے رب سے کلام کریں اس کے عجائبات دیکھیں اور اس کی

قدرت و عظمت کا مشاہدہ فرمائیں۔

صبح و شام حاضری

حضور اکرم ﷺ کا روضہ اقدس تجلی الہی کا گھر اور عطاء ایزی کا مسکن ہے روضہ منورہ پر ہر وقت ستر ہزار ملائکہ

حاضر رہ کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہیں۔ ستر ہزار فرشتے صبح کو آتے ہیں اور عصر کے وقت ان کی تبدیلی ہو جاتی ہے ان کی

جگہ ستر ہزار دوسرے فرشتے حاضر ہوتے ہیں جو صبح تک رہتے ہیں یوں ہی یہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے جو فرشتے ایک

بار روضہ اقدس پر حاضری دے چکے اب قیامت تک انہیں حاضری نصیب نہیں

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب بے حکم کیا مجال پرندے کو پر کی ہے

ملائکہ کی یہ تبدیلی اس لئے ہے تاکہ تمام فرشتے مزار پر انوار کی زیارت سے مشرف ہو جائیں اگر یہ تبدیلی نہ ہو تو

کروڑوں ملائکہ اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جائیں

یہ بدلیاں نہ ہوں تو ہزاروں کی آس جائے اور بارگاہ مرحمت عام وتر کی ہے

امام ابو نعیم کعب احبار سے روایت کرتے ہیں

ما من یوم یطلع الا نزل سبعون ألفا من الملائكة حتی یحفوا بقبر النبی ﷺ یضربون بأجنحتهم

ویصلون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی إذا أمسوا عرجوا وھبط مثلهم فصنعوا مثل

ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا اَنْشَقَّتْ عَنْهُ الْاَرْضُ (جواہر جلد ۱ صفحہ ۵۶۶، شفاء السقام صفحہ ۱۵۵)

ابو نعیم کعب احبار سے راوی ہیں کہ ہر صبح کو ستر ہزار ملائکہ روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں روضہ مبارک پر اپنے پروں کو ملتے ہیں اور حضور پر درود بھیجتے ہیں اور شام کو واپس چلے جاتے ہیں اور انہی کی مثل شام کو دوسرے فرشتے آجاتے ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح قیامت تک جاری رہے گا۔

فائدہ

غور فرمائیے معصوم فرشتے تمنا کیں کریں، مجلسیں، تہذیبیں مگر دوبارہ روضہ انور پر حاضری نصیب نہ ہوا مگر امت مرحوم پر یہ رحمت ہے کہ چاہے عمر بھر مدینہ میں پڑے رہیں۔

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

امت کے درود و سلام کے خدام

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ ملائکۃ سیاحون فی الارض یبلغونی من امتی

السلام۔ (رواہ نسائی والدارمی، مشکوٰۃ شریف)

حضرت انس فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ کے کچھ فرشتے زمین میں سیر و سیاحت کرتے ہیں جو میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

فائدہ

حبیب خدا ﷺ نے امت کی عزت افزائی کی کہ ان کے درود و سلام بصد اعزاز و اکرام بارگاہ رسول ﷺ میں پہنچے اس سے الٹا بعض جاہلوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضور اکرم ﷺ درو والوں کا درود نہیں سن سکتے حالانکہ حدیث شریف میں سننے کی نفی نہیں اور نہ ہی آپ کے لئے غیر ممکن ہے جب کہ آپ کا ایک خادم خاص فرشتہ ہر وقت سرہانے کھڑا تمام لوگوں کے درود سن کر بارگاہ حضور میں نام لے کر عرض کرتا ہے جب کہ آپ کے ایک معمولی خادم کا یہ منصب ہے تو آپ کے نہ سننے کا کیا معنی۔ صرف فرشتوں کے پہنچانے سے سمجھ لیا جائے تو بھی جہالت ہے اس لئے کہ ہمارے اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں فرشتے پہنچاتے رہتے ہیں تو وہاں بھی یہی کہیں گے کہ اللہ (معاذ اللہ) کچھ نہیں جانتا سنتا بلکہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔

ابن عساکر حضرت کعب احبار سے راوی ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد تم

میرے خلیفہ ہولہذا ذکر خدا کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ بھی کرنا کیونکہ جب میں نے سموت کا طواف کیا تو آسمان کے ہر گوشہ پر حضور کا نام منقوش فرمایا ہے

وَأَنْ رَبِّي اسْكُنِي الْجَنَّةَ فَلَمْ أَرِ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا وَلَا غُرْفَةً إِلَّا اسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوبًا عَلَيْهِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوبًا عَلَى نَحْوِ الْحُرِّ الْعَيْنِ وَعَلَى وَرْقِ قَصَبِ آجَامِ الْجَنَّةِ وَعَلَى وَرْقِ شَجَرَةِ طُوبَى وَعَلَى وَرْقِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَعَلَى أَطْرَافِ الْحَجَبِ وَبَيْنَ أَعْيُنِ الْمَلَائِكَةِ فَأَكْثَرَ ذِكْرَهُ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَذْكُرُهُ فِي كُلِّ سَاعَاتِهَا. (خصائص جلد ۱ صفحہ ۷)

جب میرے رب نے مجھے جنت میں سکونت عطا فرمائی تو جنت کے ہر قصر ہر محل ہر غرفہ ہر عین کی پیشانی شجرہائے جنت و اوراق سدرہ و طوبی جب کے اطراف اور ملائکہ کی آنکھوں کے درمیان حضور اکرم ﷺ کا نام نامی مکتوب پایا ہے لہذا ان کے ذکر سے غافل نہ رہنا کیونکہ ملائکہ بھی اس نبی معظم کے ذکر سے رطب اللسان رہتے ہیں۔

فرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ عرش پہ طرفہ دھوم و ہام کان جدھر لگائے تیری ہی داستان ہے

جنت کے دروازے پر حضور کا نام

ابن عسا کر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

مکتوب علی باب الجنة لا اله الا الله محمد رسول الله

جنت کے دروازہ پر لا اله الا الله محمد رسول الله مسطور ہے۔

جنت کی ہر چیز پر حضور اکرم ﷺ کا نام

ابو نعیم حلیہ میں حضرت ابن عباس سے راوی ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا

ما فی الجنة شجرة ولا ورقة الا مکتوب علیها لا اله الا الله محمد رسول الله

جنت کا کوئی درخت کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جس پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھا نہ ہو۔

عرش اور سموت پر حضور ﷺ کا نام

ابن عسا کر حضرت علی سے راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ما مررت لسماء الا وجدت اسمی فیها ورايت علی العرش مکتوباً لا اله الا الله محمد رسول الله

شب معراج میں جس آسمان سے گزرا اس پر میں نے اپنا نام مسطور پایا اور میں نے عرش پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھا

دیکھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی

امام طبرانی حضرت عبادہ بن صامت سے راوی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

کان نقش خاتم سلیمان لا اله الا الله محمد رسول الله

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ پر لا اله الا الله محمد رسول الله منقوش تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں پر

بین کتفی ادم مکتوب محمد رسول الله خاتم النبیین

آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان محمد رسول خاتم النبیین مسطور تھا۔

فائدہ

اللہ رب العزت نے اپنے نام کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا نام بھی مکتوب فرمایا ہے جو اس طرف اشارہ ہے کہ ان اشیاء کے بنانے والا خالق حقیقی خدا ہے اور نبی علیہ کو مختار بنایا ہے۔

حل لغات ۲۸

ہایزل، جسے زوال نہ ہو اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔ مکنونات، مکنوں کی جمع ہے چھپا ہوا، ڈھکا ہوا۔ ازل جس کی

ابتداء نہ ہو۔

ترجمہ

علوم باری تعالیٰ کے آپ (ﷺ) چمکدار اور آفتاب ہیں باری تعالیٰ کے پوشیدہ اسرار کے آپ (ﷺ) سمندر

ہیں۔

علم غیب گلی

اس بیت میں علم غیب کلی بہ عطاء الہی کی طرف اشارہ ہے اور اس موضوع پر ہزاروں تصانیف اہل سنت موجود

ہیں ان کا استدلال احادیث مبارکہ کے قرآنی آیات کی تصریحات سے ہے چند نمونے ملاحظہ ہوں

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

تفسیر اتقان جلد ۲ از علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا

عن ابی بکر بن مجاہد انه قال یوما ما من شئی فی العالم الا وهو فی کتاب اللہ

ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے کہا کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن مجید میں نہ ہو۔

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيلُ كُلِّ شَيْءٍ (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت ۱۱۱)

یہ کوئی بناوٹی کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان۔

مَا فَرَطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا۔

جب قرآن مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی کس درجے کا مفصل اور اہل سنت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوا اور منجملہ موجودات کے لوح محفوظ بھی ہے تو بالضرورت یہ بیانات محیط اس کے مکتوبات کو بھی بالتحصیل شامل ہوئے اب یہ بھی قرآن عظیم سے پوچھئے کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌّ (پارہ ۲۷، سورۃ القمر، آیت ۵۳) اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہے۔

وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (پارہ ۲۲، سورۃ یسین، آیت ۱۲)

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔

وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۵۹)

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

اور اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ نکرہ تحت نفی عموم کا فائدہ دیتا ہے اور عام فائدہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص

ہمیشہ ظاہر پر معمول رہیں گے بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے نہ حدیث

احاد اس کی تخصیص کر سکتی ہے اگرچہ کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو جو کہ عموم قرآن کی تخصیص کر سکے بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے

اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نہیں ہٹاتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی قیاس سے تخصیص ہو سکے۔

فائدہ

ان آیات سے نتیجہ نکلا کہ حضور اکرم ﷺ کو تمام خلق کے علوم سے زیادہ اور وسیع تر سب سے اعلیٰ، سب سے افضل، سب سے بہتر، سب سے بڑھ کر ہے۔ ماضی کا علم ہو یا حال و مستقبل کا، دنیا کا علم ہو یا آخرت کا، عالم شہادت کا علم ہو یا عالم غیب کا غرض خداوند قدوس نے رفتہ رفتہ آپ کو ازل سے ابد تک تمام ماکان و مایکون کا علم شہادت و علم غیب سب کچھ عطا فرما دیا یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہوگا سب آپ کے قلب رسالت میں جلوہ گر اور آپ کی نگاہ نبوت کے پیش نظر کر دیا یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے جانے کے وقت آپ کا علم اس قدر کامل و مکمل بلکہ اکمل ہو گیا کہ ملک و ملکوت کے ذرات و جود میں کوئی ایسا ذرہ نہیں کہ جس کی آپ کو خبر نہ ہو اور شجرات کائنات میں کوئی پتہ ایسا نہیں جو آپ کی چشم رسالت سے پوشیدہ ہو۔ ہم تمہارے اور سارے عالم کے اقوال و افعال اور اعمال و احوال سب کچھ حضور کے پیش نظر ہے اور آپ ان سب کو اس طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں جس طرح اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

سرعرش پر ہے تری گز ردل فرش پر ہے تری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

حل لغات ۲۹

فرید، جس کا کوئی ثانی نہ ہو، یکتا، بے مثال۔

ترجمہ

اسی آفتاب سے ایک ذرہ موسیٰ علیہ السلام پر چکا تو کہنے لگے علم میں میرا ثانی کوئی نہیں۔

شرح

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے علم پر ناز فرمایا جس کا ذکر بخاری شریف میں ہے اسی فقر کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو خضر علیہ السلام کے پاس جانے کا حکم فرمایا اس کا ذکر ابھی آرہا ہے اور فیوض الرحمن تفسیر روح البیان میں اس سے مزید تفصیل ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام علمی وسعت کے باوجود ہمارے حضور اکرم ﷺ کے علوم کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے جیسا کہ صاحب روح البیان پارہ ۳ میں لکھا کہ اولیاء کے علوم انبیاء کے علوم سے وہ نسبت رکھتے ہیں جو قطرے کو سات

دریاؤں سے اور انبیاء کے علوم کو ہمارے نبی ﷺ کے علم سے وہی نسبت ہے جو مذکور ہوئی اور ہمارے نبی پاک ﷺ کے علوم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے بھی وہی نسبت ہے۔

قصیدہ بردہ شریف میں ہے

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسٌ غَرَقًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّيمِ
وَوَاقِفُونَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمْ مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ أَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحَكَمِ

اور تمام پیغمبران عظام علی نبینا وعلیہم السلام حضور اکرم ﷺ کے دریائے معرفت اور بارانِ رحمت سے پانی کے چلویا قطرہ آب کی درخواست کرتے ہیں۔

تمام رسل کرام علی نبینا وعلیہم السلام حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی اپنی حد پر اس طرح کھڑے ہیں جیسے نقطہ اور اعراب اپنی جگہ پر متمکن ہوتے ہیں اور حد سے متجاوز نہیں ہوتے۔

شرح اشعار مذکورہ

کائنات کے علوم اگرچہ کثیر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے بمنزلہ ایک قطرہ کے مطابق حضور اکرم ﷺ سے علم حاصل کر رہا ہے کسی کو حق نہیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ سے آگے بڑھے یا ان سے پہلے کچھ حاصل کر سکے۔

امام ابن حجر کی رحمہ اللہ نے ام القری شریف میں فرمایا

وسع العالمين علماء رسول اللہ ﷺ کا علم تمام جہان کو محیط ہے۔

امام ابن حجر اس کی شرح میں فرماتے ہیں

لان الله تعالى اطلعه على العالم فعلم علم الاولين والآخرين ما كان ويكون

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو تمام ماسوائے اللہ پر اطلاع دی تو اولین و آخرین ماکان وما يكون سب کا علم حضور کو حاصل ہوا۔

امام زین العابدین عراقی استاذ امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ شرح مہذب اور علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں

انه ﷺ عرضت عليه الخلاق من لدن آدم عليه الصلوة والسلام الى قيام الساعة فعرفهم كلهم

کما علم آدم الاسماء

اللہ عزوجل کی جتنی مخلوق ہے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیام قیامت تک سب حضور اکرم ﷺ پر پیش کی گئی تو حضور ﷺ نے سب کو پہچان لیا جس طرح آدم علیہ السلام کو تمام نام تعلیم ہوئے تھے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کی شان تو ارفع واعلیٰ ہے آپ کی امت کے اولیاء کا یہ حال ہے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب انفس العارفين میں شیخ ابوالرضا رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا کہ اگر ایک چیونٹی تخت العری میں ہو اور اس کے دل میں سو خیالات ہوں تو میں ان میں سے ننانوے خیالات کو جانتا ہوں۔

فائدہ

جب حضور اکرم ﷺ کی امت کے علماء و اولیاء کے علم مافی الصدور کا یہ حال ہے تو آقائے کائنات، امام الانبیاء و الاولیاء علیہ السلام کے علم مبارک کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

حل لغات ۴۰

رنجہ، قطرہ۔

ترجمہ

اس بحر علوم کا ایک قطرہ خضر علیہ السلام کو نصیب ہوا تو درموی علیہ السلام (کلم اللہ) کے استاد ٹھہرے۔

شرح

اس بیت میں دو پیغمبروں کا ذکر خیر ہے۔ (۱) موسیٰ علیہ السلام (۲) خضر علیہ السلام۔

ان دونوں کا علم رسول اللہ ﷺ کے بحرِ خار کا ایک قطرہ ہے نہ صرف یہ بلکہ جملہ علوم انبیاء علیہم السلام حضور ﷺ کے علمی سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔ حضرت امام بوصری رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے

فان من جودک الدنيا وضرتها ومن علومک علم اللوح والقلم

بیشک آپ کے جود و کرم سے دنیا اور اس کی ضد (آخرت) کا وجود ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کا حصہ ہے۔
حضرت ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں

علمهما انما یکون سطر امن سطور من علمه ثم مع هذا من برکة وجوده ﷺ

لوح و قلم کا تمام علم (جس میں ماکان و یکون سب بالتفصیل مندرج ہے) حضور اکرم ﷺ کے دفتر علم سے ایک سطر ہے پھر بایں ہمہ وہ

حضور ہی کی برکت سے ہے۔

اور لوح و قلم میں کیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ ان اول ما خلق الله القلم قال ما الکتب قال الکتب

القدر فکتب ما کان وما هو کائن الى الابد. (رواه الترمذی)

یعنی ترمذی شریف میں حضرت عباده بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کر کے فرمایا کہ لکھ قلم نے عرض کیا کہ کیا لکھوں فرمایا جو کچھ ازل سے ابد الابد تک ہونے والا ہے پس قلم تو فوراً بحکم ایزدی تمام اموراتِ مقدرہ ماکان وما یکون ابتداء عالم سے انتہائے موجودات تک (لوح محفوظ) پر لکھا اور کوئی واقعہ یا حادثہ ایسا نہیں ہے جو اس میں مرقوم نہیں ہوا ہو۔

فائدہ

یہ لوح و قلم کا علم ہے اور یہ حضور اکرم ﷺ کے علوم کے سامنے ایک قطرہ ہے۔

علم موسیٰ و خضر علی نبینا وعلیہما السلام

فقیر یہاں پر دونوں پیغمبروں کے متعلق تفسیر روح البیان سے تلخیص کے طور پر کچھ عرض کرتا ہے مروجی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام قبطیوں کے مرثئے کے بعد ملک مصر پر قابض ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی قوم کو وعظ سنانے کا فرمایا جس کا موضوع کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیسی اعلیٰ نعمتوں سے نوازا چنانچہ آپ نے اپنی قوم کو نہایت بہترین انداز میں وعظ فرمایا جس سے بنی اسرائیل خوب روئے اور ان کے دلوں پر آپ کی وعظ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ بنی اسرائیل کے علماء میں سے کسی نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ نے عتابِ محبوبانہ فرماتے ہوئے حکم دیا کہ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا تھا آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ سے میرا ایک اور بندہ بڑا عالم جو دو دریاؤں کے مجمع میں رہتا ہے اس کا خضر نام ہے۔

فائدہ

خضر علیہ السلام افریدوں عادل عاقل بادشاہ کے زمانہ میں تھے یہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے اور ذوالقرنین اکبر کے ابتدائی دور میں تھے اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ نبوت تک زندہ تھے اب بھی زندہ ہیں ان کی نبوت کا دور کشا سف بن لہر اسب کے زمانہ میں تھا۔ (کذافی تاریخ ابن اثیر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ میں خضر کو کہاں تلاش کرو اور وہ مجھے کس طرح مل سکتے ہیں اس کا کوئی آسان طریقہ بتائیے تاکہ میں اسے آسانی سے مل سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ چٹان کے نزدیک مجمع البحرین میں اس کی ملاقات کر سکتے ہیں لیکن آپ اپنا زادراہ ساتھ لے جائیں یعنی مچھلی بھون کر ایک جھولے میں ڈال کر اپنے ساتھ رکھیں تاکہ بھوک ستائے تو بھیک نہ مانگنی پڑے لیکن جب یہ مچھلی دریا میں غوطہ لگائے تو سمجھنا یہیں پر میرا بندہ ہوگا آپ نے مچھلی بھون کر جھولے میں رکھ دی اور اپنے خادم سے فرمایا کہ جہاں یہ مچھلی دریا میں غوطہ لگائے تو مجھے مطلع کرنا۔

یہودی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں اس مقام پر جس میں موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اس سے موسیٰ بن عمران علیہ السلام مراد نہیں بلکہ یہ موسیٰ بن یثا بن یوسف نبی علیہ السلام تھے یہ بھی نبی تھے اور یہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے پہلے تھے ان کا وہم اس لئے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے افضل ہیں اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات بارہ ہیں اور کلیم خدا بھی اور خضر علیہ السلام کا یہ مرتبہ کہاں اسی لئے وہ مفضل تھے اور افضل مفضل سے استفادہ نہیں کرتا یہ ان کا صرف وہم ہے ورنہ کامل عالم افضل ہو کر بہت سے امور سے بے خبر ہوتا ہے اور یہ کوئی عیب بھی نہیں اور فاضل مفضل بھی ہوتا ہے اگرچہ من وجہ سہی اس معنی پر یقیناً اس سے موسیٰ بن عمران علیہ السلام مراد ہیں اگر وہ دوسرے موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو اسے مقید بہ قید اضافی بیان کیا جاتا اس لئے کہ مشہور و معروف شخصیت کے ہم نام کو جب کسی وقت لکھنا یا کہنا پڑتا ہے تو اس کے ساتھ کسی دوسرے لفظ کا اضافہ ضروری ہوتا ہے مثلاً سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہم نام ایک اور امام ابو حنیفہ گزرا ہے اب اس کو ثانی ابو حنیفہ جب لکھا جائے گا تو اس کے دینوری کا لفظ ضرور ہوگا مثلاً کہا جائے گا ”قال ابو حنیفہ الدینوری“ ورنہ مطلقاً ابو حنیفہ لکھا ہوگا تو وہاں امام صاحب کے سوا کوئی اور مراد نہ ہو سکے گا ایسے یہاں سمجھئے کہ موسیٰ علیہ السلام کو مطلق کہا گیا ہے اگر ان کے علاوہ دوسرے موسیٰ علیہ السلام مراد ہوتے تو ان کے ساتھ موسیٰ بن یثا بن یوسف لکھا جاتا۔

نکتہ

صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا قرآن کی آیت مجمع البحرین سے خود موسیٰ و خضر علیہم السلام مراد ہیں ان کی کثرت علمی کی وجہ سے انہیں بحرین سے تعبیر کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام علم ظاہر کے دریا تھے۔

اگرچہ آپ میں بھی علم بطون کی کمی نہیں تھی لیکن چونکہ آپ شریعت کے پاسبان تھے اسی لئے آپ میں علم ظاہر کا

غلبہ تھا اور خضر علیہ السلام علم باطن کے دریا تھے یعنی آپ پر علم بطون کا غلبہ تھا اور انبیاء علیہم السلام چونکہ صفت جمال و جلال کے مظاہر ہیں اسی لئے ان کے مراتب میں فرق ہوتا ہے۔

ملاقات

دونوں پیغمبروں کی ملاقات اور ان کا واقعہ قرآن پاک پارہ ۱۶، ۱۵ میں ہے اور ان کی تفصیلی گفتگو بھی۔ حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق چند امور حاضر ہیں۔

وجہ تسمیہ خضر علیہ السلام

خضر علیہ السلام کو اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ صحیحین میں ہے کہ آپ کو اس نام سے اس لئے موسوم کیا گیا کہ آپ خشک زمین پر بیٹھے تو آپ کے تشریف لے جانے کے بعد وہ خشک زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔

خضر علیہ السلام کا اسم گرامی

خضر علیہ السلام کی کنیت ابو العباس اور اسم گرامی بلیا ہے بلاء موحده مفتوحہ پھر لام ساکنہ اس کے بعد یا ابن ماکان (فتح المیم واسکان الام) ابن فانع بن عابر بن شایخ بن ارفھمد بن سام بن نوح علیہ السلام۔

فائدہ

ابواللیث نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے خضر علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا کہ وہ کسی بادشاہ کے صاحبزادے تھے اس کا خیال ہوا کہ اسے اپنا جانشین بنائے لیکن خضر علیہ السلام نے ایسی جانشینی قبول نہ کی اور وہاں سے بھاگ کر کسی جزیرے میں ایسے چھپے کہ بادشاہ تلاش کرتا رہ گیا۔

خضر علیہ السلام کا تعارف

کتاب التعریف والاعلام لا امام السہیلی میں ہے کہ خضر علیہ السلام کے والد بادشاہ اور والدہ فارس کی تھی اور نام ”الہا“ تھا خضر علیہ السلام کو ایک غار میں جن کر کہیں چلی گئیں روزانہ آپ کو ایک بکری دودھ پلاتی کچھ بڑے ہوئے تو آپ کو ایک مرد لے گیا اور اسی نے آپ کو پالا جب آپ نوجوان ہو گئے تو بادشاہ یعنی آپ کے والد نے اعلان کیا کہ کاتبین جمع ہوں تاکہ ان سے ابراہیم و شیث علیہما السلام کے صحیفے لکھوائے جائیں۔ جب کاتبین جمع ہوئے تو ان میں خضر علیہ السلام بھی تھے آپ کے والد بادشاہ کو پہچان نہ تھی جب آپ نے کتابت کی تو آپ کے حسن خط اور بہتر عادت اور اچھی خصلت کو دیکھ کر بادشاہ متاثر ہوا اور پوچھا آپ کون ہیں۔ آپ نے اپنا تعارف کرایا تب اسے معلوم ہوا کہ یہ تو اس

کے صاحبزادے ہیں انہیں اپنے ساتھ لے گیا اور بادشاہی کے جملہ امور اس کے سپرد کر دیئے لیکن خضر علیہ السلام کو یہ بات پسند نہ آئی اسی لئے بادشاہ سے آنکھ چھپا کر بھاگ نکلے اور دنیا کو ۳۰ طلاق دے کر سیاحت کو چلے چشمہ آب حیات پر پہنچ کر اس کا پانی لیا اسی لئے تاحیات زندہ ہیں۔

خضر علیہ السلام کے زندہ موجود ہونے پر دلائل

اگرچہ آپ کے زندہ موجود ہونے میں اختلاف ہے لیکن اکثر علماء کی رائے ہے کہ وہ زندہ موجود ہیں اور اسی دنیا میں زمین پر رہتے ہیں اور صوفیہ کرام کا تو اس میں اتفاق ہے کسی سے اختلاف منقول نہیں بلکہ ان کی ملاقات کی حکایات بے شمار ہیں اور بے شمار بزرگوں نے ان کو دیکھنے اور ان سے گفتگو کرنے کا دعویٰ فرمایا ہے ایسی حکایات حضرت شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں اور حضرت ابوطالب مکی نے اپنی تصانیف میں اور حضرت حکیم ترمذی نے اپنی نوادر میں و دیگر مشائخ عظام قدست اسرار ہم ہیں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا ناممکن نہیں بلکہ محال ہے اور ان سے ایسی غلط نقل کا تصور ہی نہیں ہو سکتا ان کے وجود و ثبوت کے دلائل تو ملتے ہیں لیکن ان کے مرنے کی ایک دلیل بھی کسی کے پاس موجود نہیں نہ قرآن میں نہ حدیث میں اور نہ اجماع امت میں اور نہ ہی کوئی ایسی نقل ملتی ہے کہ خضر علیہ السلام فلاں وقت فوت ہوئے اور فلاں جگہ مدفون ہیں اور نہ ہی پتہ چلتا ہے کہ وہ فلاں بادشاہ کی بادشاہی کے وقت فوت ہوئے تھے۔

چار انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں

تفسیر بغوی میں ہے کہ چار انبیاء علیہم السلام تا قیامت زندہ رہیں گے دوزمین پر دو آسمان پر وہ جوزمین پر ہیں الیاس علیہ السلام جنگلوں میں اور خضر علیہ السلام دریاؤں میں ہیں وہ ہر رات ذوالقرنین کی سد سکندری (دیوار) میں جمع ہوتے اور ان کی نگرانی کرتے ہیں اور ان کی خوراک گروفہ، کماہ اور جو دو آسمانوں پر ہیں وہ ادریس و عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔

خضر علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی تعزیت کے لئے حاضر ہوئے

امام الحدیث فی وقت حضرت ابو عمر کتاب التہدید میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے اور کفن کرنے کے بعد کسی سے سنا گیا وہ کہہ رہا تھا کہ السلام علیکم اے بیت بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ لینا ہے اس کے لئے نیک نصیب بخشا ہے اور جو شے ضائع کرتا ہے اس کا عوض عنایت فرماتا ہے۔ ہر مصیبت پر صبر ضروری ہے فلہذا تم بھی صبر کرو اور اس صبر میں صرف رضائے الہی سامنے رکھو پھر ان سب کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ اہل بیت تو سن رہے تھے لیکن بولنے والا نظر نہیں آتا تھا اس سے صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم نے دعویٰ کیا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے۔

خضر علیہ السلام حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ کے راوی ہیں

فصل الخطاب میں ہے کہ خضر علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بارہا حاضر ہو کر شرفِ صحبت سے مشرف ہوئے اور آپ نے متعدد احادیث بھی روایت کی ہیں منجملہ ان کے ایک انگوٹھے چومنے کی روایت بھی ہے۔

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بعض تصانیف میں فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام آخری زمانہ میں اصحابِ کہف کے ساتھ ظاہر ہوں گے اور امام مہدی کے ساتھ تعاون کریں گے بلکہ ان کے لشکریوں میں سے یہی حضرات بہترین عسکری متصور ہوں گے۔

ترجمہ ۴۱

شاہ رسول ﷺ اس بیان سے بلند و بالا ہیں لیکن فہم اغیاء سے میں مجبور ہوں۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی قدر و منزلت جتنی بھی بیان کی جائے اس سے بھی آپ بلند سے بلند تر ہیں لیکن اغیاء یعنی منکرینِ کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ چونکہ غبی ہیں اسی لئے انہیں ہم نہیں سمجھا سکتے بناء بریں ہم مجبور ہیں کیونکہ سمجھدار کو سمجھانا آسان ہے لیکن غبی کو کون سمجھائے جب کہ اس کی فہم و ذکاؤ کا بیج ہی جل کر رکھ ہو گیا ہے۔ فقیر اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ وہ صرف غبی نہیں بلکہ ساتھ ہی ضدی بھی ہیں بعض غبی ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ سمجھتے نہیں لیکن کبھی کبھی مان جائے لیکن یہ غبی تو ضدی بھی ہیں باوجودیکہ کبھی ان کی سمجھ میں آجاتا ہے لیکن بوجہ ضدانکار کے باز نہیں آتے اور یہی عادت یہودیوں کی تھی۔

صاحبِ جلالین و دیگر اکثر مفسرین وہ آیات جن میں کتمانِ حق کا ذکر ہے یا وہ آیات جن میں دینِ فروشی کا بیان ہے ان میں نعتِ مصطفیٰ ﷺ کا کتمان اور اوصافِ مصطفیٰ ﷺ کو چھپانا عداً بیان نہ کرنا جاننے کے باوجود اس کے خلاف کرنا عموماً یہودیوں کے رؤساء کا کام تھا اور وہ آیات روایہود کعب بن اشرف، کعب بن اسید، مالک بن خلیف وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جو یہ امید رکھتے تھے کہ نبی آخر الزمان ان میں مبعوث ہوں گے لیکن انہوں نے دیکھا کہ سید عالم ﷺ دوسری قوم سے مبعوث فرمائے گئے ہیں تو انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ تو ریت و انجیل میں حضور کے اوصاف دیکھ کر اُ کی فرمانبرداری کی طرف جھک پڑیں گے اور ان کے نذرانے، تحفے، ہدیے سب بند ہو جائیں گے حکومت جاتی رہے گی اس خیال سے انہیں حسد پیدا ہوا اور تو ریت و انجیل میں آپ کی جو نعت و صفت، خصائص و فضائل اور آپ کے وقتِ نبوت کا

ذکر تھا انہوں نے اس کو چھپایا۔ چھپانے کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ کتاب کے مضمون پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے اور نہ وہ کسی کو پڑھ کر سنایا جائے اور نہ دیکھایا جائے اس یہ بھی چھپانا ہے کہ غلط تاویلیں کر کے معنی بدلنے کی کوشش کی جائے اور کتاب کے اصل معنی پر پردہ ڈالا جائے۔

معلوم ہوا حضور اکرم ﷺ کے فضل و کمال کو چھپانا اور آپ کے مرتبہ کی عظمت و رفعت کے بیان و اظہار کو رؤساء اور آیات قرآنی کی غلط تاویلیں کر کے حضور کی فضیلت و نعت کو کاٹنا کی یہود عادت و خصلت تھی۔ زمانہ نبوت میں بھی یہود کا یہی کردار تھا اور آج بھی یہی ہے اور ایسے لوگوں کی حضور اکرم ﷺ نے صدیوں پہلے خبر دی تھی جنہیں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ نے انبیاء سے تعبیر فرمایا ہے حضور اکرم ﷺ نے انہیں سفہاء الاسلام فرمایا۔

لطیفہ

منکرین کمالا سے مصطفیٰ ﷺ علوم و فنون میں نام پیدا کرنے کی نیت کتابوں کے کیڑے نظر آئیں گے لیکن نعت مصطفیٰ میں بالکل کورے بلکہ پڑھنے والے کو روکنے میں کئی طرح کے حیلے بنائیں گے کبھی کہے گے گانا کبھی توالی وغیرہ وغیرہ کہنے سے باز نہیں رہتے اور بس چلتے تو نعت خوانی کرنے والوں کو کھا جائیں آزمانا ہو تو سعودی حکومت کے کارندوں کو دیکھ لو یہاں ہندو پاک میں بھی جہاں ان کا بس چلتا ہے نعت خوانی روکنے کے لئے سر کی بازی لگا دیتے ہیں دراصل یہ انہیں حضور اکرم ﷺ کے ہمزمان یہودیوں سے وراثت نصیب ہے۔

نعت رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے کمالات سننا سنانا عین اسلام ہے نظم میں ہوں یا نثر میں لیکن نظم میں ہوں تو اسے دورِ حاضرہ میں نعت کہا جاتا ہے اس سے اکثر فرقے محروم ہیں اور بدعت کے مفتیوں کے نزدیک دوسری بدعات کی طرح نعت خوانی اور اس کے تمام طریقے بدعت ہیں اسی لئے ان کے ہر چھوٹے بڑے نعت خوانی کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں اسے کتمان (چھپانا) سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

شیوۃ یہود

عن ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لولا ائیشان انزلہما فی کتابہ اللہ ما حدیث شیئا ابداً قوله تعالیٰ ان الذین یکتُمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اول یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون (سورۃ بقرہ پارہ ۲) وقوله تعالیٰ واذا اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب

لتبينه للناس ولا تكمنوه فخذوا وراء ظهورهم۔ (آل عمران پارہ ۴)

بخاری و مسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اگر قرآن مجید اور فرقانِ حمید میں یہ دونوں آیات بینات موجود نہ ہوتیں تو میں کبھی احادیث بیان کرنے کی جرات نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو لوگ اس چیز کو چھپاتے ہیں جو ہم نے نازل کی ہے کھلی کھلی آیات اور ہدایت سے پیچھے اس بات کے ہم نے اس کو قرآن مجید میں لوگوں کی راہنمائی کے لئے بیان کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ اور لعنت کرنے والوں نے لعنت کی ہے۔ دوسری آیت یہ ہے یہ وہ جب پکڑا اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان ان لوگوں سے جن کو کتاب دی ہے (مانند یہود و نصاریٰ کے) البتہ ضرور بیان کرو تم لوگوں پر (نعت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) اور اس کو چھپانے کی کوشش نہ کرو (ازراہ حسد و عناد کے) ان لوگوں نے اپنے عہد و پیمان کو پس ڈال دیا۔ تفسیر خازن میں ہے عام الفاظ سے ہوتی ہے نہ خصوص سبب نزول سے کتم اور کتمان کے معانی کسی چیز کے اظہار کو ترک کر دینا یا وجود اس کی حاجت اظہار کے۔

ان الله اوجب على علماء التوراة والانجيل ان يشرحو للناس مافي هذا الكتابين من الدلائل الدالة على نبوة محمد صلى الله عليه وسلم ان ظاهر الاية ان كان مخصوصاً بعلماء اهل الكتاب وهم اليهود والنصارى فلا ببعدان يدخل علماء هذه ملته الاسلامية فيه لانه اهل الكتاب وهو القرآن اللہ تعالیٰ نے علماء یہود و نصاریٰ پر واجب کیا تھا کہ لوگوں پر ان باتوں کو واضح طور پر بیان کریں جو تورات اور انجیل شریف میں نبی اکرم ﷺ کی صدق نبوت و رسالت پر شاہد ہیں اگرچہ اس آیت شریف کا نزول بحق علماء اہل کتاب کے ہے اور یہ بات بھی بعید از قیاس تھیں کہ اس حکم میں ہدایت کے مفتی بھی شامل ہوں۔

کتمان علم کی وعیدیں

قال قتاده رضى الله تعالى عنه هذا ميثاق اخذه الله تعالى على اهل العلم فمن علم شيئا فليعلمه اياكم وكتمان العلم فانه هلكة

امام قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے یہ وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل علم حضرات سے لیا تھا کہ جو شخص تم سے کسی بات کو جانتا ہو وہ دوسروں کو تعلیم کرے خبردار علم کے چھپانے سے بچو کیونکہ کتمانِ علم ہلاکت اور بربادی کا باعث ہوتا ہے۔

ابوداؤد و ترمذی ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جو عالم کسی علم کی بات کی نسبت پوچھا گیا مگر اس کو جان پہچان کر پوشیدہ رکھا قیامت کو اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔ نعوذ باللہ من ذلک

نعت رسول سے ضد

عام یہود اپنے احبار علماء کو کھیتوں سے پھلوں سے کچھ دیتے تھے اور انہیں ہدایا بھیجتے اور رشوتیں دیتے تاکہ وہ کتاب کے معافی کی تحریف کریں اور ایسے آسان مسائل تیار کریں جو بالکل نرم نرم ہوں اسی طرح شاہان وقت بھی انہیں بہت کچھ دیتے تاکہ وہ حق کو چھپائیں اور کلمات کی تعریف کر ڈالیں۔ احبار کی معاش کا چونکہ صرف یہی ایک وسیلہ تھا انہیں خطرہ لاحق ہوا کہ اگر ہم حق ظاہر کر دیں گے یعنی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لا کر ان کی تابعداری قبول کریں تو ہماری شان و شوکت اور دنیا و دولت ہاتھ سے نکل جائے گی اگر تو رات میں آپ کی صفت اور صدق کا ذکر بھی تھا لیکن محروم رہے اور ہمیشہ کتاب تو رات میں تبدیلیاں کرتے رہے۔ (روح البیان پارہ ۱)

نعت رسول کو تبدیل کرنا

کعب بن اشرف نے ایک احبار یہود کو کہا کہ تم لوگ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے حق میں کیا جانتے ہو انہوں نے کہا وہ تو نبی ہیں (ﷺ) کعب بن اشرف نے کہا تمہارا وہ انعام اور صلہ جو مجھ سے ملتا تھا آج سے ختم اگر اس کے خلاف ثابت کر دو تو پھر تمہارا انعام وصلہ بدستور جاری کر دے گا بعض اہل کتاب عذر کرتے ہوئے جواب دیتے کہ چونکہ انہوں نے ہم سے بلا سوچے جواب دیا ہے ہمیں تھوڑی مہلت دے دو ہم تو رات کو دیکھ کر جواب دیں گے۔ کچھ دیر کے بعد آ کر کعب بن اشرف کو تو رات دکھاتے جہاں حضرت مصطفیٰ ﷺ کی نعت شریف لکھی تھی وہ دجال کی تعریف لکھ دی اور کعب بن اشرف کو سنائی۔ کعب بن اشرف نے ہر ایک کو ایک صاع جو اور چار گز کپڑے کا عطیہ دیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۝ (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۴۱)

اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو۔ (تفسیر روح البیان)

حل لغات ۴۲

ورا (عربی) پیچھے، سوا، علاوہ۔ حاش اللہ، خدا کی پناہ، خدا نہ کرے، ہرگز نہیں۔ اللہ کو پا کی قرآن مجید میں یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنان مصر نے کہا حاش اللہ۔

ترجمہ

حضور اکرم ﷺ کی تعریف انسان کے امکان سے باہر ہے جو کچھ ہم بیان کرتے ہیں (اللہ کو پا کی) صرف سمجھانے کے لئے ہے۔

شرح

یہ مسلم ہے

لا یمكن الثناء كما كان حقه بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس موضوع پر فقیر کی ایک تصنیف ہے ”لا یمكن الثناء“ یہاں صرف ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

اعلم ان مدحه صلی اللہ علیہ وسلم لم يتعاطه فحول الشعراء المتقدمين لان كما لا ته صلی اللہ علیہ وسلم لا تحصى وشمائله لا تستقصى فالمدحون لجنابه العلی والواصفون لکماله الجلی مقصرون عما هنالك قاصرون عن اداء ذلك كيف وقد وصفه الله في كتبه بما يبهر العقول ولا يستطيع اليه الوصول فلا الاخرون في احصاء مناقبه لعجزو عن ضبط ما حباه مولاه من صوابه ولقد احسن من قال اری كل مدح فی النبی مقصداً وان بالغ المثنی علیه واكثر اذ الله اثنی علیه واكثر اذ الله اثنی بالذی هو هذه علیه فما مقدار ما قدح الوری نکل غلو فی حقه تقصیر ولا يبلغ البلیغ الا کثیر. (حاشیہ الباجوری علی البردہ مطبوعہ مصر)

یقین کر لو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کو بڑے بڑے متقدمین شعراء نہ پاسکے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات احسن اور شمار سے فزوں ہیں اور آپ کے شامل تہہ کو نہیں پہنچ سکتا تو حضور کی جناب عالی مدح کرنے والے اور کمال جلی کی وصف کرنے والے ان کی مدت کے شمار سے عاجز ہیں اور ان کے ادا کرنے سے قاصر ہیں یہ کیسے قاصر نہ ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں حضور کی ایسی تعریف کی ہے کہ عقول پہ غالب ہے اور اس تک پہنچنے کی طاقت نہیں پس اگر سب اگلے پچھلے مل جل کر مبالغہ کریں تو ان فضائل و کمالات کے ضبط کرنے سے عاجز ہوں گے جو مولا کریم نے حضور کو عطا فرمائے کسی نے کیا خوب کہا ہے میں ہر مدح کو نبی کی شان میں کم دیکھتا ہوں اگرچہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اور اکثر بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی ثناء کی ہے ایسے کلمات سے جس کے حضور اہل تھے تو مخلوق کی تعریف کس شمار میں لہذا یہ غلو حضور کے حق کی تقصیر ہے اور بلیغ تو کثیر سے صرف قلیل تک۔

نکتہ

آپ کی تعریف خارج از امکان کی سب سے بڑے اور محبوب دلیل۔ آپ کا نام نامی ہی سرتاپا تعریف شاہی ثناء اور کمال ہی کمال ہے۔ آپ کی خوبیوں کا احاطہ تحریر میں لانا کس کے بس میں ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا

خوب فرمایا ہے

وزہر چہ گفتہ ایم شیدم و خواندہ ایم

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

ماہم چنان در اول وصف تو ماندہ ایم

دفتر تمام گشت و بنایان رسیدہ عمر

حل لغات ۴۲

مثنوی، بواہ مجہول بے باک و دلیر و جلد سمتین گورا چٹا بدن خوبصورت، گورا۔ ماہ رو، چاند سا چہرہ۔ دیر، دل لوٹنے

والا (محبوب) غنچہ دہن، محبوب کا منہ

حل لغات ۴۴

فتنہ، دیوانگی، آفت۔ عاشق معشوق، ایک پھول کا نام، غضب کا شوخ وغیرہ۔ آئین، قانون، حکم ضابطہ۔

حل لغات ۴۵

خراں تاز، انداز سے چلنے والا، مشک مشک کے چلنے والا۔ گلشن، باغ۔ رشک گل، پھول کی غیرت و رقابت

وغیرہ، شیریں اور میٹھی ادا۔ نازک تن، نرم بدن۔

ترجمہ ۴۲ تا ۴۴

اس بے مثل محبوب کی لذت زیارت کا کیا کہنا جن کے یہ اوصافِ کریمہ ہیں۔

(۱) شوخی بشوخی محبوبانہ (۲) گورے چٹے بدن والا (۳) چاند سے چہرے والا

(۴) دل لے جانے والا (۵) غنچہ جیسا منہ والا (۶) غضب کے شوخ بشوخی محبوبانہ کی ادا والا

(۷) ناز انداز سے چلنے والا (۸) گلشن محبوبی (۹) رشک گل

(۱۰) شیریں ادا والا (۱۱) نازک بدن والا

شرح

یہ اشعار قطعہ بند ہے ان میں حضور اکرم ﷺ کے چند اوصاف بیان فرمائے ہیں اور بتایا ہے کہ اگر ایسے بے مثل

محبوب ﷺ ہو جائے تو پھر ایسے دیدار کی لذت کا کیا کہنا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے جن اوصافِ جمیلہ کا ذکر فرمایا ہے ان کے ایک ایک کے لئے مستقل کئی

دفاتر درکار ہیں اس کے باوجود یہ کہنا پڑے گا

دقت تمام گشت بایاں رسید عمرینہوز مادر وصف اور تو مانند بقاعدہ کے

”لا یرکہ کلہ لا شرک کلہ“

تمام اوصاف نہ سہی کچھ سہی یہاں ان عاشقانِ باصفا کے بیانات پر اکتفا کرتا ہوا جو اس بے مثل محبوب ﷺ کے دیدار پر انوار کی لذت سے بالمشافہ سرشار ہوئے۔

جمال باکمال

ربیع بنت معوذ سے پوچھا گیا آنحضرت ﷺ کیسے تھے؟ کہنے لگیں تم حضور کو دیکھتے تو یوں سمجھئے کہ اٹھتا ہوا سورج دیکھ رہے ہو۔ (دارمی)

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور سب سے زیادہ نیک دل سب سے زیادہ راست گو، سب سے زیادہ نرم مزاج، سب سے زیادہ خوش خلق تھے۔ پہلی نظر میں ہر کوئی آپ کی ہیبت سے مرعوب ہو جاتا تھا لیکن کچھ دیر حاضری کے بعد محبت کرنے لگتا تھا میں نے آپ سے پہلے اور بعد کسی کو بھی حضور اکرم ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور کو دیکھ رہا تھا آپ اس وقت سرخ کپڑا زیب تن کئے ہوئے تھے میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ کو بالآخر میں اس فیصلہ پر پہنچا کہ حضور ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔ (مشکوٰۃ باب صفۃ النبی، ترمذی، دارمی)

ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بہت شاندار تھے چہرہ اس طرح چمکتا دمکتا جیسے چودہویں کا چاند۔ (شمائل ترمذی)

حضرت براء بن عازب کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ تمام آدمیوں سے زیادہ حسین تھے میں نے حضور کو ایک مرتبہ سرخ کپڑے زیب تن کئے دیکھا اور نہیں کہہ سکتا کہ آپ سے زیادہ کبھی زلفوں والے کو خوبصورت دیکھا ہو آپ کے شانوں تک بال لٹکے ہوئے تھے۔ (صحیحین)

کعب بن مالک کہتے ہیں جب حضور ﷺ کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرہ مبارک اس طرح روشن ہو جاتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔ (صحیحین)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ سے پہلے اور حضور ﷺ کے بعد کبھی کسی کو

آپ کا سا خوبصورت نہیں دیکھا۔ رنگ چمکیلا گورا تھا پیشانی پر پسینہ ایسا نظر آتا تھا گویا موتی بکھرے ہیں۔ (صحیحین)

حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے زیادہ کسی کو جری، تنخی اور حسین نہیں دیکھا ہے۔ (مسند

احمد)

حضرت حسان بن ثابت نے اپنے ایک لمبے قصیدے میں حضور کے جمالِ اقدس کو یوں عقیدت کا نذرانہ پیش کیا

ہے

واحسن منك لم ترقط عيني

واجمل منك لم تلد النساء

كانك قد خلقت كمالا

خلقت مبرء من كل عيب

آپ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت فرزند کسی عورت کے لپٹن سے پیدا نہیں ہوا آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے گویا آپ کی تخلیق آپ کی منشاء کے مطابق ہوئی۔

چہرہ

آپ کا روئے مبارک نہایت خوبصورت اور بارونق تھا۔ بہت پر گوشت اور بالکل گول نہ تھا بلکہ سی قدر بیضوی تھا۔

حضرت براء بن عازب سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح لمبا اور چمکیلا تھا کہنے لگے نہیں بلکہ

چاند کی طرح منور اور خوبصورت۔ (مسلم)

ہند بن ابی ہالہ کا بیان ہے

مدور الوجه كأنه قطعه قمر. (ترمذی)

چہرہ مبارک گول تھا جیسا چاند کا ٹکڑا

سیدنا ابو بکر صدیق فرمایا کرتے تھے آپ کا چہرہ مبارک ایسا تھا گویا چاند کا ٹکڑا۔ (خصائص)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے حضور کا چہرہ بالکل گول نہیں تھا بلکہ گولائی لئے ہوئے تھا۔ (ترمذی)

حضرت ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ حضور کی پیشانی کشادہ ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے (دونوں جدا جدا)

دونوں کے درمیان ایک رگ کا ابھار تھا جو غصہ آنے پر نمایاں ہو جاتا۔ (شامل ترمذی)

حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں کہ مسرت آپ کی پیشانی سے جھلکتی تھی۔ (صحیحین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے حضور اکرم ﷺ سے زیادہ کسی جو جری، تنخی اور حسین نہیں دیکھا

ہے۔ (مسند احمد)

وجاہت

ایک یہودی عالم عبداللہ بن سلام حضور اکرم ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کے وقت آپ کو دیکھنے آئے تو دیکھتے ہی پکار اٹھے یہ چہرہ ایک جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

ابو رمثہ تمیمی کہتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر حاضر ہوا تو لوگوں نے دکھایا کہ یہ ہیں اللہ کے رسول میں نے دیکھتے ہی کہا واقعی یہ اللہ کے رسول ہیں۔ (شمائل ترمذی)

طارق محارب کا بیان ہے کہ مدینے میں ایک قافلہ آیا تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے ایک اونٹ کا سودا کیا اور یہ کہہ کر اونٹ کو ہانگ لائے کہ ابھی قیمت بھجوائے دیتا ہوں قافلہ والے گھبرا گئے تو ایک محل نشین خاتون نے کہا مطمئن رہو میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا تھا جو چودہویں کے چاند کی طرح روشن تھا وہ کبھی تمہارے ساتھ بد معاملگی کرنے والا شخص نہیں ہو سکتا اگر وہ آدمی اونٹ کی رقم ادا نہ کرے گا تو میں اپنے پاس سے ادا کر دوں گی۔

ابو قرصانہ کی والدہ اور خالہ حضور کی خدمت میں اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو یوں گویا ہوئیں ہم نے ایسا خوب رو شخص کوئی اور نہیں دیکھا ہم نے آپ کے منہ سے روشنی نکلتی دیکھی ہے۔ (المواہب اللدنیہ صفحہ ۲۵۵)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آفتاب رُخ انور پر چل رہا ہے۔ (شمائل ترمذی)

جمال باکمال

ربیع بنت مغوذ سے پوچھا گیا آنحضرت کیسے تھے؟ کہنے لگیں تم حضور کو دیکھتے تو یوں سمجھتے کہ اٹھتا ہوا سورج دیکھ رہے ہو۔ (دارمی)

رنگت

رسول اللہ ﷺ کا رنگ اتنا گورا تھا گویا چاندی سے ڈھالے گئے ہیں۔

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی رنگت میں نہ چونے کی طرح سفیدی تھی نہ سانولا پن بلکہ گندم گوں جس میں سفیدی غالب تھی۔ (شمائل ترمذی)

حضرت علی فرماتے ہیں کہ آپ کی رنگت سفید سرخی مائل تھی۔ ابوالطفیل کا بیان ہے کہ سفید مگر ملاحت دار۔ ہند

بن ابی ہالہ کا کہنا ہے سفید چمکدار اور حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رنگت ایسی گویا چاندی سے بدن ڈھلا ہوا تھا۔ (شامل ترمذی)

رخسار

آپ کے رخسار ستواں اور بالوں سے صاف تھے۔ طبع مبارک کوئی بات گراں گزرتی تو سرخ ہو جاتے تھے۔ ہند بن ابی ہالہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کے رخسار مبارک ہلکے تھے اور نیچے کو ذرا گوشت دھلکا ہوا تھا۔ (شامل ترمذی)

دھن

حضرت جابر بن سمرہ اور ہند بن ابی ہالہ کے بیان کے مطابق آپ کا دہانہ لطافت کے ساتھ کشادہ اور اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ (شامل ترمذی)

دندان مبارک

حضور اکرم ﷺ کے دندان مبارک خوب سفید سچ موتی کی طرح تاباں اوپر نیچے چڑھے نہ تھے ترتیب سے دو صفیں قائم تھیں۔ سامنے کے دانتوں میں ہلکی سے درز تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے دانت بڑے ہی چمکیلے تھے منہ کھولتے تھے تو دانتوں سے ایک نور سا نکلتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

آنکھیں

نبی کریم ﷺ کی آنکھیں بڑی بڑی سرگیں تھیں۔ پتلی خوب سیاہ، سفیدی میں لال ڈورے پڑے ہوئے تھے آنکھوں کے شگاف کشادہ دونوں طرف کے گوشے سرخ اور پلکیں کالی لمبی لمبی تھیں۔ حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں اگر تم حضور کو دیکھتے آنکھوں میں سرمہ لگا ہے حالانکہ سرمہ لگا نہ ہوتا تھا۔ (ترمذی) گوشہ چشم سے نظریں نیچی کر کے دیکھنے کا عجیب حیا دارانہ انداز تھا۔

ناک

آپ کی ناک ستواں اور ایسی تھی کہ پہلی نظر میں بلند اور کھڑی معلوم ہوتی تھی مگر دراصل نہایت ہی خوبصورت اور چہرے کے مناسب تھی۔ ہند بن ابی ہالہ کا کہنا ہے کہ ناک بلند مائل، اس پر نورانی چمک جس کی وجہ سے پہلی نظر میں بڑی معلوم ہوتی تھی۔ (شامل ترمذی)

ریش

ریش مقدس خوب گھنی اور بھاری تھی۔ کنپٹیوں سے حلق تک پھیلی تھی۔ اطراف سے بڑے ہوئے بال تراش دیا کرتے تھے۔ پوری داڑھی سیاہ تھی، بڑھاپے میں بھی صرف ٹھوڑی سے اوپر چند بال سفید دکھائی دیتے تھے ہند بن ابی ہالہ کا بیان ہے کہ آپ کے بھرپور اور گنجان بال تھے۔

گردن

حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضور کی گردن چاندی کی بنی معلوم ہوتی تھی۔ (ابن سعد) ہند بن ابی ہالہ کا کہنا ہے کہ حضور کی گردن ایسی صاف اور خوبصورت تھی گویا چاندی سے کاٹ کر بنائی گئی ہے۔ (شامل ترمذی)

سراور بال

آپ کا سر مبارک بہت بڑا تھا بال بہت گھنے تھے اور خوب سیاہ تھے جو کانوں کی لو تک لمبے رہتے تھے جب زیادہ بڑھ جاتے تھے اور کندھوں تک آجاتے تھے ہلکی ہلکی لہریں ان پر پڑی معلوم ہوتی تھیں۔ آخر عمر تک تھوڑے ہی سے بال کنپٹیوں پر اور سر میں سفید ہوئے تھے تیل لگاتے تو دکھائی نہ دیتے ورنہ نظر آتے تھے بدن پر بال نہ تھے صرف ایک باریک سیاہ لکیر بالوں کی سینہ سے ناف تک کھچی ہوئی تھی اور کلائیوں، پنڈلیوں، موٹھوں اور سینہ کی بلندیوں پر روئیں پھیلے ہوئے تھے۔

ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا سر مبارک بڑا مگر اعتدال اور مناسبت کے ساتھ تھا آپ کے سر کے بالوں کے درمیان سے نکلی ہوئی مانگ نمایاں تھی بدن پر بال زیادہ نہ تھے کندھوں، بازوؤں اور سینہ کے بالائی حصہ پر تھوڑے سے بال تھے۔ (شامل ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے بال قدرے خمدار تھے۔ حضرت انس کا قول ہے کہ ہلکا خم لئے ہوئے تھے۔ قتادہ کہتے ہیں نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ زیادہ پیچیدار تھے۔ براء بن عازب کا کہنا ہے کہ گنجان تھے اور کبھی کبھی کانوں کی لو تک لمبے لمبے اور کبھی شانوں تک ہوتے تھے۔ (صحیحین)

جسم

آپ کا جسم مبارک بہت بھرا ہوا لیکن بھداندہ تھا بلکہ گداز، سدول، مضبوط، معتدل اور گٹھا ہوا تھا۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ آپ کا بدن موٹا نہیں تھا۔ ہند بن ابی ہالہ کا کہنا ہے کہ آپ کا بدن گٹھا ہوا تھا اور اعضاء

کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط تھیں۔ ابن عمر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی بہادر اور زور آور نہیں دیکھا۔ (شامل ترمذی)

المواہب جلد ۳۱۰ میں ہے کہ دنیوی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہونے والوں سے حضور ﷺ کا جسم (باوجود فقر وفاقہ کے) زیادہ تروتازہ اور توانا تھا عمرہ کرتے وقت آپ نے ۶۳ اونٹ خوخر کئے۔

قد

آپ کا قد مبارک نہ بہت لمبا تھا نہ بالکل چھوٹا میانہ قدوں سے کچھ نکلتا ہوا لیکن لمبے آدمیوں کے ہجوم میں بھی نمایاں نظر آتے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ آپ کا قد نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ پست۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ آپ کا قد مائل با درازی تھا مجمع میں ہوں تو دوسروں سے قد نکلتا ہوا معلوم ہوتا۔ (شامل ترمذی)

پیٹ

آپ کے پیٹ اور سینہ مبارک کی سطح میں پورا تناسب قائم تھا ام بلال کہتی ہیں جب کبھی میری نظر شکم مبارک پر پڑ گئی تو تہہ در تہہ کاغذوں کی گڈی ضرور یاد آ گئی (ابن سعد) ام معبد کہتی ہیں پیٹ باہر کو نکلا ہوا نہ تھا۔ (شامل ترمذی)

سینہ اور کندھے

آپ کا سینہ کشادہ تھا کندھے پر گوشت اور چوڑے تھے۔ ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں آپ کا سینہ چوڑا تھا سینہ اور پیٹ برابر تھے اور کندھوں کا درمیانی فاصلہ عام پیمانے سے زیادہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے کندھوں کا درمیانی حصہ پر گوشت تھا۔ (شامل ترمذی)

بازو اور ہاتھ

آپ کے ہاتھ مبارک لمبے لمبے تھے اور انگلیاں دراز تھیں ہتھیلیاں فراخ اور پُر گوشت تھیں۔ ہند بن ابی ہالہ فرماتے ہیں کہ آپ کی کلائیوں دراز اور ہتھیلیاں فراخ تھیں اور انگلیں موزوں حد تک لمبی تھیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں نے کبھی دیباچہ یا ریشم آپ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھا۔ (صحیحین)

قدم

آپ کے پاؤں مبارک لمبے گداز اور بھرے ہوئے تھے ہتھیلیاں چوڑی اور گوشت سے بھری ہوئی تھیں انگلیاں موٹی اور تلوے صاف ستھرے تھے جو پچ میں سے اُٹھے ہوئے تھے پاؤں میں انگوٹھے کے بعد کی انگلی باقی انگلیوں سے

بڑی تھی۔ ایڑیاں پتلی پتلی اور خوبصورت تھیں حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ آپ کی پنڈلیاں پر گوشت نہ تھیں حضرت ہند بن ابی ہالہ کا کہنا ہے کہ آپ کی ہتھیلیاں اور پاؤں پر گوشت تھے تلوے گہرے اور قدم چکنے کے پانی نہ ٹھہرے۔ (شکل)

(ترمذی)

یوں تو حضور اکرم ﷺ کے خدام نے آپ کی شخصیت کو کم سے کم الفاظ میں پیش کیا ہے جو تصویر ام معبد نے کھینچی ہے اس کا جواب نہیں یہ وہی بدوی خاتون ہے جس کے خیمے میں حضور اکرم ﷺ نے سفر ہجرت کے دوران دم لیا ہے وہ حضور اکرم ﷺ کے نام سے ناواقف تھیں اس لئے اپنے شوہر سے حضور کا سراپا اس طرح سے بیان کرنے لگی

میں نے ایک شخص کو دیکھا جو صاف ستھرا تھا حسن اس پر جلوہ گر تھا چہرہ روشن تھا جسم خوبصورت تھا نہ تو ندا سے بدنما بنار ہا تھا نہ شانوں پر ننھا سا سرا سے حقیر ظاہری کر رہا تھا وہ نہایت ہی خوبصورت و حسین تھا آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ، ابرو ضخیمہ آواز میں اثر، گردن میں درازی، داڑھی گھنی، بھویں لمبی پتلی، جڑی ہوئیں، جب چپ ہوتا تو باوقار ظاہر ہوتا، جب بولتا تو شاندار بن جاتا، دور سے دیکھو تو سب سے زیادہ دلفریب اور شیریں میٹھی بات چیت اپنے تلوے بولنے والا نہ بالکل کم خن نہ بہت باتونی۔ گفتگو ایسی جیسے ہار میں موتی پروئے ہوئے، میانہ قد، نہ بہت لمبا نہ اتنا چھوٹا کہ نگاہ میں حقیر ہو جائے۔ دو شاخوں کے بیچ میں ایک شاخ مگر وہ باوی دونوں سے تروتازہ اور نظر فریب، اس کے روبرو حاضر اگر بولتا تو غور سے سنتے، حکم دیتا تو تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے بہت سنجیدہ اور ہنس مکھ، ترش اور سخت گیر نہیں۔ (خصائص، زاد المعاد جلد ۱)

(صفحہ ۳۰۷)

سیدہ حضرت عائشہ کا قول ہے کہ حضور اکرم ﷺ سب سے زیادہ حسین چہرے والے تھے، سب سے زیادہ روشن رنگ والے تھے، جب کبھی کسی نے حضور اکرم ﷺ کا حلیہ بیان کرنا چاہا تو رُخ انور کو بدر منیر سے ضرور تشبیہ دی چہرے پر پسینہ کی بوندیں سچے موتیوں کی طرح چمکتی تھیں اور پسینہ مشک خالص سے بھی زیادہ مہک رکھتا تھا۔ (خصائص)

خود حضور اکرم ﷺ کو بھی اپنے حسن کا پورا احساس تھا اور اس نعمت پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے تھے۔ روایت ہے کہ جب آئینہ دیکھتے تو فرماتے

الحمد لله الذي حسن خلقي و خلقي

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے میری صورت اور سیرت دونوں اچھی بنائی ہے۔

صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ سے اتنی محبت تھی کہ بیان میں نہیں آسکتی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جب

حضور نے سفر آخرت اختیار کیا تو رنج و غم سے صحابہ کی عجیب حالت ہو گئی تھی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگرچہ بڑے ہی ضبط سے کام لیا مگر صدمہ سے اندر ہی اندر گھلتے رہے اور بالآخر تین برس کے اندر ہی رحلت فرما گئے۔ سیدنا علیؑ میں چلنے پھرنے کی طاقت باقی نہیں رہی تھی برابر بیٹھے رہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن انیس کا یہ حال ہوا کہ گھلتے اور دبے ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ اسی رنج میں فوت ہو گئے۔ (المواہب)

صرف انسان ہی نہیں حیوان بھی اپنے طبعی شعور سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے حضور اکرم ﷺ کی سواری گدھا بھی اسی غم میں مر گیا، اونٹنی نے دانہ اور چارہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ مر گیا۔ (المواہب)

اللہ عز و جل نے اپنے محبوب مکرم کو اپنی ذات و صفات کا مظہر اتم حقیقت و معرفت کے تمام ظاہری و باطنی کمالات کا مخزن روحانیت کے تمام محاسن و اوصاف کا معدن بنایا تھا اور آپ کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا جسے دیکھ کر نظریں خیرہ ہو گئیں اور جس کا مشاہدہ کر کے زبان کو عالم حیرت میں یہ کہنا پڑا ایسا حسین و جمیل تو نہ ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان کے بعد (علیہ السلام)

حضرت ہمدان کہتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے کہا حضور کو کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دو تو میں نے کہا

كالقمر ليلة البدر لم اری قبله ولا بعده. (حجۃ اللہ صفحہ ۶۷۹)

حضور کا چہرہ چودہویں کا چاند تھا میں نے آپؐ کا حسین کہیں نہیں دیکھا۔

حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ جب حضور پر مسرت و خوشی کے آثار ظاہر ہوتے تو چہرہ اقدس ایسا چمکدار

ہو جاتا

كانه قطعة قمر گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔

حضرت براء بن عازب سے کسی نے پوچھا کیا چہرہ اقدس لمبا تھا حضرت براء بن عازب نے فرمایا

لا بل مثل القمر والشمس مستدیرا. (مسلم شریف)

نہیں چاند اور سورج کی طرح گول تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان بینکم صبیح الوجه کریم الحسب حسن الصوت. (خصائص جلد ۱ صفحہ ۷۶)

تمہارے نبی نمکین حسن اعلیٰ نسب اچھی آواز والے ہیں۔

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم وہ مسج دل آرا ہمارا نبی

ازالہ

یہ چاند اور سورج سے تشبیہ ہی تھی حقیقت میں چہرہ مبارک چاند سے زیادہ روشن تھا چنانچہ حضرت جابر ابن سمرہ فرماتے ہیں چودہویں کا چاند اپنی پوری چمک اور دمک کے ساتھ نکلا ہوا تھا اور مدنی تاجدار دو عالم کے سردار سرخ رنگ کا دھاری دار حلہ مبارک زیب تن کئے تشریف فرما تھے تو میں نے مقابلہ کے لئے ایک نظر آسمانی چاند پر ڈالی اور ایک نظر مدنی چاند پر اور موازنہ کیا کہ کون زیادہ خوبصورت ہے

فاذا هو احسن عندی من القمر تو مجھے یقین ہو گیا کہ مدنی چاند آسمانی چاند سے زیادہ خوبصورت ہے
آسمانی چاند میں میل تھا اور محبوب کبریا کا چہرہ منور میل سے پاک تھا۔

رخ دن ہے یا مہر سایہ بھی نہیں وہ بھی نہیں شب زلف یا مشک حنا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حقیقت یہ ہی ہے کہ چہرہ اقدس کی تعریف و توصیف کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے صحابہ کرام حیران ہیں کہ چہرہ انور کے حسن و جمال و خوبی و کمال کو کن لفظوں سے بیان کریں آخر ان کی نظر چاند سورج پر پڑتی ہے کہ لوگوں کے نزدیک چاند سے زیادہ کوئی دوسری چیز روشن نہیں اس لئے وہ حسن نبوی کو چاند سے تشبیہ دے کر بیان فرما دے دیتے ہیں ورنہ

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرہ کو میں ان کے نقش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں

یہی وجہ ہے کہ حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے سر مبارک سے لے کر پائے اقدس تک اعضائے کریمہ کی صفت بیان کرتے ہوئے عاجز آ جاتے ہیں تو حضور کو کسی چیز سے تشبیہ نہیں دیتے کیونکہ

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے اس کے منہ پر چھائیاں حضرت کا چہرہ صاف ہے
اس لئے فرماتے ہیں

لم اری قبلہ ولا بعده مثله صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے حضور اکرم ﷺ سے قبل اور آپ کے بعد آپ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

حسن ہے بے مثل صورت لا جواب میں فدا تم پر آپ ہوا پنا جواب

ترجمہ ۴۵

اگر چاہتے ہو کہ آپ کے متعلق کچھ فہم نصیب ہو تو عشق و حسن کی داستان چھیڑ دتا کہ کچھ آگاہی ہو۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے معرفت کی راہ عشق سے کھیتی ہے اسی لئے کسی شاعر نے کہا ہے

بے عشق محمد (ﷺ) جو پڑھتے ہیں بخاری
بخار آتا ہے ان کو بخاری نہیں آتی

سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے بظاہر نہ کسی سے پڑھا نہ کسی محدث (صحابی) کی صحبت ملی۔ عشق کو جب سے امام بنایا پھر وہ مرتبہ پایا جسے خود امام الانبیاء ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے آپ کے کمالات کا اظہار ہوا

انی لا جد نفس الرحمن من قبل الیمن
یعنی بے شک یمن سے بوئے رحمن آتی ہے

عالم از نور تجلی الہی پرشد
از دم اویس قرن بوئے خدا می آید

جملہ تجلی الہی کے نور سے پُر ہے لیکن اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دم سے قرن خدا تعالیٰ خوشبو آتی ہے۔

اس امر میں جملہ علماء و صوفیہ متفق ہیں کہ اگرچہ آپ نے ظاہری تعلیم حاصل نہیں کی لیکن سرور کائنات ﷺ کی عقیدت و محبت کے روحانی توسل سے نہ صرف آپ ﷺ کے روحانی تربیت یافتہ تھے بلکہ رسالت مآب ﷺ کی جناب میں آپ کو مرتبہ محبوبیت بھی حاصل تھا جیسے کہ روایت کے ابتداء میں راویوں نے بیان فرمایا کہ فخر کائنات ﷺ کبھی کبھی وفور شوق میں اپنے پیراہن کے بند کھول کر سینہ مبارک بطرف یمن کر کے فرمایا کرتے

انی لا جد نفس الرحمن من قبل الیمن
یعنی میں نسیم رحمت یمن کی طرف پاتا ہوں۔

تائید مزید

حضرت علامہ عبدالقادر ریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور تصنیف **تفریح الخاطر** میں لکھتے ہیں کہ

واعلم ایضاً ان افاضة ارواح الكمل علی وجوه احدها تربیتهم فی عالم الظاہر بالہ

والمواجهة وثانیہا بغیر رویۃ وقد تكون هذا للتربية فی زمن المربی او المرنی فالاول کثریۃ النبی

ﷺ و کثریۃ جعفر بن الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الخالق ابا یزید السطامی قدس اللہ سرہ

السامی والثانی کثریۃ النبی ﷺ بعد زمنه وثالثها تربیتهم بالرویا ویسمعون ہاتین التربیتین ای

الثانية . والثالثة فيض البركات ورابعها تربية ارواحهم المجردة كتربية روح النبي ﷺ جميع الانبياء على نبينا وعليهم الصلوة والسلام ويستعون هذا التربيته الروح الخ .

جاننا چاہیے کہ کامل لوگوں کی ارواح کا فیض کئی طرح سے ہوتا ہے۔ عالم ظاہر میں بالمشافہ تربیت اور تربیت کبھی مربی اپنی زندگی می کرتا ہے اور کبھی مرنے کے بعد اول جیسے نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو یزید بسطامی قدس سرہ کی تربیت کی دوم تربیت جو نبی کریم ﷺ کے انتقال فرمانے کے بعد رہے ہیں۔ سوم عالم خواب میں تربیت ان میں سے دوم اور سوم فیض و برکت رکھتے ہیں۔ چہارم، ارواح مجرودہ کی تربیت کرنا جیسے نبی کریم ﷺ کی روح مبارک نے تمام انبیاء علیہم السلام کی تربیت کی اس تربیت کا نام تربیت روح ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

انبیاء و اولیاء کے فیض و برکات انہی چاروں قسموں پر مبنی ہے لیکن افسوس ہے کہ آج کے دور میں ان چار قسموں کا نہ صرف انکار بلکہ ماننے والوں کو شرک یا کم از کم بدعتی اور توہم پرست کہا جا رہا ہے اور مجھے تعجب ہے ان حضرات پر جو اپنے آپ کو روحانی سلاسل سے منسلک رکھنے کے باوجود شرک کے مفتیوں کے فتاویٰ کو درخور امتناء سمجھنے لگ گئے ہیں جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اب روحانیت سے ہم نہ صرف دور ہوتے جا رہے ہیں بلکہ اس رنگ میں رنگے جا رہے ہیں جس رنگ میں شرک کے مفتی نجد سے رنگے جا چکے ہیں۔

ان روحانیت کے دلائل تفریح الخاطر کا مقدمہ مختصر اور امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کتاب ”حیات الموات“ کا مطالعہ کریں۔

ترجمہ ۴۶

جس نے تیر جفا کی منت نہیں اٹھائی اس کے لب آہ و فغاں آہ فغاں سے نا آشنا ہیں۔

شرح

یہ بے درد و زہد خشک کی حقیقت کا اظہار ہے کہ انسان ہو کر عشق سے محروم ہے تو اس سے وہ پیمان پتھر، ڈبے اور خشک لکڑی اچھی ہیں جن میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی خوبو ہے۔

استن حنائہ

اس دعویٰ پر اسٹن حنا نہ کا واقعہ خوب سے خوب تر ہے شفاء شریف میں ہے کھجور کے ستونوں کے رونے کی خبر کو یہ حدیثیں قوی کرتی ہیں چونکہ یہ خبر بدلتہ مشہور و معروف خبر متواتر کی حد میں ہے اور اہل صحاح نے اس کی تخریج کی ہے اور یہ کہ دس سے زائد صحابہ نے اس کو بیان کیا ہے ان میں سے حضرت ابی بن کعب، جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ مسجد (نبوی) کھجور کے ستونوں پر مسقف تھی حضور اکرم ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو ان میں سے ایک ستون سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے پھر جب آپ کے لئے منبر بنایا گیا تو ہم نے اس ستون سے ایسی آواز سنی جیسے اونٹنی بچہ جنتے وقت روتی ہے حضرت انس کی روایت میں ہے کہ اس کے رونے سے مسجد میں ہلچل مچی گئی اور سہیل کی روایت میں ہے کہ کثر سے لوگ رونے لگے۔ جب اس کو انہوں نے روتے دیکھا اور مطلب و ابی کی روایت میں ہے کہ وہ ستون اتار دیا کہ وہ پھٹ گیا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اپنا دست مبارک اس پر رکھا وہ خاموش ہوا دوسرے نے اتنا زیادہ کیا کہ نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اپنا دست مبارک اس پر رکھا وہ خاموش ہوا دوسرے نے اتنا زیادہ کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ ذکر سے محروم ہونے کی وجہ سے روتا ہے ایک نے اتنا اضافہ کیا کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اس کو نہ لپٹاتا تو قیامت تک ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کے غم میں وہ روتا رہتا پھر آپ نے حکم دیا کہ اس کو منبر کے نیچے دفن کر دیا جائے۔ اس طرح مطلب سہیل بن سعد اور اسحاق کی حدیث میں حضرت انس سے مروی ہے اور بعض روایتوں میں سہیل سے مروی ہے کہ اس کو منبر کے نیچے دفن کر دیا گیا یا چھت میں لگا دیا گیا۔ ابی کی حدیث میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے تو اس کے پاس پڑھتے پس جب کہ دوبارہ تعمیر کی گئی تو اس کو ابی نے لے لیا وہ اسی کے پاس رہا یہاں تک کہ زمین نے اس کو کھالیا اور ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اس فراموشی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو اپنی طرف بلایا تو وہ زمین چیرتا آیا آپ نے اس کو لپٹایا پھر آپ نے حکم دیا تو وہ اپنی جگہ چلا گیا۔

بریدہ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر چاہے تو میں تجھے اس باغ میں لوٹا دوں جہاں تو تھا تیری شاخیں اُگ آئینگی تیری پوری نگہداشت ہوگی تیری پیتاں اور پھل پیدا ہو جائیں گے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں بودوں کہ اس میں تیرے پھل میری جانب سے اولیاء اللہ کھائیں اور میں ایسی جگہ ہوں گا جہاں کوئی خطرہ نہیں پھر آپ نے اور آپ کے نزدیک صحابہ نے سنا اس کے بعد آپ نے فرمایا میں نے ایسا کر دیا پھر فرمایا دارِ فنا پر اس نے دارِ بقاء کو پسند کیا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو رو پڑتے اور فرماتے اے اللہ کے بندوں لکڑی تو رسول

اللہ ﷻ کے اسی اشتیاق میں جو آپ کی نزدیکی میں حاصل تھا اس کو حفص بن عبید اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔ (شفاء)

فائدہ

یہ حدیث شریف باتفاق محدثین کرام (رحمہم اللہ) متواتر المعنی ہے مزید تفصیل و تحقیق فقیر نے ”صدائے نوری شرح مشکوٰۃ معنوی“ میں لکھی ہے۔

حل لغات ۷۷

خونبانہ، خون کے آنسو۔

ترجمہ

وہ دل جس نے یا محبوب میں خون کے آنسو نہیں بہائے (اسے درد کا کیا پتہ) تو اس کے لب پر ہجر و فراق کی وجہ سے یارب کی صدا (دعا) کیسے آئیگی۔

شرح

درد کی خبر اہل درد کو ہوتی ہے بے درد کیا جانے کہ درد کیا ہوتا ہے۔

عاشق کا شب و روز

اس شعر کی تفسیر کے لئے مرشد سیدنا اولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سرفہرست ہے آپ کے متعلق منقول ہے کہ ایک شب میں فرماتے کہ

ہذہ لیلة الركوع یہ شب رکوع کی ہے

اور پوری رات رکوع میں گزار دیتے دوسری شب فرماتے

ہذہ لیلة السجود یہ شب سجدہ کی ہے

اور پوری رات سجدہ میں ختم فرما دیتے لوگوں نے عرض کی کہ آپ اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ دراز راتیں ایک حالت میں گزر دیں فرمایا دراز راتیں کہاں ہیں؟ کاش ازل سے ابد تک ایک رات ہوتی جس میں ایک سجدہ کر کے نالہائے بسا اور گر یہائے بے شمار کرنے کا موقع نصیب ہوتا افسوس کہ راتیں اتنی چھوٹی ہیں کہ صرف ایک دفعہ ”سبحان ربی الاعلیٰ“ کہنے پاتا ہوں کہ دن ہو جاتا ہے۔ (بشیر قاری شرح البخاری)

نیم شب کہ ہمہ مست خواب خرگوش باشد من و خیال تو و نالہ ہائے درد آلود

آدھی رات کو جب تمام لوگ میٹھی نیند میں مست و بے ہوش ہوتے ہیں عاشق کہتا ہے اے میرے محبوب اس وقت میں تیرے خیال اور درد بھرے آہ و نالہ اور شور و فغاں میں گزارتا ہوں۔

حکایت

حضرت ربیع بن جسیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے گیا دیکھا کہ فجر کی نماز میں مشغول ہیں نماز کے بعد تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو گئے منتظر رہا کہ فارغ ہو جائیں تو ملاقات کروں مگر وہ ظہر تک فارغ نہ ہوئے میں نے ظہر کی نماز کو ملنا چاہا لیکن وہ تسبیح و تہلیل سے فراغت ہی نہ پاتے اسی طرح تین شب و روز میں اسی انتظار میں رہا اندر میں اثناء نہ میں نے آپ کو کھاتے پیتے دیکھا اور نہ ہی آرام فرمایا جب چوتھی رات بغور دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں غنودگی دیکھی اس پر آپ نے فوراً دعا کی کہ اے اللہ بہت سونے والی اور بہت ذلیل و خوار پیٹ سے میری پناہ! میں نے یہ حال دیکھ کر دل میں سوچا کہ آپ کی اتنی مقدّر زیارت غنیمت ہے ملاقات سے آپ کو پریشان نہ کروں اسی پر اکتفا کر کے چلا آیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، کیمیائے سعادت، للغزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ترجمہ ۴۸

اس کے عقل کا مرغ پر وبال کے بغیر ہوتا ہے اگر چہ اسے کہو کہ عشق کی لذت درد شیر و شکر کی طرح ہے۔

شرح

یہ شعر بے درد خشک و زاہد کے لئے طنزاً فرمایا ہے بے درد اور عشق سے کورے خشک زائد العاشق کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں بلکہ اس اطلاق پر پھبتیاں اڑاتے ہیں دور سابق میں انہیں خوارج اور ہمارے دور میں انہیں دیوبندی کہا جاتا ہے ان کے ایک فاضل کی تحریر ملاحظہ ہو۔ وہابیوں کے مجلہ ماہنامہ الدعوة لاہور نے ستمبر کے شمارہ میں لکھا ہے کہ نبی کے لئے بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ نبی کے عاشق ہیں تو بہ نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد نبی ان کے معشوق ہوئے کتنی زبردست میرے نبی کی تو ہیں ہے۔ (صفحہ ۱۷)

تردید از اویسی غفرلہ

ایک طرف یہ لوگ خود کو اہل حدیث کہلاتے ہیں دوسری طرف بہت سی احادیث کا انکار کرتے ہیں اگر کوئی مانے یا نہ مانے یہی لوگ درحقیقت منکرین حدیث ہیں اس لئے کہ جو احادیث مبارکہ ان کے مقصد کے خلاف ہوں انہیں

سرے سے مانتے نہیں اگر طوعاً کرہاً انہیں احادیث مان لیں تو موضوع اور ضعیف کہہ کر اپنے لئے ان کا حدیث کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں آزما کر دیکھئے انہیں عشق رسول ﷺ کہنے سے نہ صرف ان کا فتویٰ شرک بلکہ اس کے اطلاق سے نفرت و کراہت حالانکہ اس کا اطلاق ایک حدیث صحیح میں یوں ہے۔

من عشق فکتہم وعف فمات فہو شہد۔ (مقاصد حسنہ صفحہ ۴۱۶، ۴۱۷)

جس کو عشق ہوا اور اس نے اسے چھپایا اور پاک دامن رہا وہ شہید ہے۔

فائدے

مشہور ناقد اور نامور محدث محمد سخاوی (اسانید پر) بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں سند صحیح (مقاصد حسنہ)

بلکہ فقیر اویسی غفرلہ کے نزدیک حب رسول (ﷺ) جو ایمان کا جوہر اور قرآن کا مغز ہے۔ علامہ اقبال مرحوم

فرماتے ہیں

مغز قرآن حبان ایمان اصل دین ہست حب رحمة للعالمین

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ والناس اجمعین۔ (بخاری و مسلم)

تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے ہاں اس کے ماں باپ اور اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب ترین نہ ہوں۔

محبت کی ایک علامت کثرت ذکر محبوب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں

من احب شیئاً اکثر ذکرہ۔ (کنز العمال) جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کا ذکر بکثرت کرتا ہے۔

فائدہ

اور یہ کثرت ذکر رسول ﷺ کی دولت دورِ حاضرہ میں اہل سنت کو نصیب ہے جس کا اعتراف مخالفین کو بھی ہے

لیکن سمجھت ہوں ابھی بھی اہل سنت کے بعض دوستوں میں خامی ہے اس لئے کہ یہ کثرت ذکر کی تعریف میں مکمل طور پر داخل نہیں ہوئی کثرت ذکر کی علامت حدیث شریف میں یوں کی گئی ہے

اذکرو اللہ حتی یقولو انہ مجنون اللہ تعالیٰ کو اتنا زیادہ یاد کرو کہ لوگ مجنون کہیں

ایسے ذکر رسول ﷺ کا نام عشق ہے جیسا کہ اہل لغت نے اس کا معنی لکھا فرط محبت۔ (مختار الصحاح صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵)

لسان العرب، قاموس جلد ۳، تاج العروس)

اس لئے جلیل القدر محدثین و محققین اولیاء کا ملین و عارفین نے لفظ عشق کو پسند فرماتے ہوئے اس کا استعمال فرمایا ہے۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ”اللقق فی العلق“ میں دیکھئے۔

انتباہ

بعض اہل سنت جوش میں آ کر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو عاشق و معشوق کہنے کو فخر و سعادت سمجھتے ہیں بلکہ بعض حضرات نے اشعار میں بھی داخل فرمادیا حالانکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس اطلاق کی مذمت فرمائی بلکہ فتاویٰ رضویہ شریف میں ثابت فرمایا ہے کہ یہ مذہب زنجیری معتزلی کا ہے پھر اس کی سخت تردید فرمائی ہے، بہر حال عشق، عاشق اور معشوق کا اطلاق اللہ و رسول جل جلالہ ﷺ پر نہیں کرنا چاہیے۔

وہابیوں کی جامہ تلاشی

وہابی دیوبندی اس قاعدہ پر خوب عمل کرتے ہیں ”يجوز لنا ولا يجوز لغيرنا“ یہی ہے کہ خود کو اپنے لئے جائز رکھتے ہیں حکیم صادق سیالکوٹی لکھتا ہے

درخشندہ تیرے حسن سے رخسار یقین ہے تابندہ تیرے عشق سے ایمان کی جبین ہے

(جمال مصطفیٰ صفحہ ۶۴)

مجدد وہابیہ یعنی صدیق حسن بھوپالی نے لکھا

دوراء عشق مرحلہ قرب و بعد نیست می بنیمت عیان و دعا می فرستمت

(مسک النخام شرح بلوغ المرام صفحہ ۶۰ از مجدد وہابیہ صدیق بن حسن)

مولوی سلیمان منصور پوری نے جلاء الافہام اردو طبع ادارہ ضیاء الحدیث لاہور صفحہ ۱۰۱ میں سرخی لکھی ہے

عشق صحابہ یا نبی ﷺ

نیز سفرنامہ حجاز مع سیرت سلمان صفحہ ۲۷ پر لکھتا ہے قاضی منصور پوری علماء حدیث کے عاشق تھے۔

کرامات الہمدیث مصنفہ مولوی عبد المجید خادم سوہدری کے صفحہ ۲۷ حاشیہ پر لکھتا ہے کہ مولوی سلیمان روڈوی

عاشق رسول تھے۔ (ﷺ)

مولوی اسماعیل

دہلوی صاحب عشق رسول میں پوری طرح سرشار تھے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۸، حالات زندگی مولوی اسماعیل

ناشر المکتبہ السلفیہ لاہور)

الفت دائمی تعلق کا نام ہے جو عاشق (رسول) کے دل پر ہمیشہ کے لئے غالب رہے۔ (فتاویٰ سلفیہ صفحہ ۱۱۹ از مولوی

محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ)

میر ابراہیم سیالکوٹی

دہابیوں کے مفسر و مورخ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے تاریخ اہلحدیث میں متعدد بار لفظ عشق تعریفی طور پر لکھا ہے۔

ایک حوالہ صفحہ ۴۱۱ پر ملاحظہ ہونیزا انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت بلال کی طرح عشق و محبت کا درجہ حاصل ہو طالع زیارت

عاشق صادق کی طرح اپنے دل کو ہمیشہ آنحضرت ﷺ کی محبت سے پُر رکھے۔ (کتاب سراج منیر صفحہ ۲۰، ۲۲)

وہ شخص آپ کا نہایت درجہ کا عاشق صادق (کتاب مذکور صفحہ ۵۷)

مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم اردو کے صفحہ ۲۸ پر ہے شدت عشق معیت الہی کا سبب ہے۔

نبی کے عشق نے عمر جاوداں بخشی مجھے حیات دو روزہ کا اعتبار نہ تھا

(کتاب ساقی کوثر صفحہ ۲ حکیم محمد صادق سیالکوٹی)

ایسا کامل عشق الہی حضرت میر اپایا

عبدالستار مشکل منزل عشق پیارے والا

(قصص الحسین صفحہ ۲۴ و صفحہ ۲۹۴ از مولوی عبدالستار)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ ﷺ کے مسلمان ساتھیوں کو صحابہ کہتے ہیں اسلام جیسے جیسے پھیلتا جاتا تھا صحابیوں کی تعداد بھی روز بروز

بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ مکہ باہر بھی وہ پہنچ گئے مکہ سے کچھ دور پر غفار کا قبیلہ رہتا ہے اس میں ابوذر اور انیس دو بھائی

تھے ابوذر کو جب معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک رسول پیدا ہوا ہے جس کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خدا کا پیام آتا

ہے تو انہوں نے اپنے بھائی انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ جا کر اس رسول کا حال دریافت کریں اور اس کی باتیں

سنیں۔ انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور واپس آ کر اپنے بھائی سے کہا کہ وہ اخلاق کی اچھی اچھی باتیں کو بتاتا ہے اور جو

کلام وہ پیش کرتا ہے وہ شعر نہیں یہ سن کر ابوذر کا شوق اور بڑھا اور وہ خود سوار ہو کر مکہ آئے اور کعبہ میں داخل ہوئے کہ خدا

کے اس رسول کا پتہ لگائیں کسی سے پوچھنا مشکل تھا رات ہو گئی اور وہ لیٹ گئے۔ حضرت علی کا ادھر سے گذر ہوا تو وہ سمجھے

کہ یہ کوئی پردیسی ہے حضرت علی نے ان کی طرف دیکھا وہ پیچھے ہو لئے راستہ میں ایک نے دوسرے سے بات نہ کی رات بھر وہ ان کے گھر رہے صبح ہوئی تو وہ پھر کعبہ چلے آئے اور اس دن گذار رات آئی تو چاہا کہ یہیں لیٹے رہیں کہ پھر حضرت علی مرتضیٰ کا گذر ہوا اور ان کے ساتھ لے کر چلے راستہ میں پوچھا کہ تم کدھر آئے ہو انہوں نے جو ماجرا بتایا کیا۔ فرمایا سچ ہے خدا کے وہ رسول ہیں اچھا صبح کو میرے ساتھ چلنا صبح ہوئی تو وہ ان کو لے کر خدا کے رسول کے ہاں چلے جب وہاں پہنچے اور آپ کی باتیں سنیں تو دل کی بات زبان پر آگئی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا اس وقت اپنے گھر چلے جاؤ انہوں نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم اس کلمہ کو ان کافروں کے سامنے چیخ کر کہوں گا یہ کہہ کر وہ کعبہ میں آئے اور بڑے زور سے چیخ کر پکارا

اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد رسول اللہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

کافروں نے یہ بات سنی تو سب نے مل کر ان کو بُری طرح مارا حضرت عباس آپ ﷺ کے چچا دوڑ کر آئے اور ان کو بچالیا اور قریش سے کہا کہ تم کو معلوم نہیں کہ یہ غفار کے قبیلہ کا آدمی ہے اور تمہاری تجارت کا راستہ ادھر ہی سے گزرتا ہے تب قریش نے بڑی مشکل سے ان کو چھوڑا۔ دوسرے دن پھر وہ کعبہ میں آئے اور اسی طرح زور سے چلا کر اسلام کا کلمہ پڑھا کافر پھر دوڑے اور ان کو مارنے لگے اور پھر حضرت عباس نے آ کر ان کو چھڑایا یہ تھا صحابہ کے عشق کا نشہ جو اتارے نہ اترتا تھا۔

عشاق کا امتحان

قریش نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور یہ سیلاب رو کے نہیں رکتا تو انہوں نے زور اور ظلم کی ٹھان لی جس غریب مسلمان پر جس کافر کا بس چلتا اس کو طرح طرح سے ستانے لگا دو پہر کو عرب کی ریگستانی اور پتھریلی زمین بے حد گرم ہو جاتی ہے اس وقت وہ بے یار و مددگار مسلمانوں کو پکڑ کر اس تیز دھوپ میں اسی گرم زمین پر لٹاتے چھاتی پر بھاری پتھر رکھ دیتے، بدن پر گرم کوئلہ بچھاتے، لوہے کو آگ پر گرم کر کے اس سے داغے یہ وہ سزائیں تھیں جو بلال اور صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو مسلمان غلاموں کو دی جاتی ہے۔

اس سے بھی تسکین نہ ہوتی تو حضرت بلال کے گلے میں رسی باندھتے اور ڈنڈوں کے حوالے کرتے اور وہ ان کو گلیوں میں گھیٹتے پھرتے لیکن ان کا یہ حال تھا کہ اس حالت میں زبان پر ”احد احد“ ہوتا یعنی وہ خدا ایک ہے وہ خدا ایک

ہے۔

صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غلام تھے جو مسلمان ہو گئے تھے ان کو پکڑ کر اتنا مارتے تھے ان کے ہوش دھواس جاتے رہتے تھے۔

خباہ ابن ارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خباہ ابن ارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قدیم الاسلام تھے ان کی طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں یہاں تک کہ ایک دن گرم کوئلوں پر ان کو چیت لٹایا گیا اور اس وقت تک نہ چھوڑا گیا جب تک کوئلے ٹھنڈے نہ گئے۔

حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت یاسر اور ان کے بیٹے عمار اور بیوی سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ تینوں مکہ کے غریبوں میں تھے اور اسلام لانے والوں میں بہت پہلے ہیں یاسر تو کافروں کے ہاتھوں سے تکلیفیں اٹھاتے اٹھاتے رہ گئے سمیہ کو ابو جہل نے ایسی بر جھی ماری کہ وہ جاں بحق ہو گئیں۔ عمار کو تپتی ہوئی زمین پر لٹا کر اتنا مارتے کہ وہ بے ہوش ہو جاتے۔ زبیرہ ایک مسلمان باندی تھیں ابو جہل نے ان کو اتنا مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں اور دوسرے غریب مسلمانوں اور نو مسلم غلاموں اور کنیزوں کو ایسی ہی سزائیں دی جاتیں۔

دیگر اور عشاق

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ان کے چچا نے ان کو رسی میں باندھ کر مارا۔ سعد بن زید اور ان کی بیوی فاطمہ کو جو حضرت عمر کی بہن تھیں حضرت عمر رسی سے جکڑ دیتے تھے حضرت زبیر مسلمان ہوئے تو ان کے چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر ان کی ناک میں دھواں دیتے تھے عبداللہ بن مسعود مسلمان ہوئے تو کعبہ میں جا کر سورہ رحمن پڑھنا شروع کیا کافر ہر طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے اور بُری طرح مارا۔

عشق میں اضافہ کا درس رسول

کبھی عشاق حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ سے کافروں کی شکایت کرتے اور عرض کرتے کہ یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ مسلمانوں کو امن ملے۔ آپ ان کو تسلی دلا سادیتے اور اگلے پیغمبروں کا حال سناتے اور انہوں نے حق کی راہ میں جو تکلیفیں اٹھائیں ان کو بیان کرتے اور فرماتے کہ حق کا آفتاب زیادہ دیر بادل میں چھپا نہیں رہ سکتا ایک زمانہ آئے گا جب خدا تم کو

غلبہ دے گا تم سے پہلے کسی پیغمبر کو آڑے سے چیر دیا گیا، کسی کا گوشت لوہے کی کنگھی سے چھیل دیا گیا مگر انہوں نے حق کو نہیں چھوڑا۔

کفار مکہ کی اذیتوں پر حبش کی ہجرت پیش آئی

ایک شہر سے دوسرے شہر چلے جانے کو ہجرت کہتے ہیں عرب کا ملک سمندر کے کنارے ہے اور حجاز جس سمندر کے کنارے ہے اور کانام بحر احمر ہے۔ بحر احمر کے کنارے افریقہ میں حبش کا ملک ہے وہاں کا عیسائی بادشاہ بہت نیک تھا مسلمانوں کی تکلیفیں جب بڑھ گئیں تو نبوت کے پانچویں سال حضرت رسول خدا ﷺ کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتیں کشتی میں بیٹھ کر حبش کو روانہ ہو گئے۔

ترجمہ ۵۰

اے عاشق مستانہ تو اس مثل (مذکورہ بیان) سے پیش کرنے سے فارغ ہو گیا ہے لیکن تو بارگاہِ ہوش سے فارغ ہو چکا ہوں (کیونکہ مجھے عشق کی لذت سے ہوش ہی نہیں)

شرح

عشق کی داستانوں سے عاشق کے عشق میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے عاشق سے فرمایا کہ مانا کہ تو نے عشق کی باتیں سنیں اس سے تیرے عشق میں اضافہ ہوا لیکن میرا حال یہ ہے کہ مجھے اس سے اور آگے کی منازل سامنے ہیں وہ یہ عشق صرف دنیا میں نہیں بلکہ قبر میں یہی تحفہ لے کر جاؤں گا چنانچہ فرمایا

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے اندھیری رات تھی چراغ لے کے چلے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عشق کا درس ملا

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ عشق کی منازل کو آگے بڑھانے میں حریص ہیں کیونکہ آپ نے یہی سبق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سیکھا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کے روزیے مقرر کئے، اسامہ بن زید کے لئے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائے اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کے لئے صرف تین ہزار۔ حضرت عبداللہ نے پوچھا کہ اباجی آپ اسامہ کو مجھ پر فضیلت کیوں دیتے ہیں خدا کی قسم وہ کبھی غزوہ میں مجھ سے پہلے نہیں گئے۔ آپ نے فرمایا کہ زید میرے آقا حضرت محمد ﷺ کو تیرے باپ سے زیادہ پیارے اور اسامہ تجھ سے زیادہ محبوب تھے

ماثر حب رسول اللہ ﷺ علی حبی اس لئے میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیار کو اپنے پیار پر ترجیح دی۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق گشت کر رہے تھے کہ عورت رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہی تھی

صلی علیہ الطیبون الاخبار

علی محمد صلوة الابرار

یالیت شعری والمنایا اطوار

قد کان قواما بکی الاسحار

هل تجمعننى وحبیبی ابدار

حضور اکرم ﷺ پر ابرار و اخیار اور پاک لوگوں کے درود ہوں آپ کی حالت یہ تھی کہ راتوں کو اللہ کی عبادت میں کھڑے کھڑے روتے رہتے تھے اے کاش مجھے یہ یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد بھی حضور ﷺ کی زیارت ہوگی بس ایک یہی تمنا ہے اپنی موت کا تو علم نہیں کب اور کہاں ہو اس لئے موتوں کے اطوار تو مختلف ہوتے ہیں۔

حضرت عمر بھی وہیں بیٹھ گئے اور روتے رہے اس کے بعد چند دن تک صاحب فراش رہے۔

ترجمہ ۵۱

میں ایسی تمثیلوں سے ہی عشق کا طالب رہتا ہوں اب بھی عجیب بات ہے کہ میں اسی تمثیل کی طرف چلا گیا ہوں تاکہ عشق کا تذکرہ بار بار سامنے آتا رہے۔

حل لغات ۵۲

کروفر (مؤنٹ) رعب، شان دھوم، ٹھاٹ۔

ترجمہ

اس کروفر میں تعجب کرتا رہ گیا حیرت درحیرت میں ہوں۔

ترجمہ ۵۳

یہ سخن تو بیان سے ختم نہ ہو گا سو ابدانتہا کو پہنچیں تب بھی وہ جوں کا توں ہو گا۔

ترجمہ ۵۴

قیامت تک بھی یہ ختم نہ ہو گا اسے ختم کر ہدایت کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

شرح

عشق حضور اکرم ﷺ کے قرب کا وسیلہ ہے جیسے حضور اکرم ﷺ کی صفات کا بیان ناپیدا کنار سمندر ہے ایسے ہی

آپ سے عشق کا حال ہے

نہ چننش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں بماند تشنه مستسقی و دریا ہم چناں باقی

اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ کی نعت میں اس موضوع پر فقر کی ایک تصنیف ہے۔

لا یمکن الشناء

اس میں فقیر نے قرآن و احادیث اور اقوالِ اسلاف رحمہم اللہ سے ثابت کیا ہے کہ ارض و سما اڑی چوٹی کا زور لگائیں تب بھی وہ آپ کے مکارم اور اوصاف جمیلہ سے ایک ذرہ بھر بھی نہ لکھ سکیں گے آپ کی ذات و صفات سمجھنا تو درکنار اس کا ادراک بھی نہ کر سکیں گے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم کان ذات پاک مرتبہ دان محمد است

اے غالب ہم نے خواجہ کائنات ﷺ کی مدح اللہ تعالیٰ کو سپرد کیا اس لئے کہ وہی ذاتِ پاک حضور محمد عربی ﷺ کی قدرو منزلت جانتی ہے۔ جگر مراد آبادی نے کہا ہے

اے مثل تودر جہاں نگارے یزداں دگر نہ آفرید

اے آنکہ بر امتزاج کامل در جملہ بر صفاتِ برگزید

اے وہ ذات کہ آپ جیسا جہان میں کوئی محبوب پیدا ہی نہیں کیا۔

اے وہ ذات کہ امتزاجِ کامل پر آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام صفات میں برگزیدہ بنایا۔

ترجمہ ۵۶

بیان کے ہونٹوں پر خاموشی بمنزلہ مہر کے ہے اسی مضمون کو آغاز کی طرح باگ موڑیے۔

ترجمہ ۵۷

اسماعیلیوں کے فرقوں میں سے ایک فرقہ اور ہے اس نے سلطانِ کونین ﷺ کے بارے میں توہین کے لئے کمر

باندھی ہے۔

شرح

یہ مولوی قاسم نانوتوی کی طرف اشارہ ہے یہ فرقہ دیوبند کی بنیاد رکھنے کے بعد شروع ہوا۔ یاد رہے دارالعلوم

دیوبند کا بانی نہیں دیوبندی فرقہ نے محض نمبر بنانے کے لئے مولوی قاسم نانوتوی کو مشہور کر رکھا ہے۔ انوار الباری شرح

البخاری میں احمد رضا بجنوری تلمیذ مولوی انور کشمیری نے اس کی سخت تردید کی ہے۔

انکار ختم نبوت

اس گمراہ عقیدہ کی بنیاد مولوی قاسم نانوتوی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند نے رکھی چنانچہ اس کی اپنی بیان کردہ

عبارت ملاحظہ ہوں

”اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم (☆) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر

اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ”وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ

النَّبِيِّينَ“ فرمانا اس صورت میں کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ ۶۰۵)

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ ۲۲)

(☆) اصل میں یوں ہی ہے۔ ہم اہل سنت کہتے اور لکھتے ہیں ”صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ (اویسی غفرلہ)

فائدہ

تحذیر الناس کی عقیدہ ختم نبوت کے منافی عبارات یہ ہیں جن پر اکابر عرب و عجم نے فتویٰ کفر صادر فرمایا۔

انتباہ

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس نامی ایک کتاب لکھ کر مسلمانان ہند میں فتنہ کی بنیاد ڈالی۔

اس کتاب سے مرزائیوں، قادیانیوں اور دیگر جدید نبوت کے بانیوں کو بہت فائدہ پہنچا یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام

احمد قادیانی نے اپنے نام نہاد دعویٰ نبوت کی بنیاد تحذیر الناس پر رکھی ہے۔ ملاحظہ ہو قادیانی کتب۔

مولوی محمد قاسم صاحب نے ختم نبوت کے وہ معنی بتائے ہیں جو آج تک مسلمانوں میں رائج نہ تھے اور تمام علماء

وفقیہاء و متقدمین و متاخرین کی تصریحات اور خود سرکار رسالت ﷺ کے فرمان ”لا نبی بعدی“ کے سراسر منافی تھے خود مہتمم

مدرسہ دیوبند کی سوانح میں ہے

”نیز اسی زمانہ میں تحذیر الناس نامی رسالہ کے بعد دعاوی کی وجہ سے بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا امام

الکبیر (مولوی قاسم) پر طعن و تشنیع کا سلسلہ جاری تھا۔ (جلد اول صفحہ ۳۷۰)

نہ طرف طعن و تشنیع بلکہ اس رسالہ (تحذیر الناس) کے رد میں متعدد تصانیف معرض وجود میں آئیں چنانچہ کتاب

مولانا احسن نانوتوی کے صفحہ ۹۱ پر ہے کہ اثر ابن عباس کی بحث اور مناظرہ احمدیہ اور تحذیر الناس کے جواب میں کئی رسالے لکھے گئے۔ ہمارے مطالعہ و علم میں مندرجہ ذیل رسالے آئے ہیں۔

(۱) تحقیقات محمد حل او ہام نجدیہ ۱۲۸۹ھ، ۱۸۷۲ء از مولوی فضل مجید بدایونی، المتوفی ۱۳۲۲ھ تلمیذ مولانا عبد القادر بدایونی

﴿۲﴾ الکلام الاحسن، مولانا احسن نانوتوی کے رد میں مولوی ہدایت علی بریلوی کا رسالہ ہے۔

(۳) تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال ۱۲۹۱ھ، ۸۷۴ھ مولانا مفتی حافظ بخش بدایونی اس رسالہ میں مناظرہ احمدیہ

اور تحذیر الناس کا رد کیا گیا ہے۔ مولوی نقی علی خاں کی حمایت کی گئی ہے۔

❦ (۴) قول الفصحیح، مولوی فصیح الدین بدایونی۔

(۵) افادات صدیہ

(۶) در رساله قانون شریعت

(۷) ابطال اغلاط قاسمیہ از مولوی عبید اللہ امام جامع مسجد بمبئی

(۸) فتاویٰ بے نظیر

(۹) کشف الالتباس فی اثر ابن عباس

(۱۰) قسطاس فی موازنۃ اثر ابن عباس وغیرہ (مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۹۱ تا ۹۴) بلکہ خود سوانح قاسمی میں ہے 'اسی

زمانہ میں تحذیر الناس نامی رسالہ کے بعض دعاوی سے بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا امام الکبیر (مولوی محمد قاسم نانوتوی

(۲) پر طعن و تشنیع کا سلسلہ جاری تھا۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۷۰)

متذکرہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوا کہ تحذیر الناس کی کفریہ عبارت پر صرف امام احمد رضا محدث بریلوی قدس

سرہ نے اس پر کفر صادر فرمایا بلکہ آپ سے پہلے بھی مشاہیر علماء کرام نے تردیدیں لکھیں اور کفر کا فتویٰ جاری فرمایا ہاں اعلیٰ

حضرت محدث بریلوی قدس سرہ نے ایسا موثر اقدام فرمایا کہ عرب و عجم کے تمام علماء و مشائخ نے اس منحوس عبارت کو کفر

قرار دیا اور آج تک وہ فتویٰ اسی طرح جوں کا توں ہے لیکن افسوس ہے کہ اسے بار بار آگاہی کے باوجود نہ اس نے اس

کفریہ عبارت سے رجوع اور توبہ کی اور نہ ہی اس کے ماننے والے فضلاء دیوبند اس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں

بلکہ اُلٹا اس کی غلط تاویلاتِ عذر گناہ بدتر از گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

ایک فاضل دیوبند کی حق پسندی

بریلی شریف کو ہمیشہ سے یہ شرف نصیب ہے کہ نبوت کی گستاخی کی سرکوبی یہاں کے علماء و مشائخ کے نامزد ہوئی ہے چنانچہ جب یہ منحوس عبارت نمودار ہوئی تو بریلی شریف سے اس کے خلاف آواز بلند ہوئی تو نانوتوی کے ایک دوسرے ہمنوا نانوتوی نے حق قبول کر کے اعلان تو بہ کیا چنانچہ مولوی محمد احسن نانوتوی نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے والد بزرگوار مولوی (نقی علی) خاں کے ایک ساتھی رحمت حسین کو یہ لکھا

”جناب مخدوم و مکرم بندہ دام مجرہم پس از سلام منسون! التماس یہ ہے کہ واقع میں جواب مرسلہ مولوی نقی علی خان صاحب میری تحریر کے مطابق ہے مجھ کو اس تحریر پر اصرار نہیں جس وقت علماء کے اقوال بامستندہ سے آئیں غلطی ثابت ہوگئی میں فوراً اس کو مان لوں گا مگر مولوی (نقی علی) خان صاحب نے براہ مسافرنوازی کوئی غلطی تو ثابت نہیں کی اور نہ مجھ کو اس کی اطلاع دی بلکہ اول ہی کفر کا حکم شائع فرمایا اور تمام بریلی میں لوگ اس طرح کہتے پھرے خیر میں نے خدا کے حوالے کیا اگر اس تحریر سے میں عند اللہ کافر ہوں تو تو بہ کرتا ہوں خدا تعالیٰ قبول کرے۔

ترجمہ ۵۸

اس کے دل میں نئے فتنوں کا قصد ہے اس کے لب پر غلط گفتگو ہے۔

شرح

ان فتنہ انگیزوں کا قصد ہی فتنہ انگیزی ہے اور یہ صرف ظن اور گمان ہے بلکہ ان کے کرتوت اور زندگی کا معاشرہ و معاش شاہد ہیں۔

انگریز کے پودے تھے اور اس کے نمک خوار

مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کا انگریز مدرسہ دہلی سے بھی تعلق رہا۔ (تذکرہ علمائے ہند فارسی صفحہ ۲۱۰ نولکھنور

پریس لکھنؤ ۱۹۱۳ء)

یہی وجہ ہے کہ آپ نے آخر دم تک انگریز کا حق نمک ادا کیا اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی اہم خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے ایک ہمعصر و ہم عقیدہ مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی بھی انگریزی سرکاری ملازمت پر تھے بعد میں سبکدوش ہوئے۔ (تذکرہ مولا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۱۹۲)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کچھ زیادہ ذہین نہ تھے انہوں نے مطبع مجتہائی میرٹھ میں ملازمت اختیار کر لی اور

چھاپہ خانہ میں ملازم ہو گئے۔ (کتاب مولا محمد احسن صاحب نانوتوی صفحہ ۲۱۳)

مولوی رحمان علی صاحب مصنف تذکرہ علماء ہند آپ کے دہلی کے انگریزی مدرسہ سے تعلق کے بارے میں لکھتے

ہیں

بعد از فراغ علوم چندی بمدرسہ انگریزی واقع دہلی گزرتہ

بعد فراغت از علوم ایک عرصہ کے بعد ایک انگریزی مدرسہ دہلی میں ملازم ہوئے۔

تبصرہ اویسی

اسی اعتماد پر اسے دارالعلوم دیوبند کا مہتمم بنایا گیا اس کے بعد پانچوں انگلیاں گھی میں۔

عادت

مولوی قاسم نانوتوی اتنا بڑا علامہ نہیں تھا اس کے سوانح نگار نے سوانح قاسم میں اعتراف کیا اور خود مولوی قاسم اپنی عادت لکھتا ہے ”ہم نے اس وقت مسئلہ غلط بنا دیا تھا تمہارے آنے کے بعد ایک شخص نے صحیح مسئلہ ہم کو بتایا اور وہ اس طرح ہے۔ (سوانح قاسم جلد ۱ صفحہ ۲۸۸)

تبصرہ اویسی

ایک معمولی مسئلہ کے لئے تو غلطی کا اعتراف کر لیا لیکن حضور اکرم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی پر مرتے دم تک ڈٹا رہا حالانکہ اس سے علم میں بڑھ کر اس کا ہمنوا اور ہم عقیدہ مولوی محمد احسن نانوتوی نے اعلانِ توبہ کر دیا جس کا ذکر گذشتہ بیت کی شرح میں آ گیا ہے۔

توبہ کیوں نہ کی

قاسم نانوتوی نے اس بڑے جرم (گستاخی رسول ﷺ) سے توبہ اس لئے نہ کی کہ کہیں انگریز سے بے وفائی نہ ہو جائے کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ قادیانی پودا کسی طرح دیوبند کا باغی تھا اور کھلم کھلا قاسم نانوتوی بھی لیکن یہ ”مئے دروں میے بروں“

مزید انکشافات

۳۱ جنوری ۱۸۵۷ء بروز یک شنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسیحی پامرنے اس مدرسہ (دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں

”جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں (مدرسہ دیوبند) میں کوڑیوں میں ہو رہا ہے

جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر رہا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار مد معاون سرکار ہے“ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۲۱۷)

مولوی اشرف علی تھانوی کا چھ سو ماہوار انگریزوں سے حاصل کرنے کا انکشاف مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے خود کیا۔ (مکالمۃ الصدرین)

مولوی رشید احمد گنگوہی کی انگریزوں سے وفاداری کا اس کی سوانح عمری ”تذکرۃ الرشید“ میں مفصل ہے۔ اسی لئے انگریزوں کے سایہ تلے انہیں کھل کر انگریزوں کا موقعہ ملا ان کی گستاخیوں اور بے ادبیوں کی تفصیل امام احمد رضا محدث بریلوی نے رسالہ ”الاستمداد“ میں بتائی ہے۔

ترجمہ ۵۹

چھ طبقات زمین میں اللہ تعالیٰ نے چھ انبیاء و مرسلین بھیجے ہیں۔

شرح

یہ قاسم نانوتوی کے دعویٰ کی دلیل کی طرف اشارہ ہے جو اپنے دعویٰ میں تحذیر الناس میں ایک قول ابن عباس نے لکھا ہے۔

ان الله خلق سبع ارضين في كل ارض آدم كما ولکم ونوح کنو حکم و ابراهيم ابراهيمکم و عيسىٰ کعيسکم و نبی کنبيکم . (تحذیر الناس صفحہ ۳)

بیشک اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا کیں ہر زمین آدم ہے تمہارے آدم کی طرح نوح ہے تمہارے نوح کی طرح اور ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم کی طرح اور عیسیٰ ہے تمہارے عیسیٰ کی طرح اور نبی ہمارے نبی کی طرح۔

اس قول (اثر ابن عباس) سے صاف ظاہر ہے کہ ساتوں زمینوں میں ایک ایک نبی بلکہ خاتم النبیین ہے لہذا ہمارے رسول کریم خاتم النبیین کے علاوہ چھ خاتم بقیہ زمینوں میں مزید ثابت ہوئے۔ اسی اثر (ابن عباس) کی بنیاد پر مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس تصنیف کی جس کی وجہ سے اس پر کفر کا فتویٰ صادر ہوا اور نہ صرف امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ بلکہ آپ سے درجنوں سال پہلے درجنوں رسائل قاسم نانوتوی کے خلاف لکھے گئے اور اسے توبہ کی دعوت دی گئی لیکن نہ اسے توبہ کی توفیق ہوئی اور نہ اس غلطی کا اعتراف کیا اس لئے اس پر کفر لازم ہو گیا بلکہ جو اس کی اس حرکت پر راضی ہیں یا بیجا تاویل کرتے ہیں وہ بھی اس جرم میں اس کے شریک ہیں جیسے اسلام کا مسلم ضابطہ ہے کہ

”رضی الکفر“ (شفاء وغیرہ) کفر پر رضا بھی کفر ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

تحدیر الناس کی وہ عبارات جس پر کفر و ارتداد کا فتویٰ علماء و مشائخ عرب و عجم نے صادر فرمایا فقیر پہلے لکھ چکا ہے یہاں اس کے اس قول ابن عباس سے استدلال کے متعلق عرض ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی صحت میں محدثین کو اختلاف ہے جب سرے سے اثر ابن عباس کی صحت میں اختلاف ہے تو پھر اس سے استدلال کیسا جب کہ اسے نص قطعی ”خاتم النبیین“ کے مقابلہ میں کوئی وقعت ہی نہیں لیکن اس کے باوجود مولوی قاسم نانوتوی نے نص قطعی کے مقابلہ اس اثر ابن عباس کو صحیح ثابت کرتے کرتے خود کافر و مرتد بن بیٹھے۔ تحدیر الناس کو پڑھیں خود معلوم ہو جائے گا کہ قاسم نانوتوی اس میں قصور وار ہے یا نہیں ہماری بات پر اعتبار نہ آئے تو مولوی انور کشمیری جو دیوبندی فرقہ کا ایک مضبوط پایہ ہے اس نے بھی مولوی قاسم نانوتوی کی اس روش سے اختلاف کیا ہے مثلاً مولوی قاسم نانوتوی نے اس تحدیر الناس صفحہ ۳۳۵ پر اس اثر ابن عباس کے متعلق لکھا کہ تو بایں وجہ کہ بالمعنی مرفوع ہے اور باعتبار سند صحیح۔

اس عبارت میں صاف ہے کہ قاسم نانوتوی محققین کی تحقیق سے ہٹ کر اس اثر ابن عباس کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش میں ہے حالانکہ مولوی انور کشمیری فیض الباری شرح البخاری میں اس کے خلاف لکھتا ہے۔

والظاهر انه ليس بمرفوع واذا ظهر عندنا منشاء فلا ينبغي للانسان ان يعجز نفسه في سرحه مع

كونه شاذاً بمرة. (فیض الباری جلد ۳ صفحہ ۳۳۳)

اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اثر مرفوع نہیں ہے اور جب ان کا منشاء ہم پر ظاہر ہو گیا (کہ یہ محض عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب کیا ہوا قول ہے۔ ناقل) تو اب انسان کے لئے یہ بات لائق نہیں کہ وہ اس کی شرح میں اپنے آپ کو عاجز کر دے باوجود یکہ وہ مرہ (راوی) کی وجہ سے شاذ ہے۔ انتہی

تحدیر الناس پر فیض الباری کی جرح

صرف یہی نہیں بلکہ مولوی انور شاہ نے فیض الباری میں اسی مقام پر نانوتوی صاحب کے رسالہ تحدیر الناس کا ذکر بھی کیا ہے اور عجیب انداز میں اُس کے انداز پر جرح کی ہے۔ فرماتے ہیں

وقد الف مولانا النانوتوی رسالۃ مستقلة شرح الاثر المذكور بماها تحذیر الناس عن انکار اثر ابن

عباس و حقق فیہا ان خاتمیتہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} لا یخالف ان یکون خاتم اخر فی ارض اخری کما هو مذکور

فی اثر ابن عباس ریلوح من کلام مولانا النانوتوی ان یکون لكل ارض سماء ايضاً كما لا رضاء الذي يظهر من القرآن كون السموات السبع كلها لملك الاربطه۔ (فيض الباری جلد ۳ صفحہ ۳۳۳)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر مذکور کی شرح میں مولانا نانوتوی نے ایک مستقل رسالہ ”تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس“ لکھا ہے اور اس میں ثابت کیا ہے کہ اگر کوئی اور خاتم کسی دوسری زمین میں ہو تو محمد رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کے خلاف نہیں جب کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس اثر میں مذکور ہے اور نانوتوی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر زمین کے لئے بھی اسی طرح آسمان ہو جیسے ہماری زمین کے لئے ہے قرآن مجید سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ساتوں آسمان اسی زمین کے لئے ہیں۔

مولانا انور شاہ صاحب کا نانوتوی صاحب پر طنز لطیف

دیکھئے کس وضاحت کے ساتھ مولانا انور شاہ صاحب نے نانوتوی صاحب کے کلام کو قرآن مجید کے خلاف قرار دیا ہے۔ اس کے بعد مولانا انور شاہ صاحب نے اثر مذکور کے متعلق اپنا وہی مسلک بیان کیا ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں اور ساتھ ہی شاہ صاحب نے نانوتوی صاحب پر نہایت لطیف انداز میں طنز کیا ہے فرماتے ہیں

والحاصل انا وجدنا الاثر المذكور مثاذا لا يتعلق به امر من صلواتنا وصيامنا ولا يتوقف عليه شئ

من ايماننا راينا ان نترك شرحه وان كان لا بد لك ان تقتحم في ماليس لك به علم فقل على طريق

ارباب الحقائق ان سبع ارضين لعلها عبارة عن سبعة عوالم وقد صح منها ثلاثة عالم الا جسام وعالم

المثال الارواح. اما عالم الذر عالم النسمة فقد ورد به الحديث ايضاً لكننا لاندرى هل هو عالم

براسه ام لا فهذه خمسة عوالم و اخرج نحوها اثنين ايضاً فالشئ الواحد لا يمر من هذا العالم الا

ويا خذا حكامه وقد ثبت عند الشرع وجودات للشئ قيل وجوده في هذا العالم وحينئذ يمكن

لك ان تلتزم كون النبي الواحد في عوالم مختلفة بدون محذور. انتهى (فيض الباری جلد ۳ صفحہ ۳۳۴)

اور حاصل کلام یہ ہے کہ جب ہم نے اثر مذکور کو شاذ پایا اور اس کے ساتھ ہماری نماز اور روزے کا کوئی امر بھی متعلق نہیں نہ

اس پر ہمارے ایمان سے کوئی امر موقوف ہے تو ہم نے مناسب جانا کہ اس کی شرح کو ترک کر دیں اور (اے مخاطب) اگر

تیرے لئے کوئی چارہ نہیں اور تو اس بات پر مجبور ہے کہ ایسی چیز میں دخل انداز ہو جس کے بارے میں تجھے کچھ علم نہیں

(یعنی اثر مذکور کے بارے میں تو ضرور کچھ کہنا چاہتا ہے) تو ارباب حقائق کے طریق پر تجھے یہ کہنا چاہیے کہ غالباً اثر مذکور میں سات

زمینوں کے لفظ سے سات عالموں کو تعبیر کیا گیا ہے جن میں سے تین کا وجود تو صحت کے درجہ کو پہنچ چکا ہے عالم اجسام، عالم مثال، عالم برزخ، پھر عالم نور، عالم نسمیہ تو بے شک ان دونوں کے متعلق بھی حدیث وارد ہوئی ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ یہ دونوں مستقل عالم ہیں یا نہیں پس یہ پانچ عالم ہیں اور انہیں پانچ کی طرح دو اور بھی نکال لے (تا کہ پورے سات ہو جائیں) تو ایک چیز اس عالم سے دوسرے عالم کی طرف نہیں گزرتی لیکن اس حال میں گزرتی ہے کہ اس عالم کے احکام لے لیتی ہے اور بے شک ایک شئی کے لئے اس کے اس عالم میں آنے سے پہلے کئی وجود شرع مطہرہ میں ثابت ہو چکے ہیں اور اس وقت تیرے لئے بغیر کسی دشواری کے یہ ممکن ہے کہ تو مختلف عالموں میں ایک ہی نبی کے ہونے کا التزام کر لے۔

انور کشمیری کا تحذیر پر رد اور امام احمد رضا کی تائید

شاہ صاحب نے اس عبارت میں بیہتی کی تصحیح نقل کرنے کے باوجود اثر مذکور کی صحت کی تسلیم نہیں کیا اور اس کو محض لفظ شاذ سے تعبیر فرمایا اسی طرح ”والظاہر انہ لیس بمر فوع“ کہہ کر اس کے مطلقاً مرفوع ہونے کی نفی کر دی اور کسی ایک جگہ بھی اس کے بالمعنی مرفوع ہونے کا قول نہیں کیا اور صاف کہہ دیا کہ ہمارے اعمال و عقائد میں سے کوئی شئی اس اثر عبد اللہ ابن عباس سے متعلق نہیں اس لئے ہم اس کی شرح چھوڑتے ہیں یہ نا نو تو ی صاحب پر ایک قسم کا لطیف طنز ہے۔

کیونکہ نا نو تو ی صاحب نے یہ تسلیم کر لینے کے باوجود کہ واقعی اثر عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اصول دین اور عقائد و اعمال سے قطعاً متعلق نہیں اس کی شرح میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ مزید برآں شاہ صاحب نے اثر مذکور میں کلام کرنے کے لئے اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے تو اسے وہ بات نہیں کہنی چاہیے جو نا نو تو ی صاحب نے کہی بلکہ ارباب حقائق کے طور پر کلام کرنا چاہیے اور وہ یہ کہ سات زمینوں سے سات عالم مراد لئے جائیں اور انبیاء مذکور میں سے ہر نبی کو ہر عالم میں تسلیم کیا جائے کیونکہ عند الشرع ایک شئی کے متعدد وجود ہوتے ہیں لہذا ایک ہی نبی کا ساتوں عالموں میں پایا جانا دشوار نہیں۔

اثر عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اثر مذکور معلل و ضعیف ہے اور اگر بالفرض اس کی صحت کو تسلیم کر لیا جائے تو نا نو تو ی صاحب کی تو جیہات کتاب و سنت کے قطعاً منافی ہیں۔

نیز اس بیان سے یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ مولانا انور شاہ صاحب کشمیری نا نو تو ی صاحب کی تو جیہات سے بیزار ہیں اور انہوں نے بھی اسی تو جیہہ کو پسند فرمایا جسے ہم عرض کر چکے ہیں۔

اثر ابن عباس اور اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ

فقیر اویسی غفرلہ نے اس اثر کی تشریح و تفصیل میں ایک رسالہ لکھا ہے اس کی سند پر اس میں بحث کی ہے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کے تاثرات اس میں جمع کئے ہیں یہاں صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں جس پر مخالفین کو اعتماد ہے یعنی صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح المعانی میں اثر مذکور کے متعلق رقم طراز ہیں

قال الذہبی اسنادہ صحیح ولكنه شاذ بمرہ لا اعلم لابی الضحیٰ علیہ متابعا

ذہبی نے کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے لیکن یہ شاذ بمرہ ہے ابو الضحیٰ کے لئے اس پر کسی متابعت کرنے والے کو میں نہیں جانتا۔

وذكر أبو حيان في البحر ونحوه عن العبر وقال هذا حديث لا شك في وضعه وهو من رواة

الواقدي الكذاب وأقول لا مانع عقلا ولا شرعا من صحته والمراد أن في كل أرض خلقا يرجعون

إلى أصل واحد رجوع بني آدم في أرضنا إلى آدم عليه السلام وفيه أفراد ممتازون على سائرهم

كنوح وإبراهيم وغيرهما فينا. (روح المعانی پارہ ۲۸، صفحہ ۱۲۳ طبع جدید صفحہ ۱۲۵ طبع قدیم)

ابو حیان نے بحر میں اس کے ہم معنی روایت حبر الامیہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہے اس کے بعد فرمایا کہ اس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں اور وہ واقدی کذاب کی روایت سے ہے۔

اور میں کہتا ہوں کہ عقلاً و شرعاً اس حدیث کی صحت سے کوئی امر مانع نہیں اس سے یہ مراد ہے کہ ہر زمین میں مخلوق ہے جو اصل واحد کی طرف رجوع کرتی ہے جیسے ہماری زمین میں بنی آدم آدم علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور ہر زمین میں کچھ ایسے افراد ہیں جو اپنے بقیہ افراد پر اسی طرح امتیازی شان رکھتے ہیں جیسے نوح اور ابراہیم وغیرہما علیہم السلام ہم میں ممتاز ہیں۔ انتہی

علامہ سید محمود آلوسی نے بھی صحت حدیث کا ذکر صرف اس امر پر رکھا کہ اس حدیث میں ہر زمین میں جن حضرات

کا ذکر ہے وہ انبیاء اللہ نہیں بلکہ امتیازی شان میں ان کے مشابہ ہیں۔

چھ زمینوں میں انبیاء اللہ نہیں پائے جاتے بلکہ سیادت و قیادت اور عظمت و امتیازی حیثیت میں انبیاء علیہم السلام

سے مشابہت رکھتے ہیں اور ان کی قائم مقامی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کی یہ توجیہ نا تووی

صاحب کے خلاف نا قابل رد شہادت اور ان کے خود ساختہ مسلک کی تردید شدید ہے اس اثر اور مسئلہ ختم نبوت کی تحقیق

ملاحظہ ہو۔ (المشیر برد اتحدیر، تصنیف غزالی زمان الاستاد علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ترجمہ ۶۰

چھ آدم جیسے چھ موسیٰ جیسے چھ مسیح جیسے چھ خلیل اللہ جیسے چھ نوح اور النجیح جیسے (علی نبینا وعلیہم السلام)

شرح

یہ شعر مولوی قاسم نانوتوی کے غلط عقیدہ کا ترجمان ہے جیسے فقیر پہلے عرض کر چکا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بل بوتے پر چھ زمینوں میں چھ انبیاء ثابت کئے حالانکہ یہ عقیدہ کفریہ ہے۔ اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سخت جرح و تعدیل کے بعد اسلاف صالحین نے اس اثر کی صحت کی تسلیم کے بعد کچھ اور مرادیں لی ہیں جن سے مولوی قاسم نانوتوی کی نادانی و سفاہت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔ فقیر یہاں پر صرف اپنے ایک محقق اہل سنت کے حوالہ پر اکتفا کرتا ہے۔

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی آفندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علماء محققین سے ایک معنی نقل کئے ہیں آپ

اسی حدیث ”آدم کا و مکم“ کے تحت فرماتے ہیں

معناه ان فی کل ارض خلقا لهم سادة یقومون علیہم مقام آدم ونوح و ابراهیم و عیسیٰ فینا ، قال السخاوی : فی المقاصد الحسنة حدیث الأرضون سبع فی کل ارض من الخلق مثل ما فی هذه حتی آدم کآدمکم و ابراهیم کابرہیمم هو مجهول ان صح نقله عن ابن عباس رضی اللہ عنہما علی أنه أخذہ عن الإسرائیلیات أی أقاویل بنی اسرائیل مما ذکر فی التوراة أو أخذہ من علمائہم و مشایخہم کم افی شرح النخبة و ذلک و أمثاله إذا لم یخبر به ویصح سندہ إلی معصوم فهو مردود علی قائلہ انتہی کلام المقاصد مع تفسیر الإسرائیلیات و قال فی إنسان العیون قد جاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قوله تعالیٰ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ قَالَ سبع أرضین فی کل ارض نبی کنبیکم و آدم کآدمکم و نوح کنوحکم و ابراهیم کابرہیمکم و عیسیٰ کعیساکم رواہ الحاکم فی المستدرک و قال صحیح الإسناد و قال البیہقی إسناده صحیح لكنه شاذ بالمرّة أی لأنه لا یلزم من صحة الإسناد و قال البیہقی إسناده صحیح لكنه شاذ بالمرّة أی لأنه لا یلزم من صحة الإسناد صحة الثمن فقد یكون فیہ مع صحة إسناده ما یمنع صحته فهو ضعیف قال الجلال السیوطی

ويمكن أن يؤول على أن لمراد بهم النذر الذين كانوا يبلغون الجن عن أنبياء البشر ولا يعد أن يسمى كل منهم باسم النبي الذي يبلغ عنه هذا كلامه وحينئذ كان لنبينا عليه السلام رسول من الجن اسمه كاسمه ولعل المراد اسمه المشهور وهو محمد فليأمل انتهى

ما في إنسان العيون. (روح البیان جلد ۱۰ پارہ ۲۸ مطبوعہ مصر صفحہ ۴۴، ۴۵)

محققین نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر زمین میں اللہ کی مخلوق ہے اور اس کے سردار ہیں جو ان پر ہمارے آدم و نوح اور ابراہیم و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قائم مقام ہو کر ان کی قیادت و سیادت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

علامہ سخاوی نے مقاصد حسنہ میں اس حدیث کو مجہول کہا اگرچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی نقل صحیح ہے مجہول ہونا اس بات پر مبنی ہے کہ انہوں نے اسرائیلیات یعنی بنی اسرائیل کی ان اقاول سے لیا ہے جو توراۃ میں مذکور ہیں یا علماء و مشائخ بنی اسرائیل سے لیا ہے جیسا کہ شرح نخبہ میں ہے یہ اور اسی قسم کی روایات جب اخبار اور سند کے اعتبار سے نبی معصوم ﷺ تک صحت کے ساتھ پایہ ثبوت تک نہ پہنچی ہوں تو وہ اسی شخص پر رد کر دی جائیں گی جو ان کا قائل ہے۔

اور انسان العیون میں کہا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قول خداوندی ”ومن الارض مثمن“ کی تفسیر میں حدیث ”نبی کنبیکم و آدم کا و مکم (الحديث) مروی ہے اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اسے صحیح الاسناد بتایا اور بیہقی نے کہا اس کی اسناد صحیح ہے لیکن وہ مرہ (راوی) کے ساتھ شاذ ہے یعنی اس لئے کہ صحت اسناد سے صحت متن لازم نہیں آتی کیونکہ کبھی باوجود صحت اسناد کے متن میں ایسی بات ہوتی ہے جو صحت متن سے مانع ہوتی ہے لہذا وہ ضعیف ہے۔

جلال الدین سیوطی نے کہا کہ اس روایت کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ آدم و نوح اور ابراہیم و عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام سے وہ پیغامبر مراد ہیں جو انبیاء بشر کی طرف سے جنات کو پیغام پہنچایا کرتے تھے اور یہ بعید نہیں کہ ان پیغامبروں میں سے ہر ایک اسی نبی کے نام سے موسوم ہو جس کا وہ پیغام رساں ہوتا تھا یہ جلال الدین سیوطی کا کلام ہے اس وقت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کا ایک قاصد از قوم جن تھا جس کا نام نبی کریم ﷺ کے نام کی طرح تھا اور شاید نام سے حضور کا مشہور نام مراد ہے جو ”محمد“ ہے۔

یہاں تاہل کرنا چاہیے انسان العیون کی عبارت ختم ہوئی۔

روح البیان کی اس منقولہ عبارت کا مفاد حسب ذیل ہے

بقیہ زمینوں میں جن حضرات کا ذکر اثر مذکور میں وارد ہے درحقیقت وہ انبیاء اللہ نہیں بلکہ رسل انبیاء بشر ہیں اور آدم و نوح و ابراہیم و عیسیٰ علیہم السلام کے قائم مقام ہو کر ہر زمین میں خلق اللہ کی سیادت و قیادت کے امور انجام دیتے ہیں یعنی وہ خود انبیاء نہیں بلکہ وصف سیادت و قیادت میں انبیاء علیہم السلام کے مثل اور ان کے قائم مقام ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مفہوم نانوتوی صاحب کی اس تشریح کے قطعاً خلاف ہے جس پر انہوں نے اپنے نظریات کی بنیاد قائم کی ہے بقیہ چھ زمینوں میں جب کوئی نبی ہی نہیں بلکہ انبیاء کے قائم مقام ہیں تو نانوتوی صاحب کے اس اختراعی نظریہ کی بنیاد ہی ختم ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا پایا جانا حضور کی خاتمیت کے منافی نہیں۔

امام سخاوی کے نزدیک یہ حدیث مجہول ہے اور اس کا ماخذ اقاول بنی اسرائیل کے سوا کچھ نہیں۔

نبیہتی نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح کہا لیکن اس کے باوجود اس کے متن کو ضعیف قرار دیا۔ نانوتوی صاحب نے نبیہتی کے قول میں ”اسنادہ صحیح“ دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ بس یہ حدیث صحیح ہے اور یہ نہ دیکھا کہ صحت اسناد کے لئے صحت متن لازم نہیں کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ سند صحیح ہو اور متن میں کوئی ایسی علت قاذحہ پائی جائے جو اس کی صحت سے مانع ہو اور اس بناء پر وہ متن ضعیف ہو۔ اس روایت میں بالکل یہی صورت پائی جاتی ہے کہ اگر تاویلات ماولین سے قطع نظر کر لی جائے تو ظاہر معنی حدیث رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے منافی ہے اور یہ منافات یقیناً علت قاذحہ ہے جس کی وجہ سے یہ روایت ضعیف قرار پائے گی۔

ترجمہ ۶۱

ان میں چھ ختم الانبیاء جیسے ہیں اور بلند صفات میں وہ حضرت احمد ﷺ جیسے ہیں۔ (معاذ اللہ)

شرح

پہلے تو انبیاء کہنا قادیانی مشن کو تقویت پہنچائی ہے اور اسی تحذیر الناس سے اسے نہ صرف تقویت ملی بلکہ اس نے دعویٰ نبوت کر ہی دیا۔ دیوبندی گروہ نے دروازہ تو کھولا اپنے لئے لیکن داخل ہو گیا کا نا دجال غلام احمد قادیانی۔ پھر شور مچانا شروع کر دیا اور تا حال شور مچا رہے ہیں لیکن وہ بھی ضد کا پکا ٹکڑا کہ جتنا ماریں کھائیں لیکن داخل ہونے کے بعد باہر نکلنا منظور نہ کیا یہاں تک کہ واصل جہنم ہوا بلکہ اسے اپنی نبوت پر اتنا ناز تھا کہ وہ اپنی نبوت کے منکر کو ولد الزنا و ولد الحرام وغیرہ وغیرہ کہتا تھا چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

آئینہ کمالات میں قادیانی نے لکھا کہ

کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی **الا ذریۃ البغایا فانہم لایؤمنون**

ہر مسلمان مجھے قبول کرتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے سوائے ان لوگوں کے جو بدکردار عورتوں کی اولاد ہیں تو وہ ایمان نہیں لاتے۔

نہ اس تحریر سے انکار کیا جاسکتا ہے نہ اس تحریر کی زد سے ستر کروڑ مسلمانوں کا کوئی فرد بچ سکتا ہے۔

مرزا صاحب موصوف نے اپنی کتاب **نجم المحدثی** کے صفحہ ۱۰ پر یہ شعر لکھا ہے

ان العدا صارو خنازیر الفلا **ونساء ہم من دونہن الا کلب**

میرے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ کر ہیں۔

مرزا صاحب نے اپنی مشہور کتاب **حقیقۃ الوحی** میں لکھا کہ کفر کی دو قسم ہے۔

(۱) اللہ و رسول کو نہ ماننا (۲) مسیح موعود کا اقرار نہ کرنا

فائدہ

دوسرے کفر پر غور کیجئے کہ اس اقرار کا سوائے چند مرزائیوں کے سب کو انکار ہے تو کیا بقول غلام احمد قادیانی تمام

دنیا اسلام کے مسلمان کافر ہو گئے۔ ”**لا حول ولا قوۃ الا باللہ**“

ترجمہ ۶۲

ان میں ہر ایک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کمال ظاہری و باطنی میں ہمسری رکھتا ہے۔

شرح

یہ شعر عقیدہ مذکورہ مولوی قاسم نانوتوی اور اس کی دلیل تہ ہے اور دیوبندی فرقہ کے دوسرے عقیدہ کا اظہار۔ وہ

ہے امکان النظر یعنی حضور اکرم ﷺ جیسے اور بے شمار محمد کا ہونا بھی ممکن ہے اس کے برعکس اہل سنت حضور اکرم ﷺ کے

جیسا پیدا ہونا ممتنع ہے فقیر اسے شرح حدائق میں تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہے اور مستقل طور پر دو رسالے تفصیف موجود

ہیں۔ امام اہل علامہ فضل حق خیر آبادی اور مفتی اعظم صدر الدین دہلوی کی تصانیف فارسی میں نہایت اعلیٰ ہیں یہاں اکابر

کے اشعار مبنی بر عقیدہ حاضر ہیں آخر میں مختصراً تشریح بھی عرض کر دوں گا۔ ان شاء اللہ

خود امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

لم یأت نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا

جگ راج کوتا ج تورے سر سو ہے تجھ گوشہ دوسرا جانا

اے اللہ کے حبیب اے میرے محبوب آقا اے میرے ایمان کے مالک اے میرے دین کی جان

میری ہی نہیں کائنات کی آنکھوں نے بھی تجھ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ چشم کائنات تیری نظیر دیکھتی بھی کیسے کہ خالق

کائنات نے کہ جس کا تو حبیب ﷺ ہے تجھ جیسا تو پیدا ہی نہیں فرمایا۔ کائنات میں تاج محبوبی تیرے ہی سر کو زیب ہے تو

اے جان کائنات! عالم امر ہو کہ عالم مثال دونوں جہاں کا بادشاہ ہے اور تو ہی دونوں جہانوں کے دلوں پر حکومت کرنے

والا ہے۔ (ﷺ)

حضور اکرم ﷺ کے عدیم النظیر ہونے کی بابت اعلیٰ حضرت دوسری جگہ فرماتے ہیں

نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ ہو کوئی نہ کبھی ہوا

کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کے ڈھیر کہاں نہیں

اے آقا تو وہ بے مثل و بے نظیر ہے کہ خالق کائنات نے تیری مثال پیدا ہی نہیں فرمائی بلکہ وہ خالق کائنات جس

نے اے میرے پیارے آقا تجھ کو اپنا حبیب بنایا جیسا کہ تو نے خود فرمایا

الا وانا حبیب اللہ ولا فخر

یعنی خبردار ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنا حبیب (ﷺ) بنایا میں اس پر فخر و غرور نہیں کرتا

ہمارا ایمان ہے کہ وہ خالق کائنات کی قسم کھاتے ہوئے کہتے ہیں

ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا

کوئی تجھ سے ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن ادا کی قسم

اعلیٰ حضرت کی شاعری دائرہ شریعت میں ہے اور ان کی نعت کے مضامین قرآن و حدیث کے مضامین سے متجاوز

نہیں لہذا آنحضرت ﷺ کا عدیم النظیر ہونا مبالغہ نہیں بلکہ عین ایمان ہے اور دلائل شرعیہ سے یہ بات مسلم ہے کہ

بے مثل و بے نظیر آپ کی ذات نہیں آپ جیسا خلق میں دوسرا کوئی نہیں

کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ نہیں کوئی دوسرا آئینہ نہ ہماری بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں

مرزا غالب! ان کی مثنوی کثیر الاشعار ہے جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ممتنع النظر ہیں
امکان النظر کا عقیدہ گمراہی ہے۔ اس مثنوی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

من سبک روحم گران نیستم	صدنشان پیدا پنہان نیستم
دیں کہ می گوئی توانا کردگار	چوں محمد دیگرے آرد بکار
یا خداوند دو گیتی آفریں	قمتنع بنود ظہور این چنین
نغز گفتی نغز تر باید شفقت	آنکہ پنداری کہ هست اندر نہفت
گرچہ فخر دودۀ آدم بود	ہم بقدر خاتمیت کم بود
صورت آرائش عالم نگر	یک مہ دیک مہر دیک خاتم نگر
آنکہ مہر و مادہ اختر آفرید	می تواند مہر دیگر آفرید
حق دو مہر از سوئے خاور آورد	کور بادان کونہ بادر آورد
قدرت حق پیش ازین ہم بودہ است	ہرچہ اندیشی کم از کم بودہ است
لیک دریک عالم از روئے یقین	خود نمی گنجد دو ختم المرسلین
یک جہاں تا هست یک خاتم بس است	قدرت حق را نہ یک عالم بس است
خواہد از ہر ذرہ آرد عالمی	ہم بود ہر عالمی را خاتمے
ہر کجا ہنگامہ عالم بود	رحمۃ للعالمینی ہم بود
کثرت ابداع عالم خوب تر	یا بیک عالم و خاتم خوب تر
دریکے عالم دو خاتم مجویے	صدہزاران عالم و خاتم بگوئے
غالب این اندیشہ نپذیرم ہمی	خرده ہم بر خویش می گیرم ہمی
ای کہ خاتم المرسلین سش خواندہ	دائم از روئے یقینش خواندہ
این الف لامی کہ استغراق راست	حکم ناطق معنی اطلاق راست
این کہ می گویم جوایے بیش نیست	مہر و مہ زان جلوہ تابی بیش نیست
منشا ایجاد ہر عالم یکیست	گرد و صد عالم بود خاتم یکیست

خود بھی گوئی کہ نورش اول است
از ہمہ عالم ظهورش اول است
اولیت را بود شانی تمام
کے بھر فردے پذیر دانقسام
جو ہر کل برتنا بد تیشہ
در محمد رہ نیا بد نیشہ
نانورزی اندر امکان ریودرنگ
چتر امکان بود بر مثل تنگ
صانع عالم چنین کرد اختیار
کش بعالم مثل بنود رینہار
ایں نہ عجز است اختیارست ام ققیہ
خواجه بے ہمتا بود لاریب قیہ
ہر کرا با سایہ نپسند دخدا
ہچو اوئی نقش کے بندد خدا
ہم گھر مہر منیرش چوں بود
سایہ چوں نہ بود نظیرش چوں بود
منفرد اندر کمال ذاتی ست
لاجرم متلش محال ذاتی ست
زیں عقیدت برنگردم والسلام
نامہ رادرمی نور درم والسلام
(کلیات غالب)

مزید دلائل

اس عقیدہ پر تمام فرقوں کا اتفاق ہے کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام پر وہ تفوق عطا فرمائی کہ خلق اور حسن اور کمال و خصائص حمیدہ میں حضور ﷺ کا نظیر محال اور جلال و جمال میں حضور اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے حضور اکرم ﷺ افضل الانبیاء ہیں اور اس کا ثبوت آیات و احادیث میں واضح طور پر موجود ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۳)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

اہل تفاسیر اس کے تحت لکھتے ہیں ”المراد به محمد عليه السلام“ سے مراد محمد ﷺ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ

کے فرمان بالا کا مدعا یہ ہے کہ ہم نے محمد ﷺ کو دوسرے انبیاء پر فضیلت دی ہے اور

وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ . (پارہ ۲۵، سورۃ الزخرف، آیت ۳۲)

اور ان میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی۔

اس کی تفسیر بھی مفسرین نے ”المراد به محمد عليه السلام“ سے کی ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کے تفوق حسن و جمال، بہجت و کمال کے بارے میں آیات قرآنی گواہ ہیں چنانچہ

وَالصُّلْحَىٰ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۲۱)

چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے۔

”وَالصُّلْحَىٰ“ میں ”ضحیٰ“ سے آنحضرت ﷺ کے چہرہ منور کا استعارہ ہے اور ”وَاللَّيْلِ“ سے آپ کے گیسوئے

مبارک کا استعارہ ہے اور اسی بات کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں بیان کیا ہے

ہے کلام الہی میں شمس الضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم

قسم ہے شب تار میں رازیہ تھا کہ حبیب ﷺ کی زلف دو تا کی قسم

شہادات صحابہ کرام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کردہ روایت کافی سند ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی مبعوث

نہیں ہوا مگر حسین العجہ اور حسین الصورت اور تمہارے نبی سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ بلجھ صورت ہیں۔

اس سے مزید اقوال صحابہ حضور اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک کے بیان میں موجود ہیں ورنہ فقیر کی شرح حدائق جلد

سوم و چہارم کا مطالعہ فرمائیے۔

خلق نبوی

آپ کے اخلاق مرضیہ کی سند ارشاد باری تعالیٰ

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (پارہ ۲۹، سورۃ القلم، آیت ۴) اور بے شک تمہاری خوبی بڑی شان کی ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے خلق عظیم کا حضور ﷺ کی ذات پر حصر فرمایا اور حدیث میں

امام احمد و مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

یعنی میں مبعوث ہی اس لئے کیا گیا ہوں کہ بہترین اخلاق کا اتمام کروں۔

علم مصطفیٰ ﷺ

آنحضرت ﷺ علم میں بھی تمام انبیاء سے افضل ہیں اور آخرت کے احوال، قیامت کی علامات، خوش بختوں اور

بدبختوں کے حالات اور جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے اس کا علم آنحضرت ﷺ کے سوا کسی نبی کو مکمل طور پر عطا نہیں کیا گیا چنانچہ قرآن مجید میں مطلقاً فرمایا گیا

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۳)

اور حضور اکرم ﷺ نے خود بھی فرمایا

میں علم کا شہر ہوں

انا مدینۃ العلم

وسعت علمی

علم مصطفیٰ ﷺ علم الہی کے مقابلہ میں کوئی نقطہ حد اور حکمت الہیہ کے مقابلے میں شکلہ حکمت کا ایک ادنیٰ جزو ہے اور آپ کے اکرام کی فوقیت ”انا اکرم مد ولد احمد“ سے ظاہر ہے۔

وانہ خیر خلق اللہ خلہم

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر

یعنی ہمارے علم کا نہایت بلوغ اور ہمارے ادراک کا غایت وصول یہی اور صرف یہی ہو سکتا ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کو بشر عظیم اور جو ہر جسیم کہیں افرادِ انسانیہ اور اجیادِ اعیانیہ میں آنحضرت ﷺ سے افضل کوئی نہیں اور آپ ﷺ ہی معنی مغاتیہ میں افضل المخلوقات اور سید اکائنات ہیں پس آپ کا کوئی نظیر و مثال ہوا ہے اور نہ قیامت تک نظیر محمد ﷺ کا ہونا ممکن ہے کسی نے کیا خوب فرمایا

ابدأ و علمی انہ لا یخلق

لم یخلق الرحمن مثل محمد

خدا نے محمد ﷺ کی مثل کبھی پیدا نہ کیا اور مجھے علم ہے وہ آپ کی مثل پیدا نہ کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بہت سی عنایتوں کے ساتھ سب پیغمبروں سے ممتاز و سرفراز فرمایا جن کے بیان کے لئے علیحدہ ایک دفتر چاہیے۔

نور اول

سب سے پہلے نورِ محمدی ﷺ کو تخلیق فرمایا گیا آپ کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل تسبیح کہہ رہا تھا۔

نبوت میں اولیت

آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے آپ منصب نبوت پر فائز فرمائے گئے آدم علیہ السلام سے آنحضرت ﷺ کی

بعثت سے پہلے تک جتنے انبیاء شریف لائے سب نے اپنی امت سے آنحضرت ﷺ کے فضائل و صفات بیان کئے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے صحائف پیغمبران پر نازل فرمائے ان میں آنحضرت ﷺ کو پہچاننے کے لئے آپ کی صفات و نشانیاں بیان فرمائیں اور ہر نبی سے عہد لیا کہ اگر ان کے زمانے میں محمد ﷺ مبعوث ہوں تو ان کی مدد کرنا اور تصدیق کرنا۔

کثرت معجزات

اللہ تعالیٰ نے جس قدر معجزے آنحضرت ﷺ کو عطا فرمائے اس قدر معجزے کسی دوسرے نبی علیہ السلام کو عطا نہیں فرمائے۔ چھ خصوصی صفات عطا فرما کر آپ کو دوسرے انبیاء پر فضیلت دی اور دوسرے انبیاء سے ممتاز فرمایا یعنی جوامع الکلم، نصرت بالرعب، حلت غنائم، ساری زمین آپ کے لئے مسجد بنائی، تمام مخلوق کے لئے آپ کو رسول مبعوث فرمایا اور آپ پر نبوت ختم کی۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے معراج کی شب اپنے پاس بلایا اور خلوت خاص میں ”**قَابِ**“ رحمت بنا کر بھیجا۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

ترامندناز ہے عرشِ بریں ترا محرم راز ہے روحِ امین

تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تجھے اتنا کچھ عطا کروں گا کہ تو راضی ہو جائے گا چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اور آنحضرت ﷺ کا خاص امتیاز یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۳) اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے قلب سے پروردگار کو دو بار دیکھا ایک روایت میں ہے کہ ایک بار آنکھ سے دیکھا اور ایک بار دل سے۔ ایک حدیث میں ہے کیا تم کو اس میں تعجب ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلعت ملی، موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور محمد ﷺ کو رویت الہی۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ان کمالات سے بھی ممتاز فرمایا کہ جن میں کسی دوسرے کی شرکت محال و ممتنع ہے جیسے آپ کی صفت آپ کا خاتم النبیین ہونا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انا خاتم النبیین لانی بعدی. (ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۶۵)

میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ آپ پر انبیاء کی بعثت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور آپ آخری نبی ہیں اور آپ (ﷺ) کے بعد کسی دوسرے نبی کا آنا محال ہے قرآن و حدیث کے عالمانہ اثر کے امکان نظیر مصطفیٰ کا امکان نہیں رہا کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی بعثت ہی محال ہے جب آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی رسول پیدا نہیں ہو سکتا تو نظیر محمد کب پیدا ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی خصوصیات آپ ممتاز صفات سے نوازے گئے کہ جن کا کسی دوسری ذات میں جمع ہونا محال ہے۔

ارشاد نبوی ہے

انا اکرم الاولین والآخرین علی اللہ ولا فخر. (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

میں خدائے تعالیٰ کے ہاں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ بزرگی والا ہوں۔

انا سید ولد آدم یوم القيامة واول من ینشق عنه القبر واول شافع واول مشفع. (مسلم، مشکوٰۃ)

میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

انا اکثر الانبیاء تبعاً یوم القيامة وانا اول من تفرع باب الجنة. (رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

قیامت کے دن تمام انبیاء سے پیروکاروں کے لحاظ سے میں زیادہ ہوں گا اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھاؤں گا۔

عنائے نبوت میں اولیت

سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا یومِ میثاق میں سب سے پہلے ”اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ“ کے جواب میں ”بلی“

(ہاں) کہنا آپ پر نبوت کا ختم ہونا تا قیامت اجزائے احکام نبوت، قیامت تک کے لئے آپ کی رسالت و نبوت کا ہونا یہ

ایسی صفات ہیں کہ ان میں آنحضرت ﷺ منفرد ہیں کوئی ان کا شریک نہیں ہو سکتا کیونکہ نقطہ آغاز یا نقطہ اختتام ایک ہی

ہوتا ہے اولیت کی خصوصیت یا خاتمیت کی صفت کسی ایک ہی ذات میں ہو سکتی ہے مثلاً آنحضرت ﷺ اول شافع، اول

مشفع اور اول جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والے ہیں اور سب سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا اور آپ کے سوا کوئی مخلوق میں سے عرش کی داغی جانب کھڑا نہیں ہو گا اب اگر کوئی آپ ﷺ کا نظیر ممکن ہو تو یقیناً اس میں بھی یہی صفات ہونی چاہئیں لیکن آنحضرت ﷺ اور آپ کی نظیر دونوں اول شافع، اول مشفع وغیرہ نہیں ہو سکتے نہ ہی دونوں کی جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے اور نور کے پیدا ہونے (یعنی تخلیق) میں اولیت قائم رہ سکتی ہے اور نہ عرش کے داغی جانب کھڑے ہونے کی انفرادی خصوصیت قائم رہ سکتی ہے اگر دونوں میں اولیت و خاتمیت کی صفات تسلیم کر لی جائیں تو جہاں نصوص قطعی میں تضاد و خلاف ہے دین ہی کی بیخ کنی ہو جاتی ہے وہاں اولیت و خاتمیت کی خصوصیات و فردیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

خصوصی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ جو مجھ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد (ﷺ) کا منکر ہو گا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا خواہ کوئی ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ احمد کون ہیں؟ ارشاد ہوا اے موسیٰ قسم ہے عزت و جلال کی میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو ان سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو یعنی آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق میں سب سے زیادہ مکرم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق ہی پیدا نہیں فرمائی جو آنحضرت ﷺ کی طرح یا آپ کے سوا اس کے نزدیک مکرم ہو اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے مطابق جس قدر مخلوق کا پیدا فرمانا مطلوب تھا وہ مقدار فرمادیا اور قلم لکھ کر خشک ہو چکا ہے اور جن روحوں کو پیدا فرمانا تھا ”یوم السبت“ تک پیدا فرمایا اور موسیٰ علیہ السلام سے مذکورہ بالا خطاب ”یوم السبت“ کے بہت بعد اس دنیا میں ہوا اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے کوئی مخلوق کوئی جان ایسی پیدا نہیں فرمائی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت ﷺ جیسی بھی مکرم ہو اس لئے نظیر مصطفیٰ کا پیدا ہونا محال و ممتنع ہے کیونکہ سنت اللہ میں تبدیلی محال و ممتنع ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ماضی، حال اور مستقبل یکساں ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو ان سے میرے نزدیک مکرم ہو میں نے ان کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان وزمین اور شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا۔

فائدہ

یہ ارشاد گرامی ہر زمانہ کو شامل ہے پھر اللہ تعالیٰ کا بتا کید قسم نفی فرمانا ہر حال ہر زمانہ اور ہر جگہ میں نظیر مصطفیٰ کے محال و ممتنع ہونے کا مقتضی ہے اور ارشاد باری تعالیٰ

وَلَا خَيْرَ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۴)

اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

اس بات پر نص ہے کہ آخرت تک آپ کی نظیر محال و ممتنع ہے۔ آخر میں امام زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ عرض کر کے بحث ختم کرتا ہوں۔ آپ شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ

اعلم أنَّ من تمام الإيمان به ﷺ الإيمان التصديق بأن الله تعالى جعل خلق بدنه الشريف على وجه حال وهيئة لم يظهر قبله ولا بعده خلق آدمي مثله.

جاننا چاہیے کہ حضور اکرم ﷺ پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لائے اور تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن کی تخلیق اس انداز یعنی حال اور ہیئت سے فرمائی کہ آپ سے پہلے یا آپ کے بعد کسی انسان کی تخلیق اس شان کی نہیں فرمائی۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ بھی اسی طرح فرماتے ہیں

ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کہا

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن ادا کی قسم

مثنوی امام احمد رضا

احذروا یا ایہا الناس احذروا

(۶۲) پارہ شد قلب و جگر زیں گفتگو

پائے از زنجیر شرع آزاد گان

(۶۳) الحذر اے دل ز شعلہ زاد گان

منتشر نورش بہ طبقات زمیں

(۶۴) مصطفیٰ مہرست تابان بالیقین

عالمے واللہ اعلم بالصواب

(۶۵) مستیر از تابش یک آفتاب

احولانش ہفت بینند از کچی

(۶۶) گرچہ یک باشد خود آن مہرے سنی

الامان زیں ہفت بینان الامان

(۶۷) دوہمی بینند یک را احولان

زاحولی بینی دو آن یکتاہ را

(۶۸) چشم کج کردہ چوبینی ماہ را

خواجہ دوشد ماہ روشن چیست این

(۶۹) گوئی از حیرت عجب امریست این

یک نمایداہ تابان یک جواب

(۷۰) راست کردی چشم و شد رفع حجاب

ہفت بین کم باش اے ہرزہ ورائے

(۷۱) راست کن چشم خود از بھر خدائے

- (۷۲) اے برادر دست در احمد بزن
بر کجی نفس بد دیگر متن
- (۷۳) روتشبت کن بذیل مصطفیٰ
احولی بگذار سو گند خدا
- (۷۴) پنדהاد ادیم و حاصل شد قراغ
ماعلینا یا اخی الا البلاغ
- (۷۵) در دوعالم نیست مثل آن شاہ را
در قضیلتها و در قرب خدا
- (۷۶) ماسوی اللہ نیست مثلش از یکے
برتر است از دی خدا اے مہتدی
- (۷۷) انبیائے سابقین اے محتشم
شمعہا بودند در لیل و ظلم
- (۷۸) در میان ظلمت و ظلم و غلو
مستیز از نور ہر یک قوم او
- (۷۹) آفتاب خاتمیت شد بلند
مہر آمد شمعہا خامش شدند
- (۸۰) نور حق از شرق ییمثلی بتافت
عالمی از تابش او کلام یافت
- (۸۱) دفعۃً بر خاست اندر مدح او
از زبانہا شور لا مثل لہ
- (۸۲) لیک شیر نا پذیر قت از عناد
در جہاں این ہے بصر یا رب مباد
- (۸۳) چشمہا بودند این ربانیاں
مزرع دل بہرہ یاب از فیض شاں
- (۸۴) ابر آمد کشتہا سیراب کرد
نخلہائے خشک را شاداب کرد
- (۸۵) حق فرستاد این سحاب باصفا
کے بطہر نا ویندہب رجسنا
- (۸۶) بارش اور رحمت رب العلی
شور عدش رحمة مہداۃ انا
- (۸۷) رحمتش عام است بہر ہمگان
لیک فضلش خاص بہر مومنان
- (۸۸) چون نئی ییمثلش را معترف
کے شوی از بحر فیضش مغترف
- (۸۹) نیست فضلش بہر قوم ہے ادب
یخطف ابصار ہم برق الغضب

دل لغات ۶۲

پارہ، ٹکڑا، ریزہ، حصہ۔ ”احذر و الامر ارضد“ پرہیز، بچنا، انکار۔

ترجمہ

اس گفتگو سے دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا بچو اے لوگو (ان بد مذہبوں سے) بچو۔

شرح

بد مذہبوں بالخصوص دیوبندیوں، وہابیوں، مرزائیوں، شیعوں کے عقائد بھی کچھ ایسے ہیں جو دردِ دل رکھنے والا آدمی ہے اس کا تو واقعی دل پارہ پارہ ہونے لگتا ہے ان بد مذہبوں کے عقائد ڈھکے چھپے نہیں۔ چند نمونے یہاں بھی عرض کروں تاکہ امام احمد رضا محدث بریلوی جیسے عاشقِ رسول ﷺ کا ایسے بد مذہبوں سے روکنا حق بجانب محسوس ہو۔

مرزا قادیانی

جہاد ختم ہو چکا ہے اس لئے کہ اس کے غایت و مقاصد باقی نہیں رہے۔ دین میں فتنہ پروری کا انسداد ہو جانے کے بعد اب اُس کی ضرورت نہیں ہے۔ مرزا صاحب اپنے متعلق کہتے ہیں کہ مقاتل ہوں نہ داعی الی القتال وہ لکھتے ہیں میرا یہ اعتقاد نہیں کہ میں ہاشمی و قریشی خوزیز مہدی ہوں بنی فاطمہ جس کے لئے محو انتظار ہیں اور جو کرۂ ارض کو خون سے بھر دے گا۔ میں ایسی احادیث کو صحیح نہیں سمجھتا بلکہ موضوعات کا طو مار تصور کرتا ہوں مجھے اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جو مسیح ابن مریم کی طرح عاجزانہ زندگی بسر کر رہا ہے اور میں حرب و قتال سے گریزاں اور بطریق لطف و کرم خدا کی حمد و ثناء میں مصروف ہوں۔ عام لوگوں کی نگاہ سے یہ بات پوشیدہ رہی کہ میرے اصول و قواعد اور تعلیمات پر حرب و قتال اور ظلم و تعدی کی کوئی چھاپ نہیں۔ میں بڑی تاکید سے یہ بات کہتا ہوں کہ میرے ارادت مندوں کی تعداد جتنی بھی بڑھتی جائے مگر ان میں قاتلین جہاد کی تعداد کم ہی ہوگی اس لئے کہ مجھے مسیح و مہدی تسلیم کرنے کا مطلب ہی ترکِ جہاد ہے۔ (تبلیغ رسالت صفحہ ۱۷)

فائدہ

جہاد کے مخالفت کے ساتھ امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار اور خود اپنے لئے مہدی موعود کا دعویٰ پھر خود نبی بن بیٹھنا یہ دلخراش باتیں نہیں تو اور کیا ہے۔

شیعہ رافضی

ملابا قریب مجلسی نے لکھا کہ

بعض امور هست کہ نزد شیعہ امامیہ ضروری است و نزد سائر مسلمان ضروری نیست مثل امامت و جوب بیزاری از ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و طعن و لعنت بر طلحہ و زبیر و عائشہ۔ (حق الیقین)

بعض امور شیعہ امامیہ کے نزدیک ضروریاتِ دین سے ہیں باقی سب مسلمانوں کے لئے ضروری نہیں مثلاً امامت اور

حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و معاویہ سے بیزارى اور طلحہ و زبیر اور عائشہ پر لعنت کرنا۔ (معاذ اللہ)

ملا محمد تقی رافضی نے حدیقتہ المتقین میں لکھا

ہر نماز کے بعد خلفاء ثلاثہ (ابو بکر، عمر، عثمان) اور حضرت عائشہ پر لعنت بھیجنا سنت ہے اور نماز کی قبولیت اور تکمیل اس کے بغیر ہرگز نہیں ہے۔

بسنند معتبر منقول است کہ حضرت امام جعفر صادق از حجائی نماز خود بر نعی خامستند تا چہار

ملعون و چہار ملعونہ رالعنت نعی کرد پس باید بعد ہر نماز بگوید اللہم العن ابابکر و عمر و عثمان

و معاویہ و عائشہ و حفصہ و ہند و ام الحکم

یعنی معتبر سند سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق نما سے فارغ ہو کر جب تک ان حضرات کو لعنت نہ بھیجتے جاتے نماز سے

نہیں اٹھتے تھے وہ آٹھ یہ ہیں۔ ابو بکر، عمر، عثمان، معاویہ، عائشہ، حفصہ، ہند و ام الحکم۔ (معاذ اللہ)

عربی و ہابی یعنی نجدی

جو شخص مُردوں (انبیاء و اولیاء) کو پکارتا ہے (مثلاً یا رسول اللہ، یا شیخ عبدالقادر جیلانی ہیما اللہ) کہتا ہے اُن سے ضرورتوں کو پورا

کرنے اور مصیبتوں کو دور کرنے کی بھی درخواست کرتا ہے تو وہ کافر و مشرک ہے اور اس کا خون بہانا اور اس کا مال لوٹنا

حلال ہے اگرچہ وہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کہتا، نماز پڑھتا، روزے رکھتا اور اپنے کو مسلمان سمجھتا ہے۔

مذہب اسلامی دربارہ محمد بن عبدالوہاب صفحہ ۶۲ ایہ ابوزہرہ کی عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔

ہندی و ہابی یعنی دیوبندی اور غیر مقلدین

ان کے عقائد و ہابی نجدی کے حاصل کردہ اور مشہور ہیں۔

یہی وجہ ہے ہر دردمند اسلام ان بد مذہب سے متنفر ہے صلح کلیوں کا میں ذمہ دار نہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

حل لغات ۶۲

الخنز، بچتا۔ شعلہ، لپٹ، آئچ، بھڑک۔

ترجمہ

اے دل شعلہ زادوں سے بچتا۔ شریعت کی زنجیر سے پاؤں آزاد کئے ہوئے (باغیوں) سے (دور رہ)

بد مذہبوں سے بیزاری

اس بیت میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے بد مذہبوں سے بیزارى کا درس دیا ہے اور آپ کی تصانیف مبارکہ کا اکثر حصہ ان بد مذہب کی تردید پر مشتمل ہے کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

شیخ نجدی کا سر کاٹ کر رکھ دیا
خجرا علی حضرت پہ لاکھوں سلام

چند دلائل فقیر بھی عرض کر دے۔

گستاخ رسول کا قتل بحکم رسول اللہ ﷺ

ابو روافع بن ابی الحقیق یہودی نبی کریم ﷺ کی بھو اور سب و شتم کرتا اور آپ کے مخالفین کی اعانت و سرپرستی کرتا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں کی معیت میں ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق اس کو قتل کر دیا اور اُسے جناب مصطفیٰ پر جسارت اور گستاخی کی وجہ سے قتل کروا کر جہنم کر دیا۔

باپ کو قتل کر دیا

ابن قانع سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے باپ کی زبانی آپ کی گستاخی کرتے ہوئے سنا ہے اور اس وجہ سے میں نے اُسے قتل کر دیا ہے تو آنحضرت ﷺ پر اس کا اپنے والد کے ساتھ یہ سلوک گراں نہ گزرا حالانکہ آپ نے ماں باپ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں اُن کے ساتھ برو احسان کا حکم دیا ہے لیکن گستاخ و بے ادب باپ کے قتل پر بھی افسوس کا اظہار نہ فرمایا۔

زوجہ کا قاتل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا صحابی کی ام ولد (لوڈی) بارگاہ نبوی ﷺ میں گستاخی اور دریدہ و فنی سے کام لیتی تھی چنانچہ اس نے رات کے وقت اُسے قتل کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے اس صحابی پر قصاص یا دیت وغیرہ لازم نہ فرمائی بلکہ اس کا قتل بے قدر و قیمت ٹھہرایا اور رائیگاں قرار دیا۔ (ابوداؤد)

کدو کی گستاخی

مشہور ہے حضرت قاضی ابو یوسف ہارون رشید ایک شاہی مہمان کے ساتھ دسترخواں پر بیٹھے تھے مہمان کے منہ سے نکلا کہ مجھے کدو ناپسند ہے تو آپ نے فرمایا

انه ذكر انه الصلوة والسلام كان يحب الدنيا فقال رجل انا ما احبها فحكم بارتدادہ (شرح فقہ اکبر

حضرت ابو یوسف نے بیان فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کدو شریف کو پسند فرماتے ایک شخص نے کہا لیکن مجھے پسند نہیں قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے مرتد ہونے کا فتویٰ دیا۔

انتباہ

کدو ایک سبزی ترکاری ہے لیکن چونکہ حضور اکرم ﷺ کی پسندیدہ غذا تھی اسی لئے اس سے نفرت کرنے والے کو ہمارے حنفی امام (وہ بھی نہ صرف امام بلکہ حقیقت کا ایک ستون) نے ارتداد کا فتویٰ دیا۔

افسوس صلح کلی

دورِ حاضرہ میں ایسے فتاویٰ کی قدر و منزلت کم ہو گئی لیکن صرف بے دین عناصر میں ورنہ الحمد للہ درو مندانِ اسلام کے دل میں الحمد للہ وہی تڑپ اور جذبہ اب بھی موجود ہے لیکن افسوس ان صلح کلیوں کا ہے کہ ایک طرف تو دم بھرتے ہیں مسلمانی اور عشق رسالت مآب ﷺ کا دوسری طرف ایسے فتاویٰ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں قیامت میں یہی لوگ سب سے بڑے مجرم ہوں گا۔

ترجمہ ۶۴

حضور اکرم ﷺ یقیناً چمکنے والا آفتاب ہیں آپ کا نور زمین کے طبقات میں پھیلا ہوا ہے۔

شرح

اس بیت میں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

(۱) چمکنے والے آفتاب

(۲) آپ کا نور طبقات زمین بلکہ جملہ عالم میں پھیلا ہوا ہے۔

مسئلہ اول کا استدلال قرآن سے ملاحظہ ہو

چمکنے والا آفتاب

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو ”سراجا منیرا“ فرمایا اور ”سراجا وهاجا“ فرمایا۔ ”منیر و وهاجا“

میں بہت بڑا فرق ہے مثلاً دنیا کا یہ فانی چراغ کسی وقت بجھ بھی جاتا ہے اور اُس میں کمی بھی آجاتی ہے نیز چراغ کی ضرورت صرف رات کی تاریکی میں ہوتی ہے اس لئے خداوند قدوس نے اپنے محبوب و نواز کو صرف چراغ ہی نہیں فرمایا بلکہ سراج کے ساتھ صفت منیرا بیان فرما کر ان تمام نقائص و عیوب کی نفی فرمادی کہ ہمارے محبوب مصطفیٰ ﷺ ایسے روشن

چراغ ہیں لفظ بہ لفظ اور دم بہ دم اس کی تابانیوں اور ضیا پاشیوں میں اضافہ ہوتا ہے
وَلَا خَيْرَ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ (پارہ ۳۰، سورہ الضحیٰ، آیت ۴)
 اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

سورج کی کیا مجال

اس تقابلی مضمون میں اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عقیدہ کی ترجمانی کی ہے فرماتی ہیں

لنا شمس ولا آفاق شمس
 وشمسی فوق من شمس سمائی
 وشمس الناس تطلع بعد فجر
 وشمسی تطلع من بعد العشاء

ایک ہمارا سورج ہے اور ایک آسمان کا لیکن ہمارے سورج کو آسمان کے سورج پر فوقیت اور برتری ہے اس لئے کہ وہ آسمانی سورج صرف فجر کے بعد طلوع کرتا ہے اور ہمارا سورج عشاء کے بعد یعنی شب کو بھی انوار بکھیرتا ہے۔

حضور ﷺ کا نور طبقات زمین بلکہ جملہ عالم میں

اس موضوع کو فقیر اویسی غفرلہ نے جلد سوم میں مفصل لکھا ہے یہاں چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔
 فرقہ دیوبند کے قطب عالم نے لکھا کہ

حق تعالیٰ درشان حبیب خدا ﷺ فرمود کہ البتہ آمدہ نزد شما از طرف حق تعالیٰ نور و کتاب مبین و مراد از نور ذات پاک حبیب ﷺ خدا ہست و نیز از تعالیٰ فرماید کہ ای نبی ﷺ نزا شاهد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ تعالیٰ و سراج منیر فرستادہ ایم و منیر روشن کنندہ و نور دہندہ را گویند پس اگر کسی را روشن کردن از انسانان محال بودے آن ذات پاک ﷺ را ہم این امر میسر نیا مدے کہ آن ذات پاک ﷺ ذات خود را چنان مطہر فرمود کہ نور خاص گشتند و حق تعالیٰ آن جناب سلامہ علیہ را نور فرمود و بتواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی ﷺ سایہ نداشتند و ظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند۔ (امداد السلوک فارسی، صفحہ ۸۵، ۸۶)

حق تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کی شان میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین آئی اور نور سے مراد حضرت حبیب خدا ﷺ کی ذات پاک ہے نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی ﷺ! ہم نے آپ

کو شاہد و مبشر و نذیر اور داعی الی اللہ تعالیٰ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے اور منیر روشن کرنے والا اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ پس اگر انسانوں میں سے کسی کو روشن کرنا محال ہوتا تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پاک کے لئے یہ امر میسر نہ ہوتا۔ کیونکہ حضور ﷺ کی ذات گرامی بھی جملہ اولادِ آدم علیہ السلام سے ہے مگر آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات پاک کو ایسا پاک بنالیا کہ نورِ خالص ہو گئے اور حق تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو نور فرمایا اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ سایہ رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

فائدہ

اس موضوع کے لئے آیت ”سراجا منیرا“ کے تحت مفسرین کرام و محدثین عظام رحمہم اللہ نے خوب لکھا ہے (۱) صاحب تفسیر خازن نے ”سراجا منیرا“ کا معنی یوں بیان فرمایا ہے

محناه امد اللہ بنور نبوتہ نور البصائر کما بمد بنور السراج نور الابصار.

اس کے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نورِ نبوت سے بصائر کر کے نور کی مدد فرمائی جیسے چراغ کے نور سے ابصار کی مدد کی جاتی ہے۔

امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری لفظ ”منیرا“ پر تبصرہ کرتے ہوئے مواہب الدنیہ جلد سوم صفحہ ۱۷۱ پر لکھتے ہیں

فهو السراج الكامل فی الاضارة ولم یوسف بالوہاج لان المنیر هو الذی ینیر من غیر احراق

بخلاف الوہاج.

آنحضرت ﷺ روشنی و لمعان میں سراجِ کامل ہیں اور سورج کی طرح آپ کو وہاج (جلانے والا) نہیں فرمایا بلکہ ”سراجاً منیراً“ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ منیر وہ ہے جو اشیاء کو روشن کرے مگر جلانے نہیں بخلاف وہاج کے وہ روشنی کے ساتھ ساتھ تیزی و حرارت بھی دیتا ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زرقانی جلد سوم صفحہ ۱۷۱ پر اپنی تحقیق کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں

سمى السراج لان السراج الواحد يؤخذ منه السراج الكثيرة ولا ينقص من ضوءه كذا لك سراج

الطاعات اخذت من سراجہ ﷺ ولم ينقص من اجر شیی .

آپ ﷺ کا نام گرامی سراج رکھا گیا اس لئے کہ جیسے ایک چراغ سے کئی چراغ روشن کئے جاسکتے ہیں اور پہلے چراغ کی روشنی میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوتی۔ اسی طرح طاعات و عبادات کے چراغ حضور ﷺ کے نورِ نبوت سے روشن کئے

جاتے ہیں اور ان کے اجر میں قطعاً ذرہ بھر کی نہیں ہوتی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة جلد اول صفحہ ۱۰۶ پر ارشاد فرماتے ہیں

حق سبحانه تعالیٰ اور نور و سراج منیر درغایت انارت خواند کہ روشن و پیدا گشت بجمال و کمال

وے ﷺ ابصار و بصائر۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول ﷺ کو غایت درجہ کی نورانیت و تابانی کی وجہ سے ”نور اور سراج منیر“ فرمایا کیونکہ حضور ﷺ کے جمال با کمال سے بصائر و ابصار دونوں روشن ہوئیں۔

ترجمہ ۶۵

حضور اکرم ﷺ کے آفتابِ نور کی ایک کرن سے جملہ عالم روشن ہے۔ اللہ تعالیٰ صواب کو خوب جانتا ہے۔

شرح

یہ ان جملہ احادیث کا خلاصہ ہے جن میں ارشادِ رسول اکرم ﷺ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے نوا سے اور جملہ مخلوق

میرے نور سے ہے۔ اس شعر میں اس کا خلاصہ ہے

ترك و تاجيك و عرب هندوئے تو

شش جہت روشن ز تاب روئے تو

شش جہات آپ ﷺ کے چہرے کی چمک سے ہیں ترک تاجیک و عرب آپ ﷺ کے غلام ہیں۔

سیدہ عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

وابکی علیٰ نور البلاد محمد

یا عین فاحتفلی و سخی و اسجمی

اے آنکھ آنسو بہا اور افسوس کر شہروں کے نور حضرت محمد ﷺ کی فرقت میں رو رہی ہوں۔ (طبقات ابن سعد صفحہ ۳۲۶،

جلد ۲ مطبوعہ بیروت)

سیدہ اروی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور اکرم ﷺ کے انتقال پر آپ کی پھوپھی جان حضرت سیدہ اروی رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے عقیدہ کا اظہار کرتی

ہوئی فرماتی ہیں جس کو ابن سعد نے طبقات میں درج کیا ہے کہ

رسول اللہ احمد فاشر کینی

علیٰ نور البلاد معا جمیعا

آہ! رسول اللہ ﷺ تمام شہروں کے لئے نور ہیں مجھے آپ کی مدح اور تعریف کرنے دو۔ (طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ

(۳۲۵)

حل لغات ۶۶

سنی، فتح اول و کسرون رفیع و بلند و بمعنی روشن و تاباں۔

ترجمہ

اگر وہ روشن آفتاب یقیناً ایک ہے لیکن ٹیڑھی نگاہ والے سات دیکھتے ہیں۔

شرح

یہ منکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کا ایک غلط استدلال یوں ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ سات زمینوں میں سے ہر زمین پر ایک نبی ہے اور ساتویں زمین پر محمد (ﷺ) ہیں حالانکہ اسی حدیث شریف میں نبوت کی کوئی بات نہیں ان لوگوں نے اپنے خیال سے ان سب کو نبی بنا دیا اور پھر جو محمد نامی ہے وہ حضور اکرم ﷺ کے مثل (نظیر) کے طور بھی نہیں بلکہ من وجہ تشبیہ ہے جس سے ان بے عقلوں نے اس جملہ سے حضور اکرم ﷺ کا امکان النظیر ثابت کر لیا۔ علاوہ ازیں وہ حدیث قابل حجت بھی نہیں جیسا کہ فقیر نے پہلے تفصیل سے لکھا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اس روایت کو اپنی اس مثنوی شریف میں منظوم بیان فرمائی ہے فقیر اس نظم کے ترجمہ کے بعد مکمل حدیث شریف لکھ کر علمی قاعدہ عرض کرتا ہے۔

قاعدہ

علم الاصول کا مسلم قاعدہ ہے کہ خبر واحد قرآن مجید کی نص کا معارضہ کرے اگر تاویل صحیح ہو سکتی ہے تو دونوں تطبیق دوور نہ خبر واحد ساقط ہو جائے گی۔ ظاہر ہے کہ جس خبر واحد کا مولوی قاسم نانوتوی نے سہارا لیا ہے وہ آیہ خاتم النبیین کی معارض ہے اس کی صحیح تاویل نہیں ہو سکتی لہذا اسے ساقط ہو جانا چاہیے جیسا جمہور اہل اسلام نے اسے ساقط الاعتبار کہا لیکن مولوی قاسم نانوتوی نے اسے ایسا جامہ پہنایا کہ خود ننگے ہو گئے۔

حل لغات ۶۷

احولان، احوال کی جمع بالفتح ٹیڑھی آنکھ والا یعنی وہ جسے ایک شے دو نظر آئے، بھیگا۔

ترجمہ

ٹیڑھی آنکھ والے ایک کو دو دیکھتے ہیں ایسے سات دیکھنے والوں سے امان در امان۔ (پناہ بخدا)

شرح

یہ ایک حکایت کی طرف اشارہ ہے جو مولانا عارف رومی قدس سرہ نے اپنی مثنوی شریف میں بیان فرمائی ہے۔

حکایت مثنوی

کسی اُستاد نے اپنے ایک بھینگے شاگرد سے کہا کہ یہاں آ۔ جب وہ شاگرد سامنے آیا تو اُستاد نے کہا کہ گھر سے وہ آئینہ اُٹھالا۔ بھینگا اسے کہتے ہیں جس کی نظر ٹیڑھی ہو اور جسے ایک چیز دو نظر آتی ہوں۔

چوں درونِ خانہِ احوالِ وقتِ زود شیشہ پیش چشم او دومی نمود

جب بھینگا گھر کے اندر جلدی سے گیا تو اُسے ایک آئینہ کے بجائے دو آئینہ معلوم ہوئے۔

گفت احوالِ زانِ دو شیشہ بینِ کلام پیش تو آرمِ بگوشرِ حشِ تمام

تب بھینگے نے اُستاد سے کہا صاف صاف بتائیے کہ ان دونوں میں سے کون سا آئینہ میں آپ کے پاس لاؤں؟

گفت اُستاد آنِ دو شیشہ نیست روا احوالی بگزارد اُفروں بیس مشو

اُستاد نے کہا وہ دو آئینے نہیں ہیں بھینگا پن چھوڑ دے اور ایک کو دوست دیکھ۔

گفت اے استامرا طعنہ مزین گفت اُستاد آنِ دو یک را بر شکن

بھینگے شاگرد نے کہا اے اُستاد آپ مجھے طعنہ نہ دیجئے آئینہ حقیقت میں دو ہی ہیں میرے بھینگے پن کا تصور نہیں ہے تو اُستاد نے کہا دونوں میں سے ایک تو توڑ ڈال چنانچہ اس نے جا کر توڑ دیا۔

چوں یکے بہ شکستِ هر دوشد ز چشم مرد احوالِ گرد دازِ میلان و خشم

جب اس نے ایک آئینہ توڑ دیا تو دونوں اس کی نظروں سے غائب ہو گیا اسی طرح آدمی اگر چہ بظاہر بھینگا نہ ہو لیکن خواہش نفس اور غصہ اسے بھینگا بنا دیتا ہے یہاں تک کہ اُسے حق نظر نہیں آتا۔

شیشہ یک بود و بہ چششِ دو نمود چوں شکستِ آنِ شیشہ را دیگر نبود

آئینہ ایک تھا مگر اس کی آنکھ سے دو دکھائی دیئے جب اس نے ایک کو توڑ دیا تو دوسرا بھی ٹوٹ گیا اب بھینگا بہت ڈرا اور اُستاد سے آکر کہا میں نے آپ کے فرمانے کے مطابق آئینہ تو ایک ہی توڑا تھا مگر دوسرا خود بخود ٹوٹ گیا اُستاد نے کہا کم بخت بھینگے آئینے دو نہیں تھے لیکن تیرے بھینگے پن کی بدولت تجھے دو نظر آئے۔ (مثنوی شریف)

فائدہ

جن کی باطنی آنکھ میں فتور اور ایمان کی آنکھ میں قصور اور بھینگا پن ہے وہ حکم خدا سے حکم رسول کو جدا سمجھتے ہیں اور جن کو اطاعت خدا اور اطاعت مصطفیٰ میں اپنے بھینگے پن کی وجہ سے تفریق نظر آتی ہے ان کے ہاتھ سے نہ صرف دامن رسالت چھوٹ جاتا ہے بلکہ توحید بھی چلی جاتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بھینگا سا منے آئے تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ ہمیں دیکھ رہا ہے حالانکہ وہ کسی دوسری طرف دیکھ رہا ہوتا ہے اسی طرح ایمان کے بھینگے بظاہر حضور اکرم ﷺ کو دیکھتے ہیں حالانکہ ان کی نظر کسی اور طرف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۹۸)

اور انہیں دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا۔

یہی حال انبیاء و اولیاء بالخصوص حضور اکرم ﷺ کے تمام گستاخوں کا ہے۔

لطیفہ

عارف رومی گستاخِ نبوت کو ”احول“ بھینگے سے تعبیر کیا ہے اندھے و دیگر عوارض سے تعبیر کیوں نہیں فرمایا اس کی لطیف وجہ ہے وہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ کے سب سے پہلے دشمن ابو جہل و ابولہب دونوں احول تھے۔ (معارف لابن قتیبہ)

امام احمد رضا قدس سرہ کی فراست

آپ نے بھی جب نجد یوں (دہائیوں) گستاخانِ نبوت کو لاکارا ہے تو اندھے کہہ کر جیسا کہ فرمایا

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

یہ مشاہدہ بھی عینی اور یقینی ہے کہ ملک عبدالعزیز سے لے کر ملک فہد تک تمام سعودی فرمانروا احول ہیں اور دور

حاضر ۱۴۱۶ھ تک ان کا مذہبی رہنما عبدالعزیز بن باز تو اندھا ہے ہی بلکہ دل کا بھی اندھا ہے اور شکل ایسی ڈراؤنی کہ فقیر کی ایک دفعہ اس کی تصویر پر نگاہ پڑی تو دیکھ کر ڈر گیا کسی سے معلوم کیا کہ یہ کس کی تصویر ہے؟ جواب ملا عبدالعزیز بن باز کی۔

حل لغات ۶۸

کج، ٹیڑھا۔

ترجمہ

ٹیڑھی آنکھ سے جب تم چاند کو دیکھو گے تو وہ یکتا ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے دو نظر آئے گا۔

شرح

پہلے بیت کی تائید میں ہے لیکن دراصل یہ بھی مثنوی کی ایک حکایت کی طرف اشارہ ہے وہ حکایت یہ ہے کہ سید عمر بن عبدالحطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ایک شخص نے شور مچا دیا کہ چاند نظر آ گیا ہے حالانکہ تمام دیکھتے رہے کہیں بھی چاند کا نشان نہ تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اسے لایا گیا آپ نے اس کے ٹیڑھے ابرو کو سیدھا کر کے فرمایا اب دیکھ چاند نظر آتا ہے دیکھا تو نظر نہیں آ رہا۔ لوگ متعجب ہوئے اور خود وہ شخص بھی۔ آپ نے فرمایا دراصل اُسے اپنے ٹیڑھے ابرو چاند کی صورت میں نظر آتے تھے اب جب کہ میں نے اس کے ابرو درست کر دیئے اب کیا نظر آتے۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہے جسے امام احمد رضا نے یہاں اپنی مثنوی میں اور عارف رومی نے اپنی مثنوی میں واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔

فائدہ

اسی حکایت سے ملتی جلتی ایک اور حکایت ملاحظہ ہو۔

ایک عورت نے اپنے ایک شیرخوار بچے کی پیٹھ صاف کی تو اس کی انگلی پر کچھ نجاست لگ گئی۔ مغرب کا وقت تھا اور دوسرے روز عید تھی اچانک شور اٹھا کہ چاند ہو گیا، چاند نظر آ گیا یہ عورت بھی چاند دیکھنے کو ٹٹھے پر گئی اور عورتوں کی عادت کے مطابق ہاتھ کی وہی نجاست والی انگلی ناک پر رکھ کر چاند دیکھنے لگی چنانچہ اُدھر تو اسے چاند نظر آیا اور ادھر اُسے اپنی انگلی سے بدبو آنے لگی دیکھ کر کہنے لگی ارے تو بہ اس سال عید کا چاند کیسا بدبو دار ہے کہ ناک سڑی جا رہی ہے۔ ایک دانا عورت نے اس کا یہ مقولہ سن کر بغور دیکھا تو اصل واقعہ دیکھا کر کہنے لگی بہن چاند اور بدبو یہ کب ممکن ہے تیری اپنی ہی انگلی نجاست سے ملوث ہے پہلے اسے صاف کر پھر چاند دیکھ۔

فائدہ

ہمارے حضور اکرم ﷺ چاند ہیں جو بد بخت افراد اپنی بد عقیدگی کی نجاست سے ملوث نظروں سے اس مدینے کے چاند کو دیکھتے ہیں اور بزمِ خویش اس چاند میں کوئی عیب بیان کرتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ مدینہ کا چاند اور کوئی عیب معاذ

اللہ یہ کب ممکن ہے۔ حقیقت میں ان کی اپنی نظر ہی گندی ہے اور حضور کی تو وہ ذاتِ گرامی ہے کہ

خلقت مبرا من کل عیب کاذک قد خلقت کما تشاء

وہ کمالِ حسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

یہی پھولِ خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہمارے لئے چاند ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شاملِ جلیلہ و فضائلِ جلیلہ سے آراستہ کیا ہے اگر کوئی بد نصیب ان صاحبانِ نفوس قدسیہ کی جناب میں کوئی بے ادبی کا کلمہ کہتا ہے تو یقین کریں کہ یہ پاک حضرات اس کی گستاخی و بے ادبی سے بالکل منزہ و مبرا ہیں۔ گستاخی کی گستاخی خود اس کی اپنی بد عقیدگی کا مظہر ہے اور اسے یہ کہا جاسکے گا کہ صحابہ کرام و اہل بیت عظام کو تمہاری اس گستاخی سے نقصان ہرگز نہیں ہاں تمہاری اپنی نظر ہی میں بد عقیدگی کی نجاست ہے اسی طرح آئمہ کرام و اولیاء عظام کی بھی شانیں ہیں خدا نے اپنے مقربین کو بڑے مدارج عطا فرمائے ہیں جو اللہ والوں کی جناب میں کوئی گستاخی کا کلمہ کہیں ان پر لازم ہے پہلے اپنی انگلی کو دیکھ لیا کریں پھر انگشت نمائی کریں۔

ابو جہل کی گستاخی

ابو جہل نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھ کر کہا تھا کہ دنیا میں آپ سے بڑھ کر قبیح شکل کوئی نہیں آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ صدیق اکبر نے کہا دارین میں آپ سے بڑھ کر حسین کوئی نہیں آپ نے انہیں بھی فرمایا تو نے سچ کہا آپ سے وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ابو جہل کو اپنا قبیح نظر آیا اور ابو بکر کو اپنا حسن نظر آیا۔

فائدہ

انبیاء و اولیاء میں کوئی نقص و عیب نہیں جو لوگ ان کے نقائص و عیوب بیان کرتے ہیں یہ ان کے اپنے عیوب ہیں۔

ترجمہ ۷۰

جب تو نے آنکھ کو سیدھا کیا اور حجاب اٹھ گیا تو اب چاند چمکدار ایک نظر آیا اس کا یہی ایک جواب ہے۔

حل لغات ۷۱

یادہ گو، بیہودہ گو۔

ترجمہ

اپنے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں تو اپنی آنکھ کو سیدھا کراے بکواس کرنے والے سات دیکھنے والا نہ ہو۔

شرح

اس بیت میں منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کو خیر خواہانہ نصیحت فرمائی ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا زندگی بھر طرہ امتیاز رہا کہ مخالف سے اپنی استطاعت اور تمامہ امکان خیر خواہانہ طور انہام و تقسیم فرماتے مثلاً علامہ مولانا انوار اللہ مرحوم حیدر آبادی سے مسئلہ اذان پر اختلاف ہوا تو نیاز مند انہ خطوط لکھے نہ صرف ایک بلکہ متعدد اور لہجہ ایسا جیسے کوئی شاگرد استاد کو یا مرید مرشد کو لکھ رہا ہوں اور ادھر روکھے خشک جواب ملنے پر بھی آپ نے اپنا لہجہ نہ بدلا اگر مولانا مرحوم اپنے موقف سے نہ بدلے لیکن آپ نے تو افہام نے تو افہام و تفہیم میں کوئی کمی نہ فرمائی ملاحظہ ہو ”معارفِ رضا“ ۱۴۱۳ھ، ۱۹۹۲ء کراچی صفحہ ۹۱ تا ۹۸“

مضمون نگار آخر میں لکھتے ہیں

اپنے ان مکتوبات گرامی میں امام احمد رضا نے جس جذبہ اخلاص خیر اندیش اور انکسار و تواضع کے ساتھ اتمام حجت کے مراحل سے اپنے آپ کو گزارا ہے اس کی مثال کسی مصلح کی زندگی میں مشکل ہی سے ملے گی بجائے اس کے کہ امام احمد رضا کی اس ادائے دلنوازی اور اس کرشمہ دلیری پر لوگ اپنی جان چھڑکتے اپنے محسن ہی پر طعن زن ہو گئے اگر امام احمد رضا کی ناز برداری یا درکھنے کے قابل ہے تو لوگوں کی ہٹ دھرمی بھی بھولنے کی چیز نہیں۔

مزید برآں

مولانا انوار الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر بھی آپ کے ہم مسلک تھے وہ بھی آپ کی طرح وہابیوں دیوبندیوں کا رد کرتے ان کی اس موضوع پر متعدد تصانیف ہیں ان کے لئے اتنی جدوجہد فرمائی اور مسئلہ اذان فی المسجد فقہی مسئلہ تھا لیکن آپ کا مشہور حریف تھانوی جس سے حفظ الایمان میں کفری عبارت صادر ہوئی اسے متعدد بار رجسٹریاں کیں مسئلہ کی تحقیق پر دلائل کے انبار لگا دیئے جو کہ وہ مستقل تصانیف بن گئیں اور القاب و آداب کی بھی کمی نہ کی اگرچہ وہ نہ مانا لیکن آپ نے تو اپنی جدوجہد میں کمی نہ کی۔ ایسے ہی مولانا عبدالباری فرنگی محل رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوا۔ الحمد للہ کہ وہ اپنی غلطی تسلیم کر گئے اور توبہ نامہ بھی شائع فرمایا۔ ایسے ہی درجنوں راہ سے بھٹکے ہوؤں کے لئے آپ کی مساعی مشہور ہے جن کی تفصیل آپ کی سوانح حیات مبارکہ میں ہے۔

حل لغات ۷۲

متن نہی از تنیدن جولا ہے کا کام پیارنا۔

ترجمہ

اے بھائی دامن مصطفیٰ ﷺ کو پکڑ، نفس بد کے ٹیڑھا پن پر کوئی اور دوسرا کام نہ پیار۔

شرح

اس میں اور آنے والے بیت میں کامیابی کا اصلی اور صحیح طریقہ بتایا ہے جس کے متعلق قرآن پاک نے یوں

ارشاد فرمایا

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ

رَحِيمًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

فائدہ

اسی آیت کے علاوہ قرآن حکیم کی مزید کئی آیات ہیں۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا صحابی بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض

کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرمائے تو سرورِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جاؤ وضو کرو اور دو رکعت پڑھ کر یہ دعا مانگو

اللهم انی اسألك واتوجه اليك بمحمد نبی الرحمة یا محمد انی قد توجهت بک الی ربی

حاجتی هذه لتقضى اللهم فشفعہ (مہذب القلوب صفحہ ۲۲۰، ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۰۰، ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ

۱۹، طبرانی شریف، مستدرک جلد ۱ صفحہ ۵۱۹، صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۶، شفاء جلد ۱ صفحہ ۲۷۳)

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ مبارکہ سے متوجہ ہوتا ہوں یا محمد

ﷺ میں آپ کے وسیلہ مبارکہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی اس حاجت میں کہ پوری ہو جائے یا رب

حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

فائدہ

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رحمت عالم ﷺ نے اپنی امت کو اپنے دامن سے وابستگی کا طریقہ خود سکھایا اور وہ دنیوی مشکلات میں سے سخت مشکل یعنی حصول بینائی۔ اس حدیث شریف کی مزید تفصیل اور سندات اور سوالات و جوابات فقیر کی کتاب ”ندائے یارسول اللہ“ میں پڑھئے۔

معمول صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کسی شخص کو امیر المؤمنین خلیفہ سوم خلیفہ برحق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ضروری کام تھا جو کہ پورا نہیں ہوتا تھا حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے سائل نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا علاج دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا مانگو

اللهم انی اسألك واتوجه اليك بمحمد نبی الرحمة یا محمد انی قد توجهت بک الی ر

حاجتی هذه لتقضى اللهم فشفع بذب القلوب صفحہ ۲۲۰، ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۰۰، ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۷، طبرانی شریف، مستدرک جلد ۱ صفحہ ۵۱۹، صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۶، شفاء جلد ۱ صفحہ ۲۷۳

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ مبارکہ سے متوجہ ہوتا ہوں یا محمد ﷺ میں آپ کے وسیلہ مبارکہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی اس حاجت میں کہ پوری ہو جائے یا رب حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

اس کے بعد خلیفہ وقت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا دربان آگے بڑھا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو خصوصی جگہ پر بٹھایا اور اس کی حاجت پوچھی اور اس کو پورا فرمایا نیز فرمایا جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو میرے پاس آنا میں اس کو پورا کر دوں گا۔ سائل خوشی و مسرت کے ساتھ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا ”جزاک اللہ خیراً“ نے وہ دعا پڑھی اور کام ہو گیا حالانکہ اس سے قبل حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ (طبرانی شریف جلد ۱)

(صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ مصر)

فائدہ

اس روایت سے اظہر من الشمس ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین حضرات سرکارِ دو عالم ﷺ کے انتقال کے بعد مشکل اور پریشانی کے عالم میں یا محمد یا رسول اللہ ﷺ پکارتے تھے اور پکارنے سے ان کی مشکلیں اور مصائب حل ہو جاتے تھے۔

تاحال وہی حال

یہ وظیفہ نہ صرف زمانہ خیر القرون تک تھا بلکہ صحابہ کرام اور تابعین کے اس مجرب وظیفہ کو محدثین عظام علیہم الرحمة نے جب حدیث کی مستند کتابوں میں درج فرمایا تو اس امت محمدیہ کے مشہور محدث ابن جزری علیہ الرحمة نے اپنی مشہور تصنیف لطیف حصن حصین میں اس وظیفہ کو مشکل، پریشانی اور حاجت طلب کرنے کے لئے پڑھنے کی ترکیب ارشاد فرمائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں

من كانت له ضرورة فليتوضأ فيحسن وضوءه ويصلي ركعتين ثم يدعوا

جس کی کوئی ضرورت یا حاجت ہو پس وہ اچھی طرح سے وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے

اللهم انى اسألك واتوجه اليك بمحمد نبى الرحمة يا محمد انى قد توجهت بك الى ر

حاجتى هذه لتقضى اللهم فشفعه

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ مبارکہ سے متوجہ ہوتا ہوں یا محمد ﷺ میں آپ کے وسیلہ مبارکہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی اس حاجت میں کہ پوری ہو جائے یا رب حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

ازالہ وہم

مفکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کی عادت ہے کہ خواہ مخواہ ایسے موقعہ پر حدیث کو ضعیف کہہ دیتے ہیں ممکن ہے یہاں بھی کہہ دیں اس کے لئے عرض ہے کہ حضرت محدث ابن جزری علیہ الرحمة نے اپنی کتاب حصن حصین کے دیباچہ میں واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ اس کتاب میں جو احادیث شریفہ جمع کی گئی ہیں وہ سب صحیح احادیث شریفہ ہیں اس میں کوئی ضعیف حدیث نہیں ہے۔ ابن جزری کے اصل الفاظ یہ ہیں

اخر جئته من الاحادیث الصحیحة ابرزته عدة عند كل شدة وجز دته جنة تقى من شر الناس والجنة

اس کا ترجمہ نواب قطب الدہلوی علیہ الرحمۃ نے اس طرح کیا ہے

نکالائیں نے اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے ظاہر کیا میں نے اس کو درحالیکہ سامان ہے نزدیک ہر سختی کے اور خالص کیا میں نے اس کو درحالیکہ ڈھال ہے بچاتی ہے بُرائی آدمیوں اور جنوں کی سے۔ (حسن حصین مترجم صفحہ ۳)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

خدرت رجل اب عمر فقال له رجل اذكر احب الناس اليك فقال يا محمد (ادب المفرد صفحہ ۱۹۳ مطبوعہ مصر)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک شخص کو یاد کریں جو آپ کو سب سے محبوب ہے تو انہوں نے کہا یا محمد۔

شفاء شریف کی روایت

بارگاہ نبوی کے حضوری حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب شفاء شریف میں اسی روایت کو اس طرح نقل فرمایا ہے

وروی أن عبد الله بن عمر خدرت رجله فقليل له اذكر أحب الناس إليك يزل عندك فص
محمداه فانتشرت. (شرح شفاء جلد ۲ صفحہ ۴۱، جلد ۲ صفحہ ۱۸، نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۹۷)

روایت ہے کہ بیشک حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں مبارک سن ہو گیا پس ان کو کہا گیا کہ اس کا ذکر کرو جو تجھے زیادہ محبوب ہے پس انہوں نے یا محمد اہ کہا تو پاؤں مبارک کھل گیا۔

فائدہ

یہی طریقہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی صحیح روایات کے ساتھ مروی ہے تفصیل دیکھئے ”ندائے یارسول اللہ“

جنگوں میں پکارا یارسول اللہ ﷺ

ابن جریر و ابن کثیر نے نقل کیا ہے کہ

ان الصحابة بعد موت رسول الله ﷺ كان شعارهم في الحروب يا محمد (تاریخ ابن جریر و البدایہ والنہایہ)

بیشک صحابہ کرام علیہم الرضوان کا حضور اکرم ﷺ کے انتقال کے بعد جنگوں میں یا محمد پکارنا شعار اور طریقہ تھا۔

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجاہد کا

یا محمد ﷺ پکارنا

تاریخ فتوح الشام میں ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر قسریں سے لڑائی کے ارادہ سے بھیجا کعب بن حمزہ کی لڑائی یوقنا سے ہوئی اس کے پانچ ہزار سپاہی تھے۔ جب جنگ ہو رہی تھی تو یوقنا کے پانچ ہزار سپاہیوں نے حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج پر حملہ کر دیا تو اس وقت حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکارتے تھے

یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل۔ (فتوح الشام صفحہ ۲۹۸)

اے محمد مصطفیٰ اے محمد مصطفیٰ ﷺ اے اللہ تعالیٰ کی مدد نزول فرماؤ، تشریف لاؤ۔

حل لغات ۷۲

تشوٹ، مضبوطی سے پکڑنا۔ ذیل، دامن، نیچے، نیچے کا حصہ۔ سوگند، قسم۔

ترجمہ

جا دامن مصطفیٰ مضبوطی سے پکڑتے تھے خدا کی قسم اس ٹیڑھا پن کو چھوڑ۔

شرح

اسی پہلے بیت کا بیان اور مخالف کو آخری اور الوداعی نصیحت ہے۔

ترجمہ ۷۴

ہم نے تمہیں بہت نصیحتیں کی ہیں اب ہم اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو گئے اور ہم پر صرف پیغام پہنچانا تھا وہ

پہنچا دیا۔

شرح

مخالف کو وعظ کے اختتام پر سنت نبوی کی یاد دہانی کی ہے کہ حضور ﷺ جب مخالفین اسلام کو ہر طرح سے سمجھا کر

فارغ ہوتے جب دیکھتے کہ مخالف دلائل و براہین بلکہ معجزات کو دیکھ کر بھی نہیں مان رہا تو آخر میں فرماتے

وما علینا الا البلاغ

اسی سنت پر عمل فرمایا کہ آخر میں کہا

وما علینا یا اخی الا البلاغ

ترجمہ ۷۵۴

فضائل اور قرب خداوندی میں اس شہنشاہ دو عالم ﷺ جیسا دونوں عالم میں کوئی نہیں۔

شرح

یہ امتناع النظر تقریر ہے جو دو دلیلوں پر مشتمل ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے وہ فضائل جو صرف آپ سے مخصوص ہیں وہ نہ کسی نبی علیہ السلام کو نصیب اور نہ کسی فرشتے کو جس کی تفصیل خصائص کی تصانیف میں ہے تبرکاً چند خصائص یہاں عرض کر رہا ہوں۔

(۱) جو کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) پر نازل فرمائی اس کی حفاظت اپنے ذمہ کر لی ہے قرآن ہر شی کا جامع (اور ہر شی کی تفصیل ہے) اپنے غیر سے بے پرواہ کرنا والا ہے اور یاد کرنے کے لئے آسان ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۱۹)

(۲) حضور ﷺ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے حضور کے دشمنوں کو خود جواب دیا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

(۳) مولیٰ کریم نے حضور ﷺ کی تابعداری کو عالم پر لازم قرار دیا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

(۴) حضور ﷺ امام القبلتین و صاحب ہجرتین ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

(۵) آپ ظاہر و باطن پر حکم کرنے کے جامع ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

(۶) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے وحی کی تمام قسموں سے کلام فرمایا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

(۷) حضور اکرم ﷺ کے عشق میں کھجور کا خشک تنار پڑا۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۳۶)

قرب خداوندی

یہ دلیل بھی ایسی مضبوط ہے کہ جسے مخالف کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا قرب کا یہ حال ہے کہ

لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (زرقانی)

میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ اس میں نہ ملک مقرب کو گنجائش نہ کسی نبی مرسل کو۔

اور شب معراج کا قرب نص قرآنی میں موجود ہے

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۸)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔

فائدہ

اس میں محبوب امین اور رب العالمین میں انتہائی قرب بتانا مقصود ہے اہل عرب انتہائی نزدیکی بیان کرتے ہیں تو یہ ہی کہا کرتے ہیں کہ دو کمانوں یا دو ہاتھوں تک پہنچ گیا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جب کسی کو آغوشِ محبت میں لینا ہوتا ہے تو دونوں ہاتھوں کی کمانیں ملا کر دائرہ بنا لیتے ہیں اور بیچ میں محبوب کو لے کر گلے لگاتے ہیں یعنی رحمتِ الہی نے اپنے محبوب کو اپنی آغوش میں لے کر ایسا گلے لگایا جیسے پیارا پیارے سے گلے ملتا ہے یا جیسے دائرہ مرکز کو اپنے میں لے لیتا ہے۔ خیال رہے کہ دو کمانوں کے ملنے سے دائرہ بن جاتا ہے اس وقت نظارہ یہ تھا کہ جہاں طرف رحمتِ خدا نورِ خدا بیچ میں حضور اکرم ﷺ تھے۔

فائدہ

آیت ”ذَنَا فَتَدَلَّى“ سے علماء نے حضور اکرم ﷺ کے قربِ الہی کے متعلق خوب لکھا ہے۔ فقیر یہاں صدر الافاضل رحمہ اللہ کی تفسیر پر اکتفا کرتا ہے۔ اس میں چند قول ہیں ایک تو یہ کہ نزدیک ہونے سے حضور کا عروج و وصول مراد ہے اور اتر آنے سے نزول و رجوع تو حاصل معنی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے قرب میں باریاب ہوئے پھر وصال کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر خلق کی طرف متوجہ ہوئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت ربُّ العزت اپنے لطف و رحمت کے ساتھ اپنے حبیب سے قریب ہو اور اس قرب میں زیادتی فرمائی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے مقرب درگاہ ربوبیت ہو کر سجدہ طاعت ادا کیا۔ (روح البیان)

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ قریب ہو اجبار رب العزت الخ۔ (حازن)

یہ اشارہ ہے تاکید قرب کی طرف کہ قرب اپنے کمال کو پہنچا اور بادب احباء میں جو نزدیکی متصور ہو سکتی ہے وہ اپنی غایت کو پہنچی۔

اکثر علماء مفسرین کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ خاص حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وحی

فرمائی۔ (جمل)

حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی یہ وحی بے

واسطہ تھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا اور یہ خدا اور رسول کے درمیان کے اسرار ہیں جن پر ان کے سوا کسی کو اطلاع نہیں۔ بقلی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو تمام خلق سے مخفی رکھا اور نہ بیان فرمایا کہ اپنے حبیب کو کیا وحی فرمائی اور محب و محبوب کے درمیان ایسے راز ہوتے ہیں جن کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (روح البیان)

حل لغات ۷۶

مہتدی، ہدایت پانے والا، راہ راست پر چلنے والا۔

ترجمہ

اس کی مثل سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی بھی نہیں اے ہدایت پانے والے اس سے صرف اس کا خدا تعالیٰ ہی برتر ہے۔

شرح

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مصرعہ اولیٰ پر اعتراض پڑتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خدا تعالیٰ کی مثل کہہ دیا دوسرے مصرعہ میں اس کا ازالہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی مثل نہیں حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے بعد بے مثل ہیں۔ مصرعہ اولیٰ میں یکتائی مراد لی ہے کہ اللہ تعالیٰ خدائی میں بے مثل ہیں مصطفیٰ ﷺ مصطفائی میں۔ کتب سیر میں حضور اکرم ﷺ کے بعض خصائص ایسے ہیں جو نہ کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصیب ہوئے نہ کسی ملک مقرب کو۔

حل لغات ۷۷

محتشم صاحب خدم و حشم یعنی جس کے پاس نوکر اور دولت ہو یہاں مطلق محترم و معظم کے معنی میں ہے۔ ظلم (ضم) انطا وفتح اللام) ظلمت تاریکی کی جمع (غیاث)

ترجمہ

اے محترم سابقین انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام رات اور تاریکیوں میں شمع ہدایت تھے۔

ترجمہ ۷۸

اندھیروں اور ظلم و زیادتی میں ان کی قوم ہر ایک اپنے نبی علیہ السلام سے روشنی لیتی رہی۔

ترجمہ ۷۹

خاتمیت کا آفتاب بلند ہوا سورج آیا تو تمام شمعیں خاموش ہو گئیں۔

شرح

یہ تینوں اشعار قطعہ بند ہیں مطلب ظاہر ہے کہ سابقہ زمانوں میں بے شمار انبیاء و رسل علیہم السلام تشریف لائے سب کے سب خاموش ہو گئے۔

نکتہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے شمعیں بجھ جانے کے بجائے خاموش ہو گئیں کا لفظاً ادباً اور صحیح اعتقاد کے اظہار کے لئے فرمایا ہے کہ بجھ جانے والی شے مٹ جاتی ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ انبیاء و رسل علیہم السلام زندہ ہیں اور اب بھی فیض پہنچا سکتے ہیں لیکن آفتاب خاتمیت ﷺ کے ازراہ ادب خاموش ہیں اسی کو امام بریلوی قدس سرہ نے اپنے نعتیہ کلام میں یوں ادا فرمایا ہے

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

یہاں بھی یہی فرمایا ہے وہ ستارے چھپ گئے یہ نہیں کہ وہ مٹ گئے (معاذ اللہ) اس کی مزید تشریح فقیر کی شرح حدائق جلد چہارم میں ملاحظہ ہو۔

مسئلہ

اگرچہ روایات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار دوسری میں دو لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کی تعداد کا ذکر ہے۔ (نبراس) لیکن چونکہ وہ روایات ضعیف ہیں ان پر عقائد کا ترتیب نہیں ہو سکتا اس لئے ہمیں مجملہ عقیدہ رکھنا ہوگا کہ ہمارا تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان ہے۔

عقیدہ

حضور اکرم ﷺ کے علاوہ تمام انبیاء علیہم السلام حقیقی زندگی سے زندہ موجود ہیں جہاں چاہیں تشریف لے جائیں اور جیسے تصرف فرمائیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ”تنویر الحلیک فی رؤیۃ النبی والملك“ ان کے فیض سے فقیر کا ایک رسالہ مشہور ہے ”تحفۃ الحصلاء فی رؤیۃ الانبیاء فی البیظہ والروایاء“ تبرکاً چند حوالے حاضر ہیں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنویر الحلیک میں لکھتے ہیں

رؤية ذات النبي ﷺ بروحه وجسده لانه وسائر الانبياء رؤت اليهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم في الخروج من قبورهم والتصرف في الملكوت العلوى وسفلى ولا مانع ان يراه كثيرون في وقت واحد لانه كاشمس واذا كان القطب يملا الكون كما قال تاج ابن عطاء الله فما به بالنبي ﷺ

حضور اکرم ﷺ کا روح اور جسم مبارک کے ساتھ دیدار حق ہے اس لئے کہ آپ اور تمام انبیاء علیہم السلام بعد قبض ارواح کے ان کی ارواح انہیں واپس لوٹائی جاتی ہیں انہیں اپنے مزارات سے باہر تشریف لے جانے اور ملکوت علوی و سفلی میں تصرف کی عام اجازت ہے اور اس سے کوئی شے مانع نہیں کہ ایک ہی وقت میں بے شمار لوگ ان کی زیارت کریں کیونکہ وہ سورج کی مانند ہیں علاوہ ازیں جب ایک قطب وقت جملہ عالم کو پُر کر سکتا ہے جیسے تاج ابن عطاء اللہ نے فرمایا تو پھر نبی کریم ﷺ کے لئے تیرا کیا خیال ہے کہ وہ اس سے بڑھ کر کمال نہیں رکھتے۔

وقال القاضى شرف الدين هبة الله بن عبد الرحيم البارزى فى كتاب توثيق عرى الايمان فى البيهقى فى كتاب الاعتقالات انبياء بعد ما قبضوا ردت اليهم ارواحهم فهم احياء عند ربهم كالشهداء ، وقد رأى نبينا صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج جماعة منهم وأخبر وخبره صدق أن صلاتنا معروضة عليه وأن سلامنا يبلغه ، وأن الله تعالى حرم على الأرض أن تأكل لحوم الانبياء (الحاوى صفحہ ۴۴۲)

قاضی شرف الدین ہبۃ اللہ بن عبد الرحیم بارزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ”توثیق عری الایمان“ میں لکھا کہ انبیاء علیہم السلام کے وصال کے بعد ان کے ارواح انہیں واپس دیئے جاتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے شب معراج انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھا پھر اس کی ہمیں خبر بھی دی اور آپ کی خبر صادق ہے اور ہمارے سلام حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کا کھانا حرام فرمایا ہے۔

ترجمہ ۸۰

نور حق مشرق بے مثلی سے چمکا جملہ عالم نے اس کی چمک سے مراد پائی۔

شرح

چاند، سورج، ستارے، فرشتے اور انبیاء و اولیاء کرام میں جو ظاہری و باطنی نورانیت و روحانیت نظر آتی ہے وہ

سب اسی منبع النور، سرچشمہ فیض و برکت سے مستفاد ہے۔ علم و ہدایت اور نور و بصیرت کی تمام جلوہ سامانیاں اسی ذاتِ قدسی صفات کا فیضانِ کرم ہے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے مرادل بھی چمکا دے چکانے والے

حل لغات ۸۱

دفعۃً، اچانک، ”لا مثل لہ“ اس کی مثل کوئی نہیں۔

ترجمہ

اچانک ہر زبان سے ان کی مدح (تعریف) میں شور اٹھا کہ ان کی مثل کوئی نہیں۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق حضور اکرم ﷺ کو بے مثال اور بے مثل مانتی ہے صرف چند بد قسمت لوگوں کو انکار ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ما من شئ الا ويعرفني اني رسول الله الا مردة الجن والانس. (شفاء)

کوئی شے ایسی نہیں جو مجھے نہ پہچانتی ہو سوائے سرکش انسانوں اور جنوں کے۔
چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

اونٹ کی فریاد

حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفر میں حضور اکرم ﷺ کے تین معجزے دیکھے پہلا معجزہ ہم سیر کرتے ہوئے ایک ایسے اُونٹ کے پاس سے گزرے جس سے پانی کھینچا جاتا تھا اُونٹ نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھ کر آواز بلند کی اور فریاد کی اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ حضور اکرم ﷺ اس کے پاس آ کر ٹھہر گئے اور فرمایا اس اُونٹ کا مالک کہاں ہے پس مالک آپ کے پاس آیا فرمایا اس کو بیچ دے میرے ہاتھ مالک نے عرض کی یا رسول اللہ بلکہ ہم آپ کو ہبہ کرتے ہیں مگر یہ اُونٹ ایسے گھروالوں کا ہے جن کا گزارا سوائے اس اُونٹ کے اور کوئی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بہر حال جو تو نے اُونٹ کا حال بیان کیا لہذا میں تجھ سے خریدنے کی طلب نہیں کرتا لیکن اس کی خبر گیری کے متعلق تجھے وصیت کرتا ہوں۔

فانه مشككى كثرة العمل وانه العلف فاحسنوا عليه

کیونکہ اس نے زیادتی کام اور کی چارہ کی شکایت کی ہے تم اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

استن حنانہ

مذکورہ واقعہ سے معجزہ استن حنانہ کی یاد تازہ ہو گئی ہے جو کہ لکڑی کا خشک ستون تھا جس کے ساتھ ٹیک لگا کر نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب منبر شریف بننے کے بعد آپ نے اسے چھوڑ دیا تو وہ مٹی کے مذکورہ واقعہ کی طرح آپ کی جدائی میں اتنی دردناک آواز سے رویا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے پاس تشریف لا کر جب اسے اپنے ساتھ لگایا تو تب اس کو سکون آیا پھر آپ نے اسے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں لگا دوں جہاں صالحین تیرا پھل کھائیں اور اگر چاہے تو تجھے یہیں پہلے کی طرح پھل دار درخت بنا دوں پس اس نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۳۰۷)

مولانا روم علیہ الرحمہ نے فرمایا

نعرہ می زد ہمچوں ارباب عقول

استن حنانہ از ہجر رسول

خاک طیبہ

یہ واقعہ ایک مستند بزرگ نے سنایا کہ ایک صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے واپسی پر مدینہ النبی ﷺ کی مٹی کھود کر ایک کپڑے میں باندھ لائے۔ نیت یہ تھی کہ جب میں مرجاؤں تو یہ مٹی میرے کفن میں رکھ دینا۔ محبوب خدا کے شہر کی مٹی حاجی صاحب نے ادب احترام کے ساتھ ایک کپڑے میں لپیٹ کر صندوق میں رکھ دی چند ماہ بعد حاجی صاحب نے صندوق کھولا تو مٹی گیلی حالت میں ملی۔ حاجی صاحب نے تعجب کیا کہ یہ خشک مٹی میں نے خود ہاتھ سے کھود کر کپڑے میں باندھی پھر یہاں آ کر صندوق میں بند کر کے تالا لگایا چابی اپنے پاس رکھی پھر یہ مٹی کس طرح گیلی ہو گئی؟ حاجی صاحب نے وہ مٹی دھوپ میں پھیلا کر خشک کی اور پھر صندوق میں رکھ دی کچھ دنوں کے بعد پھر مٹی کو دیکھا تو گیلی تھی انہوں نے پھر دھوپ میں خشک کی اور صندوق میں رکھ دی مگر کچھ دنوں بعد تیسری مرتبہ مٹی کو دیکھا تو پہلے سے بھی زیادہ گیلی تھی حتیٰ کہ کپڑا بھی پانی سے تر تھا۔ حاجی صاحب بہت پریشان ہوئے کہ مٹی خود بخود گیلی کیسے ہو گئی۔ وہ ایک بزرگ کے پاس گئے جو نہایت متقی اور پرہیزگار تھے حاجی صاحب نے ان کو پورا واقعہ سنایا تو وہ بزرگ آدمی تڑپ کر کھڑے ہو گئے اور رو کر فرمایا حاجی صاحب اس مٹی کو جہاں سے لائے تھے فوراً وہیں پہنچا دو۔ دیر نہ کرنا کہیں مٹی کی فریاد پر کوئی غضب نہ ڈھادے کیونکہ یہ مقدس مٹی مدینہ کی جدائی میں روتی ہے اور اپنے آنسوؤں سے گیلی ہو جاتی ہے۔

اس مقدس مٹی کو مدینہ طیبہ میں جلد پہنچا دو کہیں اس کی اشکبار بے قراری سے ہم پر کوئی آفت نازل نہ ہو جائے۔ (دیوبندی)

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ۷ اکتوبر ۱۹۸۹ء

انتباہ

اسی لئے علماء کرام نے فرمایا کہ مدینہ طیبہ کی ہر وہ چیز جو مدینہ پاک کی اصلی ہے سوائے کھجور کے اور کوئی شے اپنے ملک میں نہ لے جائے کیونکہ اس شے کو مدینہ پاک کی جدائی ناگوار ہے اور اس سے حضور اکرم ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔

حل لغات ۸۲

شپر، چمکا ڈر، عناد، سرکشی، ہٹ، ضد۔

ترجمہ

لیکن چمکا ڈر ضد اور ہٹ دھرمی سے اسے نہ مانا اے پروردگارِ عالم یہ اندھا جہاں میں نہ ہو (مٹ کر فنا ہو جائے)

شرح

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کی مثال چمکا ڈر سے دی ہے خوب ہے اس لئے آفتاب کے نور انکار چمکا ڈر کے سوا اور کسی کو نہیں ایسے ہی حضور اکرم ﷺ کے کمالات سورج سے بھی زیادہ روشن ہیں جسے انسان کے علاوہ جنات، حیوانات، نباتات، اشجار، اجار خدائی کا ذرہ ذرہ معترف ہے لیکن یہ بد قسمت مانتا ہی نہیں تو یوں کہو کہ چمکا ڈر سے بھی بدتر ہوا۔ کیونکہ چمکا ڈر بھی حضور اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات کو مانتا ہے اور بد بخت انسان خود کو امتی کہلوا کر آپ کے فضائل و کمالات کا انکار کرتا ہے۔

حل لغات ۸۳

ربانین، رب والے، ربانی کی جمع، رب کی طرف منسوب۔ مزرع، کھیتی، کھیت۔

ترجمہ

یہ رب والے (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) آنکھوں والے ان کے دل کی کھیتیاں آپ (ﷺ) کے فیض سے بہرہ یاب ہوئے۔

شرح

یہاں صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مراد ہوں تو ظاہر ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ (ﷺ) کا فیض انبیاء علیہم

السلام نے بھی پایا۔

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

وقيل رأى مكتوبا على ساق العرش محمد رسول الله فتشفع به وإذا أطلقت الكلمة على عيسى عليه السلام فلتطلق الكلمات على الروح الأعظم والحبیب الأكرم صلى الله تعالى عليه وسلم فما عيسى بل وما موسى بل وما وما إلا بعض من ظهور أنواره وزهرة من رياض أنوار (روح المعانی پارہ ۸ صفحہ ۲۱۷)

حضرت آدم علیہ السلام نے عرشِ معلیٰ کے پائے پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا دیکھا تو اس اسم مبارک کو شفیع بنایا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کلمے کا اطلاق ہوا تو جو روح اعظم اور حبیب اکرم ﷺ ہیں ان پر کلمات کا اطلاق کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ اور موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سب اسی نورِ اعظم (محمد مصطفیٰ ﷺ) کے انوار اور اسی باغ کے پھول ہیں۔

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے

انبیاء اور ہیں سب مد پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

اور اولیاء کرام تا حال الی یوم القیامۃ آپ (ﷺ) سے فیض پارہے ہیں اور پاتے رہیں گے۔

ترجمہ ۸۴

بادل (رحمت) نے آکر ان کی کھیتیاں سرسبز فرمادیں ان کی خشک کھجوروں کو شاداب بنا دیا۔

شرح

یہ بیت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خوب بتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کیا تھے لیکن جو نبی اس فیض و کرم کے دریا سے سیراب ہوئے تو رشک قدوسیان و کرومیاں بن گئے۔

اس بیت میں امام احمد رضا قدس سرہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔

ترجمہ ۸۵

حق تعالیٰ نے یہ صاف و شفاف بادل بھیجا تا کہ وہ ہمیں پائے فرمائے اور ہماری قلبی نجاستیں لے جائے۔ (مد)

(ڈالے)

شرح

آیت تزکیہ کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ نے پارہ ۴ سورہ آل عمران میں فرمایا

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (پارہ ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے۔

فائدہ

آیت سے معلوم ہوا کہ پاکی صرف صرف نیکیوں سے حاصل نہیں ہوتی یہ نیکیاں تو پاکی کے سبب ہیں پانی نگاہ کرم مصطفیٰ ﷺ سے ملتی ہے۔ نیکیاں تخم ہیں اور حضور کی نگاہ کرم رحمت کا پانی بغیر پانی تخم بے کار ہے جیسے کہ شیطان کی عبادت بے کار ہوئیں لہذا کوئی متقی اور ولی حضور سے بے نیاز نہیں ہو سکتا (بلکہ ہر نیکی کرنے والا جب تک آپ کے براہ راست فیض کا قائل نہیں تو ناس کا ایمان قابل قبول ہے ناس کی کوئی نیکی)

حکایت

علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک کامل ولی نے جب مذکورہ بالا عقیدہ کا اظہار فرمایا تو ایک خشک زاہد بول پڑا کہ اب حضور اکرم ﷺ سے واسطہ و رابطہ کی کیا ضرورت ہے جب کلمہ پڑھ لیا اور عبادت بتوفیق ایزدی نصیب ہوتی ہے اور بس۔ اس ولی کامل نے فرمایا تو اس رابطہ کا قائل نہیں تو کیا میں تیرا کنکشن کٹوا دوں۔ خشک زاہد نے کہا جب کنکشن ہے نہیں تو کٹے گا کیا اس ولی کامل نے اس وقت بذریعہ مکاففہ اس کے کنکشن توڑنے پر توجہ فرمائی تو وہ فوراً بے ایمان ہو کر عیسائیوں سے جا ملا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)

نکتہ

ہمارے عقیدہ ہے کہ اب بھی کسی کو تزکیہ نصیب ہوتا ہے تو حضور اکرم ﷺ کی نظر کرم سے اسی سے اختلافی مسائل باسانی حل ہوتے ہیں۔

(۱) حیاتِ حقیقی ثابت ہوئی اس لئے کہ جب کپڑا بغیر دھونے والے کے نہیں ہو سکتا اور اسے زندہ ہی دھو سکتا ہے تو پھر جملہ عالم کا تزکیہ زندہ نبی ﷺ ہی کر سکتا ہے۔

(۲) حاضر و ناظر شے کا پاک کرنے والا اگر دور ہو تو شے کیسے پاک ہو سکتی ہے اس سے لازماً ثابت ہوا کہ ہمارے مرنے والے ہمارے قریب ہیں۔

(۳) علم غیب اس لئے کہ شے کی پلیدی کا علم ہو گا تو پاک کی جا سکے گی ورنہ لاعلمی میں تو کچھ نہ ہو سکے گا اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہمیں اپنا بھی اتنا علم نہیں جتنا ہمیں ہمارے آقا ﷺ جانتے ہیں۔

(۴) تصرف و اختیار ظاہر ہے کہ شے کا پاک کرنا اس وقت ہو گا جب وہ شے ہاتھ میں ہو اگر شے ہو دوسرے کے قبضے میں اور تم سے لے بھی نہیں سکتے تو اسے خاک کرو گے بلا تمثیل سمجھئے کہ ہمارے حضور اکرم ﷺ باذنہ تعالیٰ تصرف و مختار ہیں۔

(۵) نور علی نور ورنہ اتنی بڑی مخلوق کا تزکیہ بشریت کی طاقت سے باہر ہے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ بشر ہو کر نور علی نور بھی ہے۔

فافهم ولا تکن من الوهابیین

حل لغات ۸۶

رعد، بجلی کی گڑگڑاہٹ، گرج۔

ترجمہ

آپ (ﷺ) بارش دراصل رب تعالیٰ کی رحمت ہیں اور اس کی عام گرج کا شور ہے کہ میں ہی ہدایت والی رحمت

ہوں۔

شرح

”رحمة مہداة انا“ یہ حدیث کا اقتباس ہے۔

ترجمہ ۸۷

آپ (ﷺ) کی رحمت عام تمام اشیاء کے لئے ہے لیکن فضل خاص صرف اہل ایمان کے لئے ہے۔

شرح

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (پارہ ۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

کی طرف مصرعہ اول میں اشارہ فرمایا اور دوسرے مصرعہ میں

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸)

تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

کی طرف اشارہ ہے۔ آیۃ اولیٰ کی تفسیر مختصراً عرض ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (پارہ ۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

دین اسلام کے عالمگیر اور تمام دنیا کا مذہب ہونے پر اس سے بڑی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ سب کا معبود رب

العالمین ہے جو تمہارے جہانوں کا پالنے والا ہے اور اس کا محبوب رحمۃ للعالمین ہے جس کی رحمت تاقیامت تمام جہانوں کے

لئے ہے آپ کی رحمت اور آپ کی خیر خواہی کسی خاص قوم اور ملک کے لئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ کی طرح اس

کے حبیب کی رحمت بھی عام ہے اور آپ کی ہی ذات وہ ذات ہے جس نے آ کر غفلت میں پڑی ہوئی دنیا کو خبردار کیا اور

اسے وہ علم دیا جو حق و باطل کا فرق واضح کرتا ہے اور بالکل غیر مشتبہ طریقے سے بتاتا ہے کہ انسان کے لئے تباہی کی راہ

کون سی ہے اور سلامتی کی راہ کون سی ہے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا جس کی

تاریخ شاہد ہے۔

اس آیت سے غزالی زمان العلامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انوکھے طریق سے اپنے

مسلك حق اہل سنت کے لئے استدلال فرمایا ہے جس میں حیاة و حاضر و ناظر، علم غیب اور مختار کل اور استمداد جیسے مختلف

فیہ مسائل کا آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔ آپ کی تقریر متعدد رسائل میں شائع ہوئی تبرکاً فقیر کی شرح مشنوی شاہ احمد رضا میں

عرض کرتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (پارہ ۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک یہ امر قطعی ہے کہ اس آیۃ کریمہ میں کاف خطاب سے مراد

حضور اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ ہے اور یہ امر بھی واضح ہے کہ رحمۃ للعالمین ہونا حضور اکرم ﷺ کا وصف خاص ہے یعنی

حضور ﷺ کے علاوہ کوئی رحمۃ للعالمین نہیں ہو سکتا جس کی دلیل یہ ہے کہ آیۃ کریمہ حضور ﷺ کی مدح میں وارد ہے اور

قاعدہ ہے کہ مقامِ مدح میں جو وصف وارد ہو گا وہ مدوح کے ساتھ خاص ہو گا کیونکہ تخصیص کے بغیر مدح ممکن نہیں لہذا ضروری ہوا کہ رحمۃ للعالمین ہونے کا وصف حضور اکرم ﷺ کے لئے خاص ہو۔ کسی مسلم ہستی کے کلام میں کسی دوسرے کے لئے اگر مسامحہ کے طور پر یہ لفظ یا اس کا ہم معنی کوئی کلمہ وارد بھی ہو تو اسے مبالغہ یا مجاز پر محمول کیا جائے گا حقیقت و واقفیت سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

العالمین سے مراد صرف انسان یا جن و بشر یا ملائکہ ہی نہیں بلکہ کل ماسوی اللہ ہے اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا جہت رسالت سے ہے اور رسالت کل مخلوق کے لئے عام ہے جیسا کہ خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

ارسلت الى الخلق كافة. (رواہ مسلم)

میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

جب رسالت کل مخلوق کے لئے عام ہے تو رحمت بھی سارے جہانوں کے لئے عام اور اللہ کے سوا ہر ذرے کو شامل قرار پائی۔ واللہ الحمد

اس کے بعد لفظ رحمۃ کی طرف آئیے مفسرین نے اس کی دو توجہیں کی ہیں اگر مستثنیٰ منہ اعم علل ہو تو ”رحمۃ“ ارسلنا فعل کا مفعول نہ قرار پائے گا اور تقدیر عبارت یہ ہوگی

وما ارسلناک لعلۃ من العلل الا لاجل الرحمة للعالمین

ہم نے آپ کو کسی لئے نہیں بھیجا صرف عالمین کے واسطے رحمت کے لئے بھیجا ہے۔

اور اگر اعم احوال کو مستثنیٰ منہ بنایا جائے تو رحمت ضمیر خطاب سے حال ہو گا اور لفظ رحمت مصدر مثنیٰ للفاعل ہو کر بمعنی راحم قرار پائے گا اور تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ

وما ارسلناک فی حال من الاحوال الا حال کونک راحماً للعالمین

اے محبوب (ﷺ) نہیں بھیجا ہم نے آپ کو کسی حال میں مگر صرف اس حال میں کہ آپ تمام جہانوں کے لئے رحم کرنے والے ہیں۔

لفظ رحمت مفعول نہ ہو یا حال بہر صورت حضور اکرم ﷺ راحم قرار پاتے ہیں کیونکہ مفعول نہ سبب فعل ہوتا ہے اور فاعل بھی سبب فعل ہے اس لئے حضور ﷺ کا راحم ہونا حال اور مفعول نہ دونوں کے مطابق ہے۔ خلاصۃ الکلام یہ کہ حضور ﷺ تمام کائنات کل مخلوقات ایک ایک ذرہ ایک ایک قطرہ غرض اللہ کے سوا ہر شے کے لئے رحم فرمانے والے

ہیں۔

بیان سابق کی روشنی میں جب حضور اکرم ﷺ کا تمام عالمین کے لئے رحم ہونا ثابت ہو گیا تو ”راحمًا للعالمین“ ہونے کے لوازمات و مناسبات بھی ثابت ہو گئے کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ

اذا ثبت الشيء ثبت بجميع لوازمه

جب کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اپنے تمام لوازمات کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔

کسی پر رحم کرنے کے لئے چار باتیں لازم ہیں۔

(۱) سب سے پہلے تو یہ امر لازم ہے کہ رحم کرنے والا زندہ ہو مردہ نہ ہو کیونکہ مردہ رحم نہیں کر سکتا وہ خود رحم کا طالب اور مستحق ہوتا ہے لہذا اگر حضور ﷺ معاذ اللہ زندہ نہ ہوں ”راحمًا للعالمین“ نہیں ہو سکتے جب آیت قرآنیہ سے حضور اکرم ﷺ کا ”راحمًا للعالمین“ ہونا ثابت ہو گیا تو حضور اکرم ﷺ کا زندہ ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ صرف زندہ ہونے سے کسی پر رحم نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم کے حال کا عالم نہ ہو کیونکہ بے خبر کسی پر کیا رحم کرے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ فرض کیجئے زید انتہائی مظلوم ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی شخص اس پر رحم کر کے ظالم کے ظلم سے اُسے بچائے۔ اسی خواہش کو دل میں لے کر وہ عمرو کے پاس جاتا ہے اور اس سے رحم کی درخواست کرتا ہے عمرو اس کی درخواست سن لیتا ہے مگر اسے کچھ معلوم نہیں اس کا حال کیا ہے وہ نہیں جانتا کہ یہ کس مصیبت میں مبتلا ہے اور کس نوعیت کے رحم کا طالب ہے اس لئے وہ اس سے دریافت کرتا ہے کہ تمہیں کیا تکلیف ہے اور تم کس طرح کی مہربانی چاہتے ہو اب اگر زید اسے اپنا حال نہ بتائے اور یہی کہتا رہے کہ آپ میرا حال نہ پوچھئے بس مجھ پر رحم کر دیجئے تو کیا عمرو اس پر رحم کر سکتا ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں جب تک وہ اپنا حال نہ بتائے اور عمرو اس کے حالات سے پوری طرح باخبر نہ ہو اس وقت تک وہ اس پر قطعاً رحم نہیں کر سکتا۔ آیت قرآنیہ کی روشنی میں حضور اکرم ﷺ ”راحمًا للعالمین“ تو جب تک حضور اکرم ﷺ تمام عالمین کا ماسویٰ اللہ جمیع کائنات و مخلوقات کے حالات کو نہ جانیں اور جمیع ماکان و مایکون کا علم حضور اکرم ﷺ کو نہ ہو اس وقت حضور اکرم ﷺ ”راحمًا للعالمین“ نہیں ہو سکتے جب حضور ﷺ کا ”راحمًا للعالمین“ ہونا ثابت ہے تو تمام کائنات کے احوال کا عالم ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ صرف عالم ہونے سے بھی کسی پر رحم نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم تک اپنی رحمت و نعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار نہ رکھتا ہو مثال کے طور پر ایک شخص شب و روز ہمارے پاس مقیم ہے وہ دن رات

اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں مشغول رہتا ہے اور عبادت و ریاضت کرتے کرتے وہ اس قدر ضعیف و ناتواں ہو گیا ہے کہ اس کے لئے چلنا پھرنا اور اٹھنا بیٹھنا تک دشوار ہو گیا ہے اگر ایسے شخص کو ڈاکہ زنی اور قتل و غارت کے الزام میں پکڑ کر تختہ دار پر لٹکا دیا جائے اور وہ بے گناہ اس وقت ہم سے رحم کی درخواست کرتے ہوئے کہے کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں بے گناہ ہوں آپ مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے تو ہم اسے یہی جواب دیں گے کہ واقعی ہم آپ کے حال سے اچھی طرح باخبر ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ آپ بے گناہ ہیں مگر فقط جاننے سے کیا ہوتا ہے؟ ہمارے پاس وہ قدرت و اختیار نہیں کہ آپ کو تختہ دار سے بچالیں اپنی رحمت آپ تک پہنچانے کا جب تک ہمیں اختیار نہ ہو اور قدرت نہ پائی جائے اس وقت تک ہم آپ پر رحم نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوا کہ قدرت و اختیار کا ہونا بھی رحم کرنے کے لئے ضروری ہے جب حضور ﷺ مخلوقات اور کل کائنات کے لئے علی الاطلاق راحم ہیں تو ہرزہ کائنات تک رحمت و نعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار بھی حضور اکرم ﷺ کے لئے حاصل ہے۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ صرف قدرت و اختیار سے بھی کام نہیں چلتا کسی پر رحم کرنے کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ رحم کرنے والا مرحوم کے قریب ہو اور مرحوم راحم کے قریب ہو۔

اس بات کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھئے کہ مثلاً آپ تین فرلانگ کے فاصلہ پر کھڑے ہیں اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خونخوار دشمن نے آپ کے مخلص دوست پر حملہ کر دیا۔ وہ چلا کر آپ سے رحم کی درخواست کرنے لگا آپ اس کی مدد کے لئے دوڑے اور خلوص قلب سے اس پر رحم کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی دشمن نے اسے ہلاک کر دیا۔ اب غور کریں آپ زندہ بھی ہیں اور اس دوست کو بچشم خود ملاحظہ بھی فرما رہے ہیں اور اس کے حال کے عالم بھی ہیں رحم کرنے کی قدرت اور طاقت بھی آپ کے اندر پائی جاتی ہے۔ آپ اپنے اختیار سے رحم کر سکتے ہیں لیکن صرف اس وجہ سے کہ وہ مخلص دوست آپ سے دور ہے اور آپ اس سے دور ہیں آپ اپنی حیات، قدرت، اختیار کے باوجود اس پر رحم نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوا کہ رحم کرنے کے لئے راحم کا مرحوم سے قریب سے قریب ہونا بھی ضروری ہے۔

جب آیہ قرآنیہ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے تمام جہانوں اور مخلوقات کے ہر ذرے کے لئے راحم ہونا ثابت ہو گیا تو یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ اپنی روحانیت و نورانیت کے ساتھ تمام کائنات کے قریب ہیں اور ساری کائنات حضور اکرم سے قریب ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہاں یہ شبہ پیدا کیا جائے کہ ایک ذات تمام جہانوں کے قریب کیسے ہو سکتی ہے ایک فرد کسی ایک سے قریب ہوگا تو اس کے علاوہ باقی سب سے دور ہوگا یہ کس طرح ممکن ہے کہ فرد واحد افراد کائنات میں سے ہر فرد کے قریب ہو؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن دو کے درمیان نزدیکی مقصود ہے اگر وہ دونوں کثیف ہوں تو واقعی ایسا ہی ہوگا کہ فرد واحد افراد مختلفہ فی الزمان والمکان سے بیک وقت قریب نہیں ہو سکتا اور اگر دونوں لطیف ہوں یا دونوں میں کوئی ایک لطیف ہو تو جو لطیف ہوگا وہ بیک وقت تمام موجودات کائنات سے قریب ہو سکتا ہے جس میں کوئی شرعی یا عقلی استحالہ لازم نہیں آتا۔ دیکھئے ایک ہی قرآن سارے جہاں میں پایا جاتا ہے۔ مشرق و مغرب، جنوب و شمال، افریقہ و امریکہ، چین و جاپان میں ہر مسلمان حافظ قرآن کے سینے میں ایک ہی قرآن ہے اور وہ ایک ہونے کے باوجود سب سے قریب ہے۔ عالم محسوسات میں شکل و صورت اور آواز ہی کو لے لیجئے کہ ایک شکل ایک صورت اور ایک آواز بے شمار دیکھنے اور سننے والوں سے قریب ہے۔ ایک بولنے والے کی آواز تمام سامعین کے کانوں میں پہنچتی ہے اور ایک ہی شکل و صورت سب دیکھنے والوں کی آنکھوں اور دماغوں میں پائی جاتی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اگرچہ حافظان قرآن شریف کثیف ہیں اسی طرح سننے، دیکھنے والے انسان بھی کثافت سے متصف ہیں لیکن قرآن شکل و صورت اور آواز یہ سب چیزیں لطیف ہیں۔ اس لئے سب کے قریب ہیں کسی سے دور نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی لطافت اتنی قوی اور ارفع و اعلیٰ ہے جس کی شان کو کائنات و مخلوقات کی کوئی لطیف سے لطیف چیز بھی نہیں پہنچ سکتی۔

اس لئے حضور اکرم ﷺ کا تمام افراد ممکنات سے قریب ہونا بالکل واضح اور روشن ہے ہم کثیف سہی لیکن حضور اکرم ﷺ تو لطیف ہیں لہذا حضور اکرم ﷺ کا ہم سے قریب ہونا کوئی امر دشوار نہیں۔ آواز کی لطافت کا حال ہے کہ جہاں تک ہوا جاسکتی ہے آواز بھی وہاں تک پہنچ سکتی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی آواز ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہے ہوا اپنے مقام محدود سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور آواز ہوا سے آگے نہیں جاسکتی لیکن جہاں آواز ہوا بھی نہ جاسکے آواز اور ہوا تو کیا! یوں کہئے کہ جہاں جبریل امین علیہ السلام کا بھی گزر نہ ہو سکے وہاں بھی حضور ﷺ پہنچ جاتے ہیں بلکہ جہاں زمانہ اور مکان بھی نہ پایا جاسکے وہاں بھی حضور ﷺ پائے جاتے ہیں یقیناً نہ ہو تو شب معراج کا حال سامنے رکھ لیجئے جس سے آپ کو ہمارے بیان کی پوری تصدیق ہو جائے گی۔

مختصر یہ کہ لطافت ایسی صفت ہے جس کے ہوتے ہوئے قرب اور بعد مکانی کا اشکال باقی نہیں رہتا اور حضور ﷺ تو ایسے لطیف ہیں کہ تمام کائنات میں کوئی چیز رسول اللہ ﷺ کے برابر لطیف پیدا نہیں ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات شریف جلد ۳ صفحہ ۱۸۷ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ تھا دلیل یہ ہے ہر چیز کا سایہ اس چیز سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اگر رسول اللہ ﷺ کا سایہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کے وجود مبارک سے زیادہ لطیف ہوتا اور حضور ﷺ کے وجود مبارک کے برابر کوئی لطیف چیز جہاں میں پیدا نہیں ہوئی چہ جائیکہ اس سے زیادہ لطیف ہو۔ اس صورت میں حضور اکرم ﷺ کا سایہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضور اکرم ﷺ تمام عالموں کے قریب اسی وقت ہو سکتے ہیں کہ جب اعلیٰ درجے کے نورانی، روحانی اور لطیف ہوں چونکہ ”**راحماً للعالمین**“ کی وجہ سے ان کا تمام جہانوں سے قریب ہونا ضروری ہے اس لئے ان کا روحانی، نورانی اور لطیف ہونا بھی ضروری ہوا۔ ایک آیت سے پانچ مسئلے وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئے یعنی حضور ﷺ تمام عالموں کے لئے رحمت فرمانے والے ہیں لہذا زندہ ہیں اور تمام کائنات کے حالات و کیفیات کے عالم بھی ہیں اور ساتھ ہی عالم کے ہر ذرے تک اپنی رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ تمام عالم کو محیط اور تمام کائنات کی ہر شے سے قریب بھی ہیں نیز ایسے روحانی اور لطیف ہیں کہ جس کی بناء پر آپ کا کسی ایک چیز سے قریب ہونا دوسری چیز سے بعید ہونے کو تسلیم نہیں بلکہ بیک وقت تمام افراد عالم سے یکساں قریب ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

دوسری آیت کی تفسیر حکیم الامتہ علامہ مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ نے شان حبیب الرحمن میں بیان فرمائی وہ تبرکاً یہاں لکھ رہا ہوں

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
○ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۸)

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

یہ آیت کریمہ کیا ہے حضور اکرم ﷺ کی نعت کا گنجینہ ہے اس میں حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر کرنا ہی تو میلاد ہے تمام لوگ حضور اکرم ﷺ کا دنیا میں آنا جانتے تھے پھر جانی ہوئی چیز کو کیوں بیان فرمایا اس لئے کہ اس سے ولادت کا ذکر ہوا اور حضور ﷺ کی عزت کا اظہار اور پیغمبروں نے بھی اپنی اپنی امتوں کے سامنے حضور ﷺ کے آنے کی

بشارت دی تھی معلوم ہوا کہ میلا دپاک سنت الہیہ اور سنت انبیاء ہے۔

اس آیت میں حضور اکرم ﷺ کے چھ وصف بیان ہوئے ”رسول، تم میں سے، اُن پر تمہاری تکلیف بھاری پڑتی ہے، تم پر حریص ہیں، مسلمان پر رؤف و رحیم ہیں“

رسول اللہ کی تشریف آوری ماننا اسی پر تو ایمان کا دار و مدار ہے بشر یا اپنا مثل اور بھائی ماننے سے کوئی مسلمان نہیں ہوتا ابولہب نے بھتیجے ہونے کی وجہ سے ولادت کی خوشی منائی اور ابوطالب نے بھی اسی رشتہ کی وجہ سے خدمت کی۔ اگر رسول ہونے کی وجہ سے یہ کام کرتے تو مسلمان اور صحابی ہوتے اس لئے یہاں ”رسول“ فرمایا گیا۔

یہاں رسول فرمایا اور آیت معراج میں ”بعبدہ“ فرمایا کیونکہ حضور رب کی بارگاہ میں شانِ بندگی سے حاضر ہوئے ہمارے پاس پیغمبری کی شان سے تشریف لائے گئے، بندے ہو کر آئے، رسول نور برہانِ نعمت اللہ ہو کر موقعہ کے مطابق القاب بولے جاتے ہیں۔ جو شخص انہیں بندہ کہہ کر پکارے وہ ایسا ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو بیٹا کہہ کر پکارے یا رسول کے معنی ہیں بڑا رسول یا وہ رسول یعنی میثاق والا پیغمبر ”مِّنْ اَنْفُسِكُمْ“ میں قرأتیں ہیں ایک توف کا زیر اور دوسرے ف کا پیش۔ اگر زیر پڑھا جائے تو معنی ہوں گے تم میں سے نفیس ترین اور بہترین جماعت میں آئے اور واقعہ ہے کہ تم دنیا میں عرب افضل، عرب میں قریش بہتر اور قریش میں بنی ہاشم بہتر، حضور اکرم ﷺ بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ اسی طرح تمام زبانوں میں عربی زبان بہتر کیونکہ عربی میں قرآن آیا اور بعد موت تمام کی زبان عربی ہے جنت والوں کی زبان عربی اور حضور ﷺ کی زبان بھی عربی۔

نیز تمام دنیا کے شہروں میں مکہ معظمہ اعلیٰ شہر وہی حضور ﷺ کا ولادت گاہ اسی طرح تمام نسبوں میں حضور ﷺ کا نسب پاک نہایت پاک اور ستھرا از آدم تا عبد اللہ کوئی زانی نہ گزرا۔ حضور اکرم ﷺ ہر زمانہ میں بہترین لوگوں کی پیشانیوں میں جلوہ گر رہے جیسا کہ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین کی پہلی حدیث میں ہے۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے سارے آباء و اجداد میں از آدم تا حضرت عبد اللہ کوئی بھی مشرک اور بت پرست نہ گزرا حضرت ابراہیم کے والد آذر نہیں بلکہ تاریخ میں ان کو حضرت ابراہیم کا باپ فرمایا بمعنی چچا اسی طرح حدیث پاک میں جو آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان ابی و اباک فی النار یعنی تمہارا اور میرا باپ جہنم میں ہے

اس میں بھی ”ابی“ سے مراد چچا ابوطالب ہیں۔

مشکوٰۃ باب زیارت القبور میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی والدہ طاہرہ آمنہ خاتون کے مزار پاک پر گئے اور بہت روئے اور فرمایا کہ ہم نے والدہ کی قبر کی اجازت چاہی مل گئی مگر اجازت چاہی کہ والدہ کے لئے دعائے مغفرت کریں اس سے منع کر دیا گیا۔

آنکھوں میں ہیں لیکن مثل نظریوں دل میں ہیں جیسے جسم میں جاں

ہیں مجھ میں وہ لیکن مجھ سے نہاں اس شان کی جلوہ نمائی ہے

اب جو آگے فرمایا جا رہا ہے کہ تمہاری مشقت ان پر بھاری ہے یعنی تمہاری تکلیف سے اُن کو تکلیف پہنچتی ہے اس کا مطلب بالکل ظاہر ہو گیا کہ جب وہ اُن کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو عزیز اور حکیم ہے۔

قیامت میں سب کو اپنی اپنی جان کی فکر ہوگی مگر محبوب ﷺ کو جہان کی، سب نبی نفسی فرمائیں اور محبوب ﷺ امتی امتی۔ (شان حبیب الرحمن)

حل لغات ۸۸

معترف، اقرار کرنے والا، مفترف، چلو ہاتھ میں لینے والا۔

ترجمہ

اگر تم آپ (ﷺ) کی بے مثلی کے اقراری نہیں ہو تو آپ (ﷺ) کے فیض سے کیسے فیض یاب ہو سکتے ہو۔

شرح

اس کی دلیل منافقین ہیں کہ وہ زندگی بھر اسلامی احکام کی تعمیل کرتے رہے لیکن چونکہ وہ حضور ﷺ کو اپنے جیسا انسان سمجھتے رہے اسی لئے مرتے ہی سیدھے جہنم پہنچے بلکہ دوسرے کافروں سے ان پر عذاب جہنم بھی شدید تر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۳۵)

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔

فائدہ

دوزخ کے تمام طبقوں میں نیچا طبقہ زیادہ خطرناک ہے کہ وہاں تمام دوزخیوں کے خون اور پیپ وغیرہ بہہ کر پہنچتے

ہیں جیسے کہ جنت کے تمام طبقوں میں سب سے اونچا طبقہ اعلیٰ علمین بہترین ہے۔

تم میں ایسے آئے جیسے کہ قالب میں جان تو جسم کے ہر عضو کی تکلیف سے روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان کی تکلیف سے اُن کو تکلیف ہوتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ مسلمانوں کے ہر حال سے ہر وقت خبردار ہیں ورنہ ہماری تکلیف سے ان کو بے چینی کس طرح ہو سکتی ہے۔

”جَاءَ شُكْمٌ“ سے معلوم ہوا کہ تمام جگہ حضور ﷺ تشریف لائے حاضر و ناظر ثابت ہوا اور یہاں یہ نہ فرمایا گیا کہ کہاں سے تشریف لائے۔ معلوم ہوا کہ وہاں سے آئے جہاں کہہاں بھی نہیں یعنی لامکاں سے آئے مکان میں آئے قرب حق سے آئے اور قرب حق میں لاکھوں سال رہے۔

نکتہ

رب خود چھپا رہا مگر محبوب کو بھیج دیا کیوں ظاہر پر مخالف و موافق کی نگاہ پڑتی ہے اور اغیار کو دکھانا منظور نہیں

معشوق عیاں بسے گذر و بر تو ی ممکن اغیار ہمیں بیندازیں بستہ حجاب است

ذات مصطفیٰ ﷺ عظمت الہی کے لئے ڈھال کی مثل ہے کہ کام تو رب کا کرتے ہیں مگر اس پر مصائب خود جھیلے ہیں رب نے پردہ سے یہ تو فرمایا دیا کہ میرے حبیب کو جو ایذا دے گا اس سے بدلہ لوں گا مگر ظاہر نہ ہوا ”مَخْرِيصٌ عَلَيْكُمْ“ کے معنی یہ ہیں کوئی تو اپنی اولاد کے آرام کا حریص ہوتا ہے، کوئی اپنی عزت کا، کوئی پیسہ کا، کوئی کسی اور چیز کا مگر محبوب ﷺ نہ اولاد کے، نہ اپنے آرام کے، تمہارے ریس ہیں اسی لئے ولادت پاک کے موقع پر ہم کو یاد کیا۔ معراج میں ہماری فکر رکھی، بروقت وفات ہم کو یاد فرمایا، قبر میں جب رکھا گیا تو عبداللہ ابن عباس نے دیکھا کہ لب پاک ہل رہے ہیں غور سے سنا تو امت کی شفاعت ہو رہی ہے رات رات بھر جاگ کرامت کے لئے رور و کردعا کیں کرتے ہیں۔

ترجمہ ۸۹

اس لئے کہ بے ادب قوم آپ (ﷺ) کے فضل سے محروم ہے بلکہ غضب الہی کی بجلی ان کی نگاہوں کو اچک لے جائے گی۔

شرح

اس طرف اشارہ ہے کہ بے ادب گستاخ کی سزا سب سے زیادہ ہے۔

اشعار مثنوی رضا

- (۹۲) چون به بمنیند آن سحاب اینان ردور عارض ممطر بگویند از غرور
- (۹۳) بل هو ما استعجلوا خزی عظیم ارسلت ریح بتعذیب الیم
- (۹۴) فیض شد باغیظ گرم احتلاط جذالبرع عجب خوش ارتباط
- (۹۵) خرمی کش صوخت برقی غیظ او گفت قرآن السقر مثنوی له
- (۹۶) مرزعی کش آب و او آن بحر جود حق به تنزیل مبین و صفش نمود
- (۹۷) قد کرزع اخرج الشطا الی ازرقا مستغلط ثم استوی
- (۹۸) یعجب الزراع کالماء المعین کے یغیظ الکافرین الظالمین
- (۹۹) ابرنیسان ست این ابر کرم دررخشان آفرین درقرعیم
- (۱۰۰) قطره کزوی چکبد اندر صدف گوهر رخشنده شد با صد مشرف
- (۱۰۱) بجر ذاخر شرع پاک مصطفی و آن صدف عرش خلافت اے فنا
- (۱۰۲) قطره ها آن چار بزم آرائی او زانکه او کل بود و شان اجزائی او
- (۱۰۳) برگهائی آن گل زیبا بدند رنگ و بوئی احمدی می داشتند
- (۱۰۴) قصد کاری کرد آن شاه جواد هریکے انی له گویاں سناد
- (۱۰۵) جنبش ابرو نه تکلیف کلام خود بود این کار اجزاو السلام
- (۱۰۶) آن عتیق الله امام المتقین بود قلب خاشع سلطان دین
- (۱۰۷) و آن عمر حق گوزبان آنجناب ینطق الحق علیه والصواب
- (۱۰۸) بود عثمان شرمگیں چشم نبی یتغرن دست جواد اوعلی
- (۱۰۹) نیست گرد دست نبی شیر خدا چون یدالله نام آمد مرورا
- (۱۱۰) دست احمد عین دست ذوالجلال آمد اندر بیعت و اندر قتال
- (۱۱۱) سنگریزه می زند دست جناب مارمیت اذرمیت آید خطاب
- (۱۱۲) صف اهل بیت آمد اے رشید فوق ایدیهم یدالله المجید

(۱۱۳) شرح این معنی برون از آگهی ست	پانها دن اندریں ره بیر هی ست
(۱۱۴) تاابد گر شرح این معضل کم	جز تحیر هیچ نبود حاصلم
(۱۱۵) ربنا سبحنک لیس لنا	علم شیی غیر صاعلمتنا
(۱۱۶) گفته گفته چون سخن اینجا رسید	خامه گوهر قشان دامن بچید
(۱۱۷) لمهم غیبی سرورش راز دان	دامنم بگرفت کای آتش زبان
(۱۱۸) درخور فہمت نباشد این سخن	بس کن و بپہودہ دش خامی کمن
(۱۱۹) اصفیاءم اندریں جاخا مشند	از می کلت لسانہ بیہشند

حل لغات ۹۲

عارض، بادل۔ مطر، برسنے والا جب انہوں نے (قوم عاد نے) دور سے بادل دیکھا تو غرور و تکبر سے کہا کہ یہ تو برسنے والا بادل ہے۔

شرح

یہ قوم عاد کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن مجید میں پارہ ۲۶ سورۃ احقاف میں اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا

وَ اذْکُرْ اٰخَا عَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَّتِ النَّذْرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِکُنَا عَنْ الْہِیْنِ ا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اُبَلِّغُکُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِہِ وَلَکِنِّیْ اَرٰیْکُمْ قَوْمًا تَجْہَلُوْنَ فَاَمَّا رَاوٰہُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اُوْدِیَّتِہِمۡ اَقَالُوْا ہٰذَا عَارِضٌ مُّطِرُنَا ا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِہِ رِیْحٌ فِیْہَا عَذَابٌ ۝ تَدْمِرُ کُلَّ شَیْءٍ بِاَمْرِ رَبِّہَا فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰی اِلَّا مَسٰکِیْنُہُمْ ۝ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ۝ مَّکْنُہُمْ فِیْمَا اِنْ مَّکْنُکُمْ فِیْہِ وَ جَعَلْنَا لَہُمْ سَمْعًا وَ اَبْصَارًا وَ اَفْیِدَةً ۝ فَمَا اَغْنٰی عَنْہُمْ سَمْعُ اَبْصَارُہُمْ وَ لَا اَفِیْدَتُہُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِذْ کَانُوْا یَجْحَدُوْنَ ۝ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ حَاقَ بِہُمْ مَا کَانُوْا بِہِ یَسْتَہْزِءُوْنَ ۝ (پارہ ۲۶، سورۃ الاحقاف، آیت ۲۶ تا ۳۱)

اور یاد کرو عاد کے ہم قوم کو جب اس نے ان کو سرزمین احقاف میں ڈرایا اور بیشک اس سے پہلے ڈرسانے والے گذر چکے اور اس کے بعد آئے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوچھو بیشک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ بولے کیا تم اس

لئے آئے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو تو ہم پر لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دیتے ہو اگر تم سچے ہو۔ اس نے فرمایا اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے میں تو تمہیں اپنے رب کے پیام پہنچاتا ہوں ہاں ہاں میری دانست میں تم نے جاہل لوگ ہو۔ پھر جب انہوں نے عذاب کو دیکھا بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا ان کی وادیوں کی طرف آتا بولے یہ بادل ہے کہ ہم پر بر سے گا بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب۔ ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے اپنے رب کے حکم سے تو صبح رہ گئے کہ نظر نہ آتے تھے مگر ان کے سونے مکان ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں مجرموں کو اور پیشک ہم نے انہیں وہ مقدور دیئے تھے جو تم کو نہ دیئے اور ان کے لئے کان اور آنکھ اور دل بنائے تو ان کے کان اور آنکھیں اور دل کچھ کام نہ آئے جب کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور انہیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کی بنی بناتے تھے۔

فائدہ

ملک یمن کے علاقہ میں حضرموت کے نزدیک ایک رتیلے میدان میں واقع ہے اس حفاف میں عرصہ سے بارش نہ ہوئی تھی جب عذاب کا لے بادل میں شکل میں نمودار ہوا تو یہ لوگ خوش ہوئے کہ اب خوب بارش ہوگی تو ہو علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنے والے عذاب کا تفصیل سے ذکر فرمایا کہ اب بھی یہ لوگ ایمان قبول کر لیں کیونکہ علامات عذاب دیکھ کر ایمان لانا معتبر ہے مگر ان کے نصیب میں ایمان نہ تھا وہ اب بھی مذاق ہی کرتے تھے۔

نتیجہ

یہ واقعہ صرف اس لئے لائے ہیں کہ ہمارے اپنے دور کے بے ادب و گستاخ عبرت حاصل کریں کیونکہ قوم عاد صرف اس لئے تباہ و برباد ہوئی کہ وہ اپنے ہو نبی علیہ السلام کے بے ادب اور گستاخ تھے اس کے بعد کے ایات واقعہ مذکورہ کا تتمہ ہیں۔

ترجمہ ۹۲

بلکہ یہ وہی ہے جو تم نے جلدی مچائی یہ تمہارے لئے بہت بڑی رسوائی کا سبب بنے گی اس میں دردناک عذاب کے ساتھ آندھی بھیجی گئی ہے۔

حل لغات ۹۴

اختلاط، ملنا، میل جول، جذب اعال مدح سے ہے ارتباط، میل ملاپ، راہ و رسم۔

ترجمہ

ان کے لئے فیض الہی سے الٹا غیظ گرم سے میل جول کی واہ واہ اے عجیب جس میں بہترین راہ ورسم ہے۔

شرح

چونکہ بادل تو ہوتا بھی رحمت ہی رحمت ہے لیکن چونکہ قوم نے بے ادبی و گستاخی کا ارتکاب کیا اسی لئے انہیں سزا ملی اور خوب کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ اپنے گستاخوں کی رعایت کر دیتا ہے لیکن محبوبوں کے گستاخوں کی رعایت کے بجائے سخت سے سخت تر سزا دیتا ہے۔

ترجمہ ۹۵

وہ کھلیاں جسے اس کے غضب کی بجلی نے جلایا خود قرآن نے اس کی گواہی دی کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

شرح

”أَعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ جَهَنَّمَ“ کافروں کے لئے تیار کی گئی۔ ”مَثْوًى الظَّالِمِينَ“ غیرہ وغیرہ آیات انہی بے ادبوں کے لئے ہیں کبھی ایسا بھی ہوا کہ انہیں جیتے جی آگ کا نشانہ بنا دیا۔

ترجمہ ۹۶

ہاں وہ کھلیاں جسے اس کے مجر جو نے بخشا حق تعالیٰ نے اس کی تعریف قرآن مجید میں بیان فرمائی۔

شرح

بقاعدہ معروف ”تعرف الاشياء باضدادها“ اپنی نقیضوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ مغضوبوں کے ذکر کے ساتھ محبوبوں کا ذکر لائے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ بے ادب گستاخ قوم عذاب میں مبتلا ہوئی تو جو قوم محبوبانِ خدا کا ادب و احترام بجالاتے ہیں انہیں کیسی نعمتوں سے نوازا جاتا ہے اور وہ کیسے انعامات کے مستحق بنتے ہیں۔

فائدہ

قاعدہ معروف ”قرآن مجید“ کی آیات میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اہل ایمان کا ذکر فرمایا ہے ساتھ ہی کفار کا بھی ایسے ہی جہاں مغضوبوں کے حالات سنائے ہیں ساتھ محبوبوں کا ذکر فرمایا ہے جہاں عذاب بیان فرمایا وہاں ساتھ اجر و ثواب کو بھی بیان فرمایا ہے جہاں رحمت بیان فرمائی ہے وہاں قہر و غضب کو بھی۔

حضرت مولانا رومی قدس سرہ کی مثنوی شریف پڑھتے جائے آپ کو یہ قاعدہ ہر مضمون میں ملے گا۔ مثال کے طور

پر ایک حکایت ملا حظہ ہو۔ حضرت مولانا عارف رومی قدس سرہ نے لکھا

بودر انجیل نام مصطفیٰ ﷺ آن سرینغمبران بحر صفا

انجیل میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی درج تھا آپ ہی تو انبیاء کے سردار اور بحر صفا ہیں۔

بود ذکر حلیہ هاؤ شکل او بود ذکر غرور و صوم و اکل او

تورات میں آپ کی صورت و شکل مبارک کا بیان تھا اور آپ کے جہاد اور خورد و نوش اور صوم و صلوٰۃ کا بھی ذکر درج تھا۔

طائفہ نصرانیان بھر ثواب چون رسید ندے بدان نام و خطاب

بوسہ دادندے بدان نام شریف روناہند سے بدان وصف لطیف

عیسائیوں کی ایک جماعت جب اس نام پاک اور خطاب مبارک پر پہنچی تو وہ لوگ بغرض ثواب اس نام شریف کو بوسہ دیتے اور اس ذکر مبارک پر بطور تعظیم منہ میں رکھ دیتے۔

اندریں فتنہ گفتم آن گروہ ایمن از فتنہ بود از شکوہ

جس گروہ کا بیان ہوا وہ دنیا کے فتنوں اور شکوہوں کے دبدبوں سے محفوظ تھا۔

ایمن از شر امیران و وزیر دریناہ نام احمد مستجیر

بادشاہوں اور وزیروں کے شر سے اس لئے محفوظ تھے کہ انہیں حضور نبی پاک ﷺ کے اسم گرامی کی پناہ نصیب تھی۔

نسل ایشان نیز ہم بسیار شد نور احمد ناصر آمد یار شد

(اس تعظیم کی بدولت) ان کی نسل بہت بڑھ گئی اور حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا نوران کا حامی و ناصر تھا۔

وان گروہ دیگر نصرانیان نام احمد واشتندے مستہان

ان نصرانیوں میں دوسرے وہ بھی تھے جو نبی اکرم ﷺ کے نام اقدس کی بے ادبی کرتے تھے۔

مستہان و خوار گشتند از قتن از وزیر شوم رائے شوم قن

انہیں یہ سزا ملی کہ قتنوں سے خوار و ذلیل ہو گئے اور وزیر شوم سے بھی انہیں سخت اذیتیں پہنچیں۔

مستہان و خوار گشتند از رفیق گشتہ محروم از خود و شرط طریق

وہ گروہ ذلیل و خوار ہوا اپنی ہستی سے محروم یعنی قتل کئے گئے اور مذہب سے بھی محروم یعنی عقائد خواب ہو گئے۔

نام احمد چون حصارے شد حصین تاجہ باشد ذات آن روح الامین

جب حضرت احمد نبی ﷺ کا اسم گرامی حفاظت کے لئے مضبوط قلعہ ہے تو اس روح الامین کریم ﷺ کی ذات پاک کیسی ہوگی۔ (مثنوی دفتر اول صفحہ ۶۶ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے عشاق اور بے ادب قدیم آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادب کرنے سے بگڑی بن جاتی ہے اور بے ادبی سے ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے اور یہ فیصلہ ازل اور قدیم سے چلا آرہا ہے اور قیامت تک رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ چونکہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی مثنوی عارف رومی قدس سرہ کا عکس ہے اس لئے آپ نے مغضوبوں کے ذکر کے بعد محبوبوں کا ذکر فرمایا۔

ترجمہ ۹۷

فرمائیے وہ جیسے کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا یہاں تک کہ پھر اسے طاقت دی پھر اپنی ساق پر وہ سیدھی کھڑی ہوئی۔

ترجمہ ۹۸

کسانوں کو بہتے چشمے کی طرح بھلی لگتی ہے تاکہ ظالم کافروں کے دل جلیں۔

شرح

یہ سورہ فتح کے آخری رکوع کی آیت کا اقتباس ہے اصل آیت یوں ہے

كَزُرِعٍ أَخْرَجَ شَطْطَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (پارہ ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۲۹)

جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے۔

یہ مثال اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے بیان فرمائی ہے جن کے اوصاف اس سے قبل یوں

بیان فرمائے

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءَ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۚ (پارہ ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔ یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں۔

آخر میں ان کی جزیوں بتائی

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (پارہ ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۲۹)

اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔

فائدہ

یہ سالم رکوع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل اور ان پر انعام و اکرام کا ذکر اس لئے ہے کہ وہ اپنے نبی پاک ﷺ کی عزت و احترام کا ذکر اس لئے ہے کہ وہ اپنے نبی پاک ﷺ کی عزت و احترام پر جان کی بازی لگا دیتے اور دنیائے عالم میں جیسے ان کا ادب بے مثال ہے ایسے اللہ تعالیٰ نے انہیں فضیلت و بزرگی کا ایسا شرف بخشا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل و اکرم یہی مقدس گروہ ہے۔

آداب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ان کے آداب کی داستان طویل ہے فقیر نے کتاب ”آداب صحابہ“ میں جمع کر دیا ہے۔ ایک نمونہ صلح حدیبیہ کے بعد جب عروہ بن مسعود ثقفی اپنی قوم میں واپس آئے تو آکر کہا اے قوم

والله لقد وفدت على الملوك، ووفدت على قيصر وكسرى والنجاشي، والله إن رأيت ملكاً قط يعظمه أصحابه ما يعظم أصحاب محمد محمداً، والله إن يتنخم نخامة إلا وقعت في كف رجل منهم فدلک بها وجهه وجلده، وإذا أمرهم ابتدروا أمره، وإذا توضأ كادوا يقتتلون على وضوئه، وإذا تكلم خفضوا أصواتهم عنده، وما يحدون إليه النظر تعظيماً له وإنه قد عرض عليكم خطة رشد فاقبلوها. (زرقاتی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۹۲)

خدا کی قسم مجھے بادشاہوں کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار بھی دیکھے ہیں خدا کی قسم میں نے ہرگز کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم محمد (ﷺ) کی کرتے ہیں۔ واللہ وہ رینٹ یا تھوک اور بلغم نہیں پھینکتے مگر وہ ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتی ہے اور وہ اس کو اپنے منہ اور بدن پر لیتا

ہے اور جب وہ کوئی حکم کرتے ہیں تو وہ تعمیل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی پر وہ اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں لڑمیں گے اور وہ جب بات کرتے ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر کی وجہ سے کوئی ان کی طرف تیز نگاہی سے نہیں دیکھ سکتا انہوں نے تم پر رشد و ہدایت کا کام پیش کیا ہے تو تم اس کو قبول کرلو۔

فائدہ

اس ایک روایت سے ہی اندازہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی کس قدر تعظیم و توقیر کرتے تھے۔

مزید برآں

مالک بن نویمیرہ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی بناء پر قتل کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو تمہارے صاحب کہا۔ (شفاء جلد ۲ صفحہ ۶۰۸، نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۳۵)
حالانکہ کسی کو تمہارا صاحب کہنا بظاہر کوئی غلطی نہیں لیکن چونکہ کہنے والے نے حضور اکرم ﷺ کو معمولی سمجھ کر کہا تو سیف اللہ (خدائی تلوار) نے اسے زندہ نہ چھوڑا۔

انتباہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غیرت کو سامنے رکھ کر دورِ حاضرہ کے بے ادب اور گستاخ لوگوں کی باتوں کا موازنہ کیجئے تب پتہ چلے گا کہ ادبِ رسول ﷺ کیا ہے۔

ایک اور واقعہ

عن الأسلع بن شریک قال كنت أرحل ناقة رسول الله صلى الله عليه وسلم فأصابتنى جنابة في ليلة باردة وأراد رسول الله صلى الله عليه وسلم الرحلة وكرهت أن أرحل ناقة وأنا ج وخشيت أن اغتسل بالماء البارد فأمرت أو أمرض فأمرت رجلاً من الأنصار فرحلتها ووضعت أحجاراً فأسخنت بها ماء فاغتسلت ثم لحقت برسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه فقال (يا أسلع مالي أرى رحلتك تغيرت ؟) فقلت يا رسول الله لم أرحلها رحلتها رجل من الأنصار قال (ولم ؟) فقلت إني أصابتني جنابة فخشيت القر على نفسي فأمرته أن يرحلها ووضعت أحجاراً فأسخنت ماء واغتسلت به فأنزل الله تعالى (يا أيها الذين آمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سكارى) (إن الله

(کان عفوا غفورا)

اسلع بن شریک کہتے ہی کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر میں کجاوہ باندھا کرتا تھا ایک رات مجھے غسل کی حاجت ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے کوچ کا ارادہ کیا اس وقت مجھے تردد ہوا کہ اگر سرد پانی سے غسل کرتا ہوں تو سردی سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہے اور یہ بھی گوارا نہیں کہ ایسی حالت میں خاص سواری مبارک کا کجاوہ باندھیں۔ مجبوراً ایک انصاری شخص کو کہہ دیا وہ کجاوہ باندھیں پھر میں نے چند پتھر رکھ کر پانی گرم کیا اور غسل کر کے آنحضرت اور آپ کے صحابہ سے جا ملا آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے اسلع میں تمہارے کجاوے میں کچھ فرق پاتا ہوں میں نے عرض کیا میں نے نہیں باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں عرض کیا کہ اس وقت مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور سرد پانی میں نہانے سے جان کا خوف تھا اس لئے ایک انصاری کو کہہ دیا اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَايِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُورًا غَفُورًا ۝۵

(سورۃ النساء، آیت ۴۳)

اے ایمان والو! نہ نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور ناپاکی کی حالت میں بے نہائے مگر مسافری میں اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضاے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو بے شک اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔

فائدہ

صحابہ کو اس کا انتہائی ادب و احترام تھا کہ جس کجاوہ میں آنحضرت ﷺ رونق افروز ہوتے تو اس کجاوہ کی لکڑی کو بھی حالت ناپاکی میں ہاتھ لگانا گوارا نہ کیا۔

انتباہ

وہاں تو دور کی نسبت کا بھی ادب تھا آج خود مصطفیٰ ﷺ کے ادب و احترام سے محرومی ہے۔

حل لغات ۹۹

نیسان، رومیوں کے ساتویں مہینے اور اس مہینے کی بارش کا نام جس کے قطرات سے موتی بنتے ہیں۔ رخشان، چمکتا

ہوا، روشن۔ قعر (عربی) تہ کنوئیں کی عمق نہ گہراؤ۔

ترجمہ

یہ ابر کرم تو ماہ نیساں کی ایرش ہے کہ دریا کی گہرائی کے اندر چمکدار موتی پیدا کرتا ہے۔

حل لغات ۱۰۰

صدف، سیسی، سمندر گھونگا جس میں سے موتی نکلتے ہیں۔ رخشنده، چمکدار از رشیدن چمکنا۔

ترجمہ

صرف ایک قطرہ اس سے سپی میں جا کر گرے تو اس سے بے شمار بزرگی کے ساتھ چمکدار موتی پیدا ہو۔

حل لغات ۱۰۱

ذاخر، ذخیرہ والا یعنی عمیق گہرا بے بہا خزانہ۔ فنا، نوجوان۔

ترجمہ

بحر ازخر سے مراد حضور ﷺ کی شریعت مطہرہ ہے اے عزیز صدف سے عرش خلافت جان۔

شرح

(ربط) اوپر کے اشعار میں ابر کرم کا مقام بیان کر کے اسے اپنے موضوع پر منطبق فرماتے ہیں کہ ابر کرم تو خود

حضور اکرم ﷺ تو ہیں ہی اس کی بارش سے مراد آپ کی شریعت مطہرہ مقدسہ ہے اور صدف سے مراد خلفاء راشدین اور

ان کے تابعین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) ہیں۔

ترجمہ ۱۰۲

اس بارش کے قطرات وہ چاریار ہیں جو آپ کی شریعت کی بزم کو سنگارنے والے ہیں اس لئے کہ آپ ﷺ کل

ہیں اور یہ حضرات آپ کے اجزاء۔

ترجمہ ۱۰۳

وہ چاریار اس گل زیبا (حضور اکرم ﷺ) کے پتے ہیں کیونکہ وہ احمدی رنگ و بو رکھتے تھے۔

حل لغات ۱۰۴

جواد تین معنوں میں آتا ہے اللہ تعالیٰ کی صفت اور تخی، یہاں یہی مراد ہے لیکن ان معنوں میں واو پر شد نہیں آئے

گی۔ انی لہ، بے شک میں ہی اس کے لئے ہوں۔ ستاد، استاد کا مخفف بمعنی کامل سکھانے والا۔

ترجمہ

جونہی اس شہنشاہ کی ضرورت ہوتی اور وہ ہی زبان سے کہنے تک نوبت پہنچتی وہ خود بخود حضور ﷺ کی رضا کے مطابق امور سرانجام دیتے۔

شرح

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل و کمالات میں سب سے ان امور کا ذکر خیر فرمایا ہے جو ان کا طرہ امتیاز تھا یعنی حضور ﷺ کی ہر بات بلکہ صرف آپ کے ارادہ کو بھانپ کر بلا تا مل عملی تصویر بن کر گویا عرض کر دیتے۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

ترجمہ ۱۰۶

وہ اللہ تعالیٰ کا آزاد کردہ پیارا بندہ اور متقیوں کا امام جن کا دل خوفِ خدا سے خشوع والا لیکن دین کا سلطان تھ۔

شرح

سابقہ اشیاء میں چہار یار کے اجمالی فضائل بیان کر کے اب ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ بیان فرماتے ہیں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے اس لئے کہ اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق آپ بعد الانبیاء افضل البشر ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فضائل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس بیت میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعدد فضائل ہیں۔ آزاد کردہ، پیارا بندہ، امام المتقین، دل خوفِ خدا سے لبریز، فاشع القلب، سلطانِ دین۔ ان کی تفصیل کے لئے بڑا دفتر اور ایک مستقل تصنیف چاہیے مگر کچھ احادیث مبارکہ عرض کرتا ہوں۔

عن النبی ﷺ قال ان من امن الناس علی فی صحبة و مالہ ابوبکر

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک مجھ پر زیادہ منت اور احسان صدیق اکبر کا ہے۔

فرمایا حضور ﷺ نے

لو كنت متخذاً خليلاً لا تتخذت خليلاً ولكن اخوة الاسلام ومردة لا بتقین فی المسجد خوذة الا

خو خة ابى بكر. (مشكوة)

اكر مى غير الله كو خليل بناتا تو ابو بكر كو بناتا ليكن اخوة و محبت اسلامى ان سے هے خبر دار مسجد كے تمام دريچے بند كر دو سوائے ابو بكر كے دريچے كے۔

حضرت عمر رضى الله تعالى عنه امير المؤمنين هیں منبر پر كھڑے هو كر فرماتے هیں سنو اور اطاعت كرو۔ ايك شخص سامعين ميں سے اُٹھتا هے اور پُر جوش بے خوف و خطر كهتا هے نه هم آپ كي بات سننے كو تيار هیں اور نه هم آپ كي اطاعت و فرمانبردارى كے لئے مجبور هیں۔ حضرت عمر رضى الله تعالى عنه كانپ اُٹھتے هیں اور عرض كرتے هیں اے برادر محترم! مجھ سے كيا خطا هوئى هے جو آپ اس قدر برهم هیں؟ جواب ملتا هے كه ابھي كل كي بات هے كه غنيمت كي دو چاروں ميں سے هر شخص كو ايك هى ملي هے اور تمهارے جسم پر كرتے دو چاروں كا بنا هوا معلوم هوتا هے اس كا كيا مطلب؟ نه آپ هم پر حكومت كرنے كے قابل هیں اور نه هى هم پر آپ كي اطاعت و فرمانبردارى لازم هے۔ حضرت عمر رضى الله تعالى عنه فوراً هى اپنے لڑكے عبد الله كو حكم ديتے هیں اُٹھو بيٹا! اپنے محترم بهائى كي غلط نهى كو دور كر دو چنانچه حضرت عبد الله بن عمر رضى الله تعالى عنه اُٹھ كر بيان كرتے هیں كه بهائى صاحب! ابا جان كا كرتے ايك چادر سے نهى بناتا هاس لئے ميں نے اپنے حصه كي چادر انهي دے دي هے۔ آپ اُٹھيك فرماتے هیں كرتے دو هى چادر كا بنا هے۔ اس پر وهى شخص اُٹھ كر عرض كرتا هے كه آپ فرمائيے اب آپ كا هر حكم همارے لئے واجب التعميل هوگا۔

حضرت عمر كو اپنے علاج كے لئے ايك دفعه شهيد كي ضرورت پڑى اور شهيد بيت المال ميں موجود تھا انھوں نے مجلس كو خطاب كر كے فرمايا كه شهيد آپ لوگوں كا هے اكر اجازت ديں تو ميں اپنے علاج كے لئے اس ميں سے لوں كا لوگوں نے اجازت دي تو حضرت عمر نے شهيد استعمال كيا۔

حضرت عمر رضى الله تعالى عنه نے عمرو بن العاص كو مصر كا گورنر بنايا هوا تھا ان كے لڑكے نے ايك مصرى كے مقابلہ ميں گھوڑا دوڑايا۔ مصرى نے دوڑ جيت لي ابن عمرو رضى الله تعالى عنه كو اس پر بڑا غصه آيا اور يه كهہ كر اُسے مارنا شروع كر ديا كه ميں عزت والوں كا بيٹا هوں۔

مصرى نے يه شكاييت حضرت عمر رضى الله تعالى عنه كے دربار ميں پهچائى تحقيق كرنے پر بات درست نكلى آپ نے حضرت عمرو رضى الله تعالى عنه كو حكم بهيجا كه حج كے موقعه پر اپنے بيٹے كو بهي ساتھ لائے چنانچه گورنر مصر اپنے بيٹے كو لے كر آئے تو حضرت عمر رضى الله تعالى عنه نے دُرہ مصرى كے ہاتھ ميں دے كر كہا لعزت والوں كے بيٹے كو مارو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے موقعہ کو اس لئے مناسب سمجھا کہ سب لوگوں کو عبرت ہوگی۔ چنانچہ مصری نے تمام حاجیوں کے سامنے گورنر کے بیٹے کو دُرے سے مارا جب اس کا جی بھر گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ”انسان فطری طور پر آزاد پیدا ہوا ہے تم نے اسے کب سے غلام سمجھ لیا ہے“

اس حدیث کو علامہ طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے ریاض النضرہ میں نقل کی ہے۔

فائدہ

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ خلفاء کی محبت کے بغیر جب فرضی عبادتیں مقبول نہیں ہوتیں تو اس کا ایمان کیسے مقبول ہوگا۔

حضرت عمر نے فرمایا یہ خیال اپنے دل سے نکال دو اگر تم اس کو نہیں منائو گے تو میں تم کو سزا دوں گا۔

ایک دفعہ کسی نے اطلاع دی کہ فلاں مکان میں کچھ اشخاص شراب پی رہے ہیں آپ تشریف لے گئے اور چھپ کر دیکھا تو واقعی شراب پی جا رہی تھی آپ نے صبح ایک شراب پینے والے کو بلایا اور اس سے باز پرس کی تو اس نے کہا کیا پروردگار نے تم کو تجسس منع ہے حضرت عمر خاموش ہو گئے اور اس کو کچھ نہ کہا۔

ایک دفعہ حضرت عمر بہت تھکے ہوئے تھے تو ایک بدوی کوئی فریاد لے کر آگیا آپ کو ناگوار گذرا تو اس کو ایک کوڑا مار دیا وہ خاموشی سے چلا گیا ابھی سامنے ہی تھا کہ حضرت عمر کو خیال آیا کہ انہوں نے زیادتی کر دی ہے اس کے پیچھے بھاگے اس کی خوشامد کی کوڑا اس کے سامنے رکھا اور کہا کہ مجھے مارا وہ بیچارا کیسے مارتا آخر اس نے یہ کہہ کر پیچھا چھڑایا کہ میں نے آپ کو معاف کیا۔

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری صفت قرآن آپ کی رائے پر نازل ہوتا اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ قرآن کی زبان کا مطالعہ فرمائیے۔

جبلہ بن ابہم جو غسان کا امیر تھا وہ عیسائی تھا اور مسلمان ہو گیا تھا اس کے عزیز واقارب بھی مسلمان ہو گئے تھے اس نے اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع حضرت عمر تک پہنچائی اور حاضر ہونے کی درخواست کی اجازت ملنے پر وہ بڑی شان و شوکت سے اپنے پانچ سواروں سمیت مدینہ آیا اس نے شاہی تاج پہن رکھا تھا حضرت عمر نے اس کے استقبال کا حکم دیا تھا اور لوگوں نے مدینہ سے باہر جا کر اس کا استقبال کیا جب کہ اس کے ساتھ دو سو سوار تھے رگے ریشمی

لباس میں ملبوس تھے حضرت عمر کے پاس وہ پہنچا تو انہوں نے اس کو خوش آمدید کہا اور اپنے پہلو میں جگہ دی۔

کچھ عرصہ بعد وہ حضرت عمر کے ہمراہ مکہ حج کے لئے گیا۔ خانہ کعبہ کے طواف میں اتفاق سے ایک بدوی کا پاؤں اس کی چادر پر جا پڑا اسے غصہ آیا اور اس نے بدوی کو ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ بدوی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں دعویٰ کر دیا آپ نے جہلہ سے کہا تم نے کیوں ایسا کیا ہے؟ وہ کہنے لگا میں بادشاہ ہوں اور ایک بدوی ہے حضرت عمر نے فرمایا اسلام نے تمہیں اور اسے ایک جگہ جمع کر دیا ہے سوائے پرہیزگاری کے تم کسی چیز میں اس پر فضیلت نہیں پاسکتے۔ جہلہ نے کہا امیر المومنین میں تو سمجھا تھا کہ مجھے اسلام میں جاہلیت سے زیادہ عزت دی جائے گی۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ خیال اپنے دل سے نکال دو اور فیصلہ فرمایا جہلہ معافی مانگے اور بدوی معاف کر دے ورنہ بدوی بھی جہلہ کو تھپڑ مارے۔ جہلہ نے حضرت عمر سے غور کرنے کے لئے ایک رات کی مہلت مانگی اور رات کو وہ اپنے ساتھیوں سمیت مکہ سے بھاگ گیا اس نے سیدہ فاطمہؓ کا رخ کیا اور ہر قل کے پاس پہنچا اور پھر مرتد ہو گیا۔ ہر قل نے اس کو جاگیر بخشی اور بڑا اچھا سلوک کیا۔

ترجمہ ۱۰۸

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرمیلے اور حضور نبی پاک ﷺ کی آنکھ تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار زن تھے اور آپ (ﷺ) کے خنی ہاتھ بھی تھے۔

شرح

اس بیت میں دو خلفاء کی دو دو صفتیں بیان کی ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرمیلے تھے، حضور ﷺ کی آنکھ یعنی محبوب تھے۔

شرم و حیا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ گھر میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت طلب کی اور نبی کریم ﷺ اسی حالت میں بیٹھے رہے انہوں نے کچھ بات چیت کی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت مانگی انہیں بھی اجازت دی گئی انہوں نے بھی کچھ گفتگو کی پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت مانگی تو حضور اکرم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لئے اور انہیں اجازت مرحمت فرمائی جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر آئے آپ نے ان کے لئے جنبش نہ فرمائی پھر حضرت عثمان کے لئے اپنے کپڑے درست فرمائے اور اٹھ کر بھی بیٹھ گئے تو اس کے جواب میں سید دو عالم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ

الا استحي من رجل تستحي منه الملائكة. (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۰)

کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب کریم سے دعا کی اللہ میرا عثمان بڑا اثر میلا ہے تو کل قیامت کو اس سے حساب نہ لینا وہ شرم و حیاء کی وجہ سے تیرے سامنے کھڑے ہو کر حساب نہ دے سکے گا۔ (مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۳۲۱)

آنکھ کا تارا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ویسے تو حضور اکرم ﷺ کو اپنا ہریار پیارا تھا بلکہ ہر امتی پیارا ہے لیکن بعض مواقع خصوصیت سے کسی کے ساتھ محبت کا اظہار ہوا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ خاص لطف و کرم ہوا۔ قرآن مجید میں ہے

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۖ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۖ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اس آیت مطہرہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرما دیا کہ اے محبوب (ﷺ) جو تمہاری بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر تمہارا دست اقدس ہی نہیں بلکہ خالق دو جہاں کا دست قدرت ہے۔

فائدہ

سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو سرور کونین ﷺ نے اپنا ہاتھ فرمایا اور حضور ﷺ کے دست اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت فرمایا ہے

دست خدا ہے حبیب خدا جو کہ ید اللہ تھا ہاتھ بنا ہے آپ کا آپ وہ ذیشان ہیں

حضرت مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

اللہ سے کیا پیار ہے عثمان غنی کا محبوب خدا یا رہے عثمان غنی کا

گرمی پہ یہ بازار ہے عثمان غنی کا اللہ خریدار ہے عثمان غنی کا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

لکل نبی رفیق و رفیق یعنی فی الجنة عثمان . (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶)

ہر ایک کا کوئی رفیق ہوتا ہے جنت میں میرا رفیق عثمان ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

واقعہ حدیبیہ

کفار نے جب حضور اکرم ﷺ کو کعبہ معظمہ میں آنے سے روک دیا تو آپ نے حضرت عثمان کو کفار کے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے مکہ معظمہ کی طرف بھیجا چنانچہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے اور اہل مکہ سے فرمایا میرے آقا و مولا حضور تاجدار مدینہ ﷺ اور آپ کے اصحاب پاک تمہارے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نہیں آئے بلکہ صرف اور صرف عمرہ کی ادائیگی کے لئے آئے ہیں اس لئے تم ہمارا راستہ نہ روکو شرکین مکہ نے کہا اے عثمان اگر تم عمرہ کرنا چاہو تو تمہیں اجازت ہے مگر ہم مسلمانوں کو اور ان کے نبی اکرم ﷺ کو مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اس پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو پھر میں اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے بغیر طواف کعبہ نہیں کر سکتا اس پر وہ برہم ہو گئے اور انہوں نے آپ کو مکہ مکرمہ میں روک لیا ادھر مسلمانوں کے قافلہ میں یہ افواہ پھیل گئی کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرکین مکہ نے شہید کر دیا ہے اس خبر کو سن کر حضور اکرم ﷺ نے اپنی سر و سامان جمعیت سے جاں نثاری کی بیعت لی جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۸)

بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

باری باری تمام اصحاب رسول بیعت کر رہے تھے جب تمام سے بیعت لے لی گئی تو حضور اکرم ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا

هذه يد عثمان فضرب بها على يده وقال هذه لعثمان . (بخاری و مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۳)

یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔

اس فرمان رسول سے دو مسئلے حل ہوئے ایک یہ کہ حضور اکرم ﷺ کو علم تھا کہ میرا عثمان زندہ ہے اس لئے کہ بیعت زندہ کی ہوتی ہے مردہ کی نہیں۔ دوسرا یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ کو دست عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا اور حضور اکرم ﷺ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ہے۔

ترجمہ ۱۰۹

اگر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ نہیں تھے ان کا یہ اللہ نام کیوں وارد ہوا۔

شرح

اس بیت میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اللہ کہا گیا پہلے بیت کی دو صفتیں ملا کر تین اوصاف بیان کئے گئے۔

(۱) بہادر (بغور) (۲) مخی (۳) اللہ تعالیٰ کا ہاتھ۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کمالات بھی بے شمار ہیں اور صرف انہی تینوں صفات کی تشریح و تفصیل کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ تصانیف چاہئیں فقیر صرف صفت اول کے بارے میں ایک مختصر سا خاکہ پیش کرتا ہے۔ آپ ہر مشکل وقت میں پیغمبر کے سینہ سپر رہے جب قریش نے قتل پیغمبر کا عزم کیا تو آپ تلواروں کے نرغہ اور دشمنوں کے ہجوم میں بستر نبوت پر سو گئے جس سے دشمنوں کو اپنے ارادوں میں ناکام و نامراد ہونا پڑا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین میں چار خصوصیات ایسی تھیں جو ان کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہ تھیں ایک یہ کہ آپ نے ہر عربی و غیر عربی سے پہلے نماز پڑھی اور دوسرا ہر معرکہ دار و گیر میں علمبردار ہوتے رہے اور تیسرا جب لوگ پیغمبر اسلام کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے تو آپ صبر و استقامت سے جمے رہتے تھے اور چوتھا یہ کہ آپ ہی نے پیغمبر خدا کو غسل دیا اور قبر میں اتار انیز آپ وہ واحد ہستی ہیں جن کی ولادت کعبہ میں اور شہادت مسجد میں ہوئی۔ داعی اسلام کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک بھی آپ نے کیا پیغمبر اسلام کی تعلیمات کا آپ پر اثر تھا کہ علم و عمل اور کردار کا مکمل نمونہ تھے۔ محسن انسانیت، فخر موجودات، سرکارِ دو عالم ﷺ کی کئی احادیث سے آپ کے علمی و عملی درجات اور فضائل و اوصاف مترشح ہوتے ہیں آپ نے فرمایا حق علی کی طرف ہے اور علی حق کی طرف ہے چہرہ علی کی جانب دیکھنا عبادت ہے۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے اور جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے چنانچہ ارشادِ نبوی کی روشنی میں آپ کی رفعتوں اور عظمتوں کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ آپ کی حیات اقدس کا ایک ایک لمحہ نصرتِ خداوندی کے لئے وقف تھا شبِ ضربت ۱۹ رمضان المبارک جب ابنِ ملجم ضربت لگا چکا تو آپ نے امام حسن اور امام حسین سے فرمایا کہ میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، دنیا کے خواہش مند مت ہونا اگر چہ وہ تمہارے پیچھے لگے اور دنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کڑھنا جو تم سے روک لی جائے جو کہنا حق کے لئے کہنا اور جو کرنا ثواب کے لئے کرنا، ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بننا، اپنے

معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز روزے سے افضل ہے، دیکھوں یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، ان کے کام و رہن کے لئے فاقہ کی نوبت نہ آئے اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہو جائیں۔ اس وصیت میں آپ نے کئی اہم دینی امور اور حقوق العباد کا تذکرہ فرمایا ہے آپ کے دیگر ارشادات خطبات مکتوبات اور حکم و نصائح نبج البلاغہ میں مرقوم ہے۔

ابن سعد کے قول پر حضرت امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ کے دست مبارک پر مدینہ طیبہ میں تمام صحابہ نے بیعت کی۔ حضرت علی کا دور حکومت غریبوں اور محتاجوں کے لئے بڑی آسودگی اور راحت کا زمانہ تھا، بیت المال میں جو کچھ بھی آتا وہ سب کا سب ان میں تقسیم کر دیا جاتا آپ نے باغیوں اور سرکشوں کے ساتھ بھی ہمیشہ نرمی کا سلوک کیا آپ کی فیاضی اور حمد لی اس قدر عام تھی کہ اہل فارس برملا کہہ اٹھتے تھے خدا کی قسم اس عرب کو دیکھ کر نو شیرواں عادل کی یاد آ جاتی ہے۔

حضرت علی نے اپنی عمر کے تیس برس ہادی برحق کی رفاقت میں گزارے اس لئے اسلام کی صحیح تعلیم فرائض اور رسول اللہ کے ارشادات گرامی پر آپ کی سند کافی تھیں اس کے لئے ہر شخص آپ کا محتاج تھا۔

حب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا فرماتے تھے جو شخص اس سرخ شاخ کو جسے اللہ نے اپنے ہاتھ سے جنت عدن میں بویا ہے لینا محبوب رکھے اسے چاہیے کہ علی بن ابی طالب کی محبت میں زندگی بسر کرے۔

ازالۃ دوئم

بعض خوارج کے بقایا لوگ کہتے ہیں کہ حب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفض کی علامت ہے یہ ان کا کہنا جہالت بلکہ سفاہت و حماقت ہے اس لئے کہ سنت کی علامت ہی حب صحابہ کے ساتھ حب علی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ ۱۱۰

نبی پاک ﷺ کا ہاتھ عین ذوالجلال کا ہاتھ ہے جب کہ بیعت و قتال میں آپ کے ہاتھ کو اللہ کہا گیا ہے۔

شرح

چونکہ سلاسل طیبہ میں ہر ولی کامل کا روحانی رشتہ علی المرتضیٰ تک پہنچتا ہے اسی لئے شعر سابق میں سیدنا علی

المرتضى رضى الله تعالى عنه کا ہاتھ نبی کریم ﷺ کا ہاتھ کہا گیا ہے اس کی دلیل اس شعر کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اور علی المرتضى کا ہاتھ نبی کریم ﷺ کا ہاتھ ہے جب کہ آپ نے حضور ﷺ کی بیعت کی ہے اور بیعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۖ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (پارہ ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

تخصیص علی المرتضى رضى الله تعالى عنه

آیت مذکورہ میں اگرچہ عموماً ہر صحابی کو یہ اللہ نصیب ہوا لیکن سیدنا علی المرتضى رضى الله تعالى عنه کی خصوصیت فقیر کو یہ ذہن میں آتی ہے کہ اگرچہ تمام صحابہ کرام رضى الله تعالى عنهم حضور اکرم ﷺ کے روحانی خلفاء ہیں جیسا کہ ارشاد ہے

اصحابى كالنجوم بايهم اقتديتم اهديتم

میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

مناقب المحبوبین کتاب مذکور کے صفحہ ۷۳ پر لکھا کہ آنحضرت ﷺ کی خلافت دو قسم ہے۔ صغریٰ، کبریٰ۔ صغریٰ اس سے خلافت ظاہری مراد ہے جو خلفائے اربعہ کو بہ ترتیب معلوم ہے خلافت باطنی یعنی خلافت کبریٰ حضرت علی المرتضى سے مخصوص ہے یہ قول موجود ہے جیسا کہ اسی کتاب میں خود لکھا کہ خلافت کبریٰ میں تینوں خلفاء بھی شامل ہیں اگرچہ ان سے سلسلہ باطنی رائج نہیں ہوا۔

تبصرة اویسی غفرله

سلسلہ رائج نہ ہونے خلفاء ثلاثہ کی افضلیت کو خارج نہیں بہت سے افضل مشائخ کے سلاسل مروج نہیں ہوتے جتنا ان کے خلفاء سے فیض عام ہوتا ہے جیسے سیدنا غوث اعظم، سیدنا داتا گنج بخش اور سیدنا اجمیری رضى الله تعالى عنهم ایسے ہی سیدنا علی المرتضى رضى الله تعالى عنه اگرچہ مروج سلاسل ہونا۔

اور یہ بھی مسلم ہے کہ اگرچہ سیدنا علی المرتضى رضى الله تعالى عنه سلسلہ ولایت میں حضور اکرم ﷺ کے خلیفہ ہیں لیکن خلفاء ثلاثہ کے بھی تو خلیفہ ہیں جیسا کہ فن تصوف کا قاعدہ ہے کہ ہر خلیفہ ثانی خلیفہ اول کا خلافت ظاہری کا بھی اس کا خلیفہ ہے سیدنا علی المرتضى رضى الله تعالى عنه کی خلافت باطنی حضور اکرم ﷺ سے مشہور ہوئی اور خلفاء ثلاثہ کی خلافت ظاہری کا انہماک و مصروفیت خلفاء ثلاثہ کو سلاسل کی ترویج کا وقت نہ دیا ورنہ وہ خلافت باطنہ سے خالی نہ تھے۔ اس کی ایک شہادت سلسلہ نقشبندیہ بھی ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضى الله تعالى عنه سے ترویج پذیر ہے ایسے ہی سلسلہ اویسیہ سیدنا فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جب کہ سرورِ عالم ﷺ نے خرقہ ان کے ذریعے سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا اگرچہ سیدنا فاروق اعظم کے وصال کے بعد سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا علی المرتضیٰ سے بیعت ہوئے اور خلافت پائی اگرچہ درحقیقت آپ بھی حضور ﷺ کے براہ راست تربیت یافتہ اور بلاواسطہ خلیفہ باطنی ہیں۔

لطیفہ

سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلاسلِ ثلاثہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کے پیرانِ پیر ہیں اور سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق سیرالاقطاب پھر مناقب الحجو بین صفحہ ۴۲ میں لکھتے ہیں کہ آپ کے والد کا نام موسیٰ راعی بن خواجہ اویس قرنی تھا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس معنی پر ہمارا سلسلہ اویسیہ جد السلاسل ہوا۔ علاوہ ازیں سلسلہ جس طرح اپنے شیخ کا بلاواسطہ خلیفہ ہوتے ہیں اور باطنی طور پر بھی حضور اکرم ﷺ سے بھی خلافت سے نوازے جاتے ہیں اور یہی سلسلہ اویسیہ ہے گویا سلسلہ اویسیہ ہر سلسلہ پر موثر ہے۔

مناقب الحجو بین صفحہ ۳۷ میں ہے کہ ایک خرقہ خلافت باطنی آنحضرت ﷺ نے حضرت اویس قرنی کو حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاتھ ارسال کیا تھا یہ صحیح روایت ہے اور بہت سی کتابوں میں درج ہے۔

ترجمہ ۱۱۱

حضور اکرم ﷺ کنکریاں پھینکتے تو ”وَمَا رَمَيْتُ إِذْ رَمَيْتُ“ یعنی وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

شرح

سابق مضمون کی تائید دوسرے مضمون قرآنی سے بیان فرمائی اور بیت کا مصرعہ قرآنی آیت کا ایک ٹکڑا ہے جو سورہ انفال آیت ۷ میں ہے۔

اور یہ غزوہ بدر کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ روح البیان میں اسی آیت کے تحت لکھا کہ جب کفار عقیقل تک پہنچے۔

عقیقل ایک ٹیلہ ہے جو وادی کی طرف واقع اور وہاں سے لوگ بدر میں داخل ہوتے تو کافروں نے مسلمانوں کو جھانکا حضور اکرم ﷺ نے دعا مانگی یہ کافر فخر و غرور سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے ہیں اے اللہ تعالیٰ

میں تجھ سے تیرے وعدہ کریمہ کا سوال کرتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ کی دعا مستجاب ہوئی آپ بھی دعا مانگ رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی آپ مٹی مٹی میں لے کر کافروں کی طرف پھینکیں جب وہ آپ کے مقابلہ میں آئیں۔ چنانچہ جب اسلام و کفر کا لشکر آمنے سامنے ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ وادی سے کنکریاں اٹھا کر مجھے دیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنکریاں اٹھا کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیں تو آپ نے کافروں کو منہ پر کنکریاں مارتے ہوئے فرمایا

تھا ہت الوجوہ کافروں کے چہرے ذلیل و خوار ہوں

اس کا یہ اثر ہوا کہ اس وقت لشکر کفار میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ جس کی آنکھوں اور ناک کے نتھنوں اور منہ میں کنکر اور مٹی نہ پہنچی ہو اس سے کفار شکست کھا کر بھاگے تو مسلمان ان کے پیچھے ہوئے انہیں قتل کرتے اور بعض کو قید کرتے رہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنگ سے غلبہ کر اور غنیمتیں حاصل کر کے واپس لوٹے تو آپس میں فخر و ناز سے کہتے جارہے تھے کوئی کہتا میں نے فلاں کو قتل کیا، دوسرا کہتا میں نے فلاں کو قید کیا وغیرہ وغیرہ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ

بیت کے مصرعہ ثانیہ کا مطلب یہ ہے کہ ”وَمَا رَمَيْتُمْ ابداً“ محبوب محمد ﷺ حقیقہً آپ نے کنکریاں نہیں ماریں ”اِذْ رَمَيْتُمْ“ جب کہ ظاہری طور پر آپ نے کنکریاں پھینکیں ورنہ ان کنکریوں کا اس طرح اثر ہوتا جیسے عام بشر کی کنکریوں سے ظاہر ہوتا ہے ”وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمٰی“ لیکن اللہ تعالیٰ نے کنکریاں ماریں یعنی کنکریوں سے جو تاثیر پیدا ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ تھی حضور اکرم ﷺ کے کنکر پھینکتے وقت تمام مشرکین کی آنکھوں پر لگیں یہاں تک کہ وہ شکست کھا کر بھاگے اور صحابہ کرام ان پر غلبہ پا گئے۔

خلاصہ یہ کہ کنکریوں کا ظاہری طور پر پھینکنا حضور ﷺ سے صادر ہوا اور ان کا اثر اللہ تعالیٰ کی طرف تھا اس لئے کہ انسانی طاقت سے باہر ہے کہ مٹی بھر کنکریاں تمام مشرکین کی آنکھیں کو پہنچیں کہ کوئی ایک بھی ان سے بچ نکلے۔

فائدہ

کبھی بول کر اس کا مسمیٰ مراد لیا جاتا ہے یا اس کا کمال مراد ہوتا ہے مثلاً لفظ مومن بول کر کبھی مومن کامل مراد لیا جاتا ہے۔

ازالۃ وہم

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فعل قتل کی نفی کر کے اسے اپنی ذات کی طرف منسوب فرمایا ہے کہ عمل کے جملہ اسباب مثلاً ملائکہ کی امداد کافروں کے دل میں رعب ڈالنا اور اہل ایمان کے دل مضبوط وغیرہ کا سبب دیہی ہے اور قاعدہ ہے کہ فعل کی نسبت سبب کی طرف مجازاً ہوتی ہے مثلاً ہم کہتے ہیں ”**القلم یکتب ملجاً**“ اور کبھی اصل کی طرف بھی نسبت ہوتی ہے مثلاً کہا جاتا ہے ”**الکاتب یکتب ملجاً**“

نکتہ عجیبہ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے قتل کی بالکلیہ نفی کر کے اسے اپنی طرف منسوب فرمایا اور حضور اکرم ﷺ سے صرف رمی کی نفی نہیں فرمائی بلکہ وہاں سرے سے اپنے حبیب ﷺ کے وجود کی بھی نفی فرمادی ہے اور کلی طور پر صرف اپنے وجود کا اثبات فرمایا چنانچہ ملاحظہ ہو ”**وَمَا رَمَيْتُ**“ اے محبوب ﷺ آپ نے اپنے وجود سے کنکر نہیں ماری ”**إِذْ رَمَيْتُ**“ جبکہ آپ نے کنکر مارے ”**وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ**“ ”ای لکن رمیت باللہ“ کی وجہ یہ ہے کہ رمی کے وقت حضور نبی پاک ﷺ مقام تجلی یہ تھے اور اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ جب اپنے کسی بندے پر اپنی کسی صفت کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے تو بندے سے اس فعل کا صدور کراتا ہے جسے اس فعل سے تعلق ہوتا ہے مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ملاحظہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ ان پر صفت احیاء سے جلوہ گر ہوا تو عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلوہ کی وجہ سے مَرْدوں کو زندہ کرتے تھے اس تقریر کو حدیث قدسی کے مضمون سے سمجھئے ”**قَالَ تَعَالَىٰ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا طَرِيقٌ**“ سے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ پر صفت قدرت سے جلوہ گر ہوا تو آپ نے کنکر پھینکے اس قدرت کی صفت کی تجلی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہا اور اس حقیقت کو اپنے ارشاد

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۖ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۖ (سورۃ الفتح، آیت ۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔
سے واضح فرمایا۔

نکتہ دیگر

جس فعل کو بندے کی طرف منسوب کیا جائے تو چونکہ بندہ حوادث و آفات کا مرکز ہے اس لئے اس کے لئے جائز ہے لیکن اپنے محبوب کریم ﷺ پر حوادث و آفات کی نسبت گوارا نہ کرتے ہوئے ان کے فعل کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور وہ ہر قسم کے حوادث و آفات سے منزہ ہیں۔

کار ما بر کارها دارد سبق

وَمَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ كَقَتِّ حَقِّ

ما کمال و تیر اندازش خداست

گر پیرانیم تیراں نے زماست

گرتو خواہی آنطرف باید شناقت

تانشد مغلوب کس این سرفیافت

”وَمَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ“ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے کام تمام کاموں پر سبقت رکھتے ہیں

ہم (انسان) اگر تیر چلائیں تو وہ ہم نہیں چلا رہے ہم تو کمان ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں تیر چلانے والا تو اللہ تعالیٰ موجود ہے۔

جب تک انسان مغلوب (محو) نہ ہو اس راز کو نہیں پاسکتا تم اگر راز کو سمجھنا چاہتے ہو تو اس (محویت) کی طرف دوڑو۔

حل لغات ۱۱۲

رشید، سیدھے راستہ پر چلنے والا۔

ترجمہ

اے راہ راست پر چلنے والے اہل بیت کے وصف میں یہ مضمون وارد ہے کہ ان پر اللہ بزرگی والے کا ہاتھ ہے۔

ترجمہ ۱۱۲

اس حقیقت کی شرح ہماری سمجھ سے باہر ہے اس ٹوہ میں پڑنا گمراہی ہے۔

حل لغات ۱۱۴

منقل، معلق، پیچیدہ۔

ترجمہ

ہمیشہ (تازنگی) میں اس پیچیدہ مسئلہ کی شرح بیان کروں تو سوائے حیرت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ترجمہ ۱۱۵

اے ہمارے پروردگار تجھے پاکی ہے ہمیں کسی شے کا علم نہیں سوائے اس کے جو تو نے ہمیں سکھایا۔

حل لغات ۱۱۶

پچیدہ از چیدن، چننا، چگنا۔

ترجمہ

باتوں باتوں میں جب گفتگو یہاں تک پہنچی قلم موتی بکھیرنے والے نے دامن چن لیا یعنی قلم لکھنے سے رک گیا۔

حل لغات ۱۱۷

ملہم، الہام کرنے والا، ہروش، فرشتہ۔

ترجمہ

الہام کرنے والا غیبی فرشتہ راز داں نے میرا دامن پکڑ کر کہا اے تیز زبان والے۔

ترجمہ ۱۱۸

یہ سخن تیرے فہم لائق نہیں اسی لئے یہاں بات ختم کر دے بے ہودہ انسان کی طرح غلطی نہ کر حد سے آگے نہ

بڑھ۔

شرح

یہ دو شعر قطعہ بند ہیں مطلب ظاہر ہے۔

حل لغات ۱۱۹

کلت لسانہ، اس کی زبان گوئی ہو گئی۔

ترجمہ

بہت بڑے صوفیہ کرام اس مقام کو بیان کرنے سے خاموش ہیں کلت لسانہ کی شراب سے بے ہوش ہیں۔

اشعار مشنوی رضا

لیک اقسا کردنش دستور نیست

(۱۲۰) راز ہا بر قلب شان مستور نیست

قفل بردو بھر حفظش بستہ اند

(۱۲۱) ہر گجا گنجی ودیعت داشتند

بر لب شان قفل امرافتوا

(۱۲۲) درد دل شان گنج اسرار اے خو

ختم کن انے لہ طرف التمام

(۱۲۳) روز آخر گشت و باقی این کلام

راز مارا روز کے گجا بود

(۱۲۴) لغز گفت آن مولوی مستند

- (۱۲۵) الغرض شد مثل آن عالیجناب سایه سان معلوم پیش آفتاب
- (۱۲۶) متفق بروی همه اسلامیان سنیان برعیان مستهان
- (۱۲۷) ممتنع بالغیر داند يك قریق ممتنع بالذات دیگر اے رقیق
- (۱۲۸) وادریغا کرده این قوم عنید خرق اجماعی بدین قول جدید
- (۱۲۹) الله الله اے جهولان غیے تابکے بیدینی و فتنه گرے
- (۱۳۰) مصطفی و این چنین سواء الادب این قدر ایمن شدید از مکررب
- (۱۳۱) سابع سبعة مگوئید از عناد انتھوا خیر الکم يوم التناد
- (۱۳۲) روز محشر چون خطاب آید زعرش اے لطیقان قلک سکان فرش
- (۱۳۳) میچ می بینید درارض و سما مثل و شه ما بنده مصطفی
- (۱۳۴) ایلک زبان گویند نے نے اے کریم کس عدیلش نیست بالله العظیم
- (۱۳۵) آنچهان کاندرازل زارواح ما از الستے خاصت بی پایان بلے
- (۱۳۶) لاجرم آنروززین قول و خسیم توبه ها ظاهر کنند از ترس و بیم
- (۱۳۷) معترف آید بر جرم و خطا معذرت آرید پیش کبریا
- (۱۳۸) کابخدا ز افضل او غافل بدیم شمس پیش چشم ما جاهل بدیم
- (۱۳۹) ربنا انا ظلمنا رحم کن جاهلانہ گفته بودیم این سخن
- (۱۴۰) پردھا بر چشم ما افتاده بود رحم کن بر جاهلان ای وود
- (۱۴۱) نفس ما انداخت مارا در بلا وائے بر ماؤ بنا دانی ما
- (۱۴۲) عذر ها در حشر باشد نا پذیر قاریا برخوان الم یات التذیر
- (۱۴۳) سخت روزی باشد آن روز الامان باختہ هوش و حواس قدسیان
- (۱۴۴) واحد قهار باشد در غضب يجعل الولدان شییاقی التعب
- (۱۴۵) زهر ها درباخته افلاکیان رنگ از چهره پریده خاکیان
- (۱۴۶) دو کره باشند مسعود و لثیم کل فرق کان کابطود العظیم

(۱۴۷) رب مسلم التجائی انبیاء

شور نفسی بر زبان اولیاء

ترجمہ ۱۲۰

روز و ریزان کے دل سے پوشیدہ نہیں لیکن ان کا ظاہر کرنا ان کا طریقہ نہیں۔

شرح

بعض علوم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کے لئے خاص کئے ہوئے ہیں کہ وہ عوام کو ظاہر کرنے کے لائق نہیں اور اس مخفی خزانہ کی عطا اور اس پر اظہار نہ کرنے کا معاملہ شب معراج ہوا جیسا کہ ذیل کی حدیث شریف سے ثابت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

فأورثني علم الأولين والآخرين، وعلمني علوما شتى، فعلم أخذ علي كتمانہ إذ علم أنه لا يقدر علی حملہ أحد غیري، وعلم خیرنی فیہ۔ (مواہب الدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶)

(اے) اللہ تعالیٰ نے مجھے اولین و آخرین کے علوم کا وارث بنایا اس کے بعد مختلف علوم عطا فرمائے ایک قسم ایسی کہ اس کے چھپانے کا حکم ایک وہ جو میرے سوا اس کا کوئی حامل نہ ہو ایک وہ جس کا اور مجھے اختیار دیا۔

فائدہ

بخاری و مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں

حفظت من رسول اللہ ﷺ وعائین، فأما أحدهما فبثثته فيكم، وأما الآخر فلو بثثته قطع هذا البلعوم۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو ظرف (علم کے) یاد کر لئے ہیں ان میں سے ایک کو میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرا (یعنی باطنی علم) اگر میں ظاہر کر دوں تو میرا یہ گلا کاٹ ڈالا جائے۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم، بخاری کتاب العلم)

جس علم کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے سامنے کھول کر بیان فرمایا وہ علم شریعت کا تھا اور جس علم کو آپ نے لوگوں سے چھپایا ظاہر نہ فرمایا وہ باطنی علم تھا۔

ترجمہ ۱۲۱

جہاں خزانے امانت رکھتے ہیں حفاظت کے لئے ان کے دروازوں کو تالوں سے بند رکھتے ہیں۔

شرح

اسی کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا

جسے خبر ہو گئی اس کی خبر نہ آئی

کافرا کہ شد خبرش باز نیامد

ترجمہ ۱۲۲

اے برادران کے دل میں اسرار کے خزانے ہیں لیکن ان کے لبوں پر ”امرا نصتو“ چپ رہو کے تالے ہیں۔

شرح

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا

پر جوش تھی خاموش ہن

تو فوٹیں جو دریا فوش بن

صامت رہن مارن نہ بلک

اسرار دے سر پوش ہن

اگر چہ ایسے عارف شراب مستی کا دریا پینے والے ہیں پر جوش ہونے کے باوجود بالکل خاموش ہیں وہ راز و رموز کو چھپانے والے خاموش رہتے ہیں خواہ مخواہ دعویٰ نہیں کرتے۔

ترجمہ ۱۲۳

دن ختم ہو گیا لیکن ابھی گفتگو باقی رہ گئی ختم کرا سکے تمام کا کنارہ کہاں۔

شرح

یہ عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والی چال ہے کہ مضمون کو ختم نہ ہوتے ایسے کہہ دیتے ہیں اس کے بعد سابق مضمون کا آغاز فرماتے ہیں۔

حل لغات ۱۲۴

مغز (عربی) جنگلی چوہے کا سوراخ، چستان، پہلی۔ گنجا، گنجائش کا مخفف۔

ترجمہ

حضرت مولوی (رومی قدس سرہ جن کا ارشاد مستند ہے) نے پہلی کے طور فرمایا ہے کہ ہمارے دل کو ان اسرار کے افشاء کی گنجائش کہاں۔

شرح

اس قاعدہ پر مولانا رومی قدس سرہ کی مثنوی شریف کی بنیاد ہے کہ اسرار و رموز اشاروں اور کنایوں سے سمجھائے

گئے ہیں جیسا کہ مثنوی شریف کے ماہرین وقارین کو معلوم ہے۔

ترجمہ ۱۲۵

الفرض اس بلند بارگاہ والے رسول اللہ ﷺ کی مثل ایسے معدوم ہے جیسے آفتاب کے سامنے سایہ۔

شرح

جو کمالات حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں ہیں دوسروں کو عشر عشر بھی نہیں ملے خواہ وہ انبیاء علیہم السلام ہوں اولیاء کرام یا عوام مثلاً حسن کو دیکھ لیجئے۔ اس بارے میں سیدنا یوسف علیہ السلام مشہور ہیں لیکن کہاں یوسف علیہ السلام اور کہاں ان کے ہمارے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ

ونبينا ﷺ اوتى من الجمال ما لم يوت احد ولم يوت يوسف الا شطر الحسن واوتى نبينا ﷺ

جمیعہ

اور ہمارے نبی پاک ﷺ کو وہ حسن و جمال عطا ہوا جو کسی نہ ملا یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ ملا اور ہمارے نبی کو اس حسن کا کل عطا ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

لم يقم مع شمس قط الا غلب ضوء الشمس ولم يقم مع سراج قط الا غلب ضوءه السر

(سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۰)

اور حضور اکرم ﷺ سورج کے سامنے کبھی کھڑے نہیں ہوئے مگر حضور اکرم ﷺ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہو جاتی تھی اسی طرح چراغ کے سامنے بھی حضور کبھی کھڑے نہیں ہوئے مگر چراغ کی روشنی پر بھی حضور اکرم ﷺ کی روشنی غالب رہتی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ما رایت شیئا احسن من رسول اللہ ﷺ کان الشمس تجری فی وجهه

میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو حسین و جمیل نہ دیکھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب آپ کے چہرے پر سیر کر رہا

ہے۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۵، سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۰)

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ کے حسن و جمال کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے

یتلأ لا وجهه تلالو القمر ليلة البدر. (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵)

آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں

ما كنا نحتاج الى السراج من يوم اخذناه لان نور وجهه كان انور من السراج فاذا اخبنا الى

السراج في مكان جئنا به فلنودت الا مكنة ببركته. (تفسیر مظہری جلد ۶ صفحہ ۵۱۴)

دیئے کی ضرورت نہ مشعل کی حاجت عجب روشنی تو نے پائی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

لم يظهر لنا تمام حسنه ﷺ لانه لو ظهر لنا تمام حسنه لما اطاعت اعيننا رويته. (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵)

(۵)

حضور اکرم ﷺ کا سارا حسن و جمال ہمارے لئے ظاہر نہ ہوا اگر سارا حسن ظاہر ہو جاتا ہماری آنکھیں آپ کا دیدار نہ کر پاتیں۔

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو وہ اگر جلوہ کریں کون تماشا ئی ہو

سوال

جب حضور اکرم ﷺ کا نورانی چہرہ حلیمہ سعدیہ کے تاریک گھر منور کر دیتا تھا اور اتنا نور آپ کے چہرے پر تھا کہ اس نور کی روشنی آفتاب کی روشنی پر غالب آ جاتی اور آپ کا سایہ پیدا نہ کر سکتی تھیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ نبی پاک میرے گھر میں رات کو نماز پڑھتے چراغ نہ ہونے کی بناء پر اندھیرا ہوتا تھا۔

جواب

اس حدیث سے نور مبارک کے ظہور کی نفی ہے نور اقدس کے وجود کی نفی ہرگز نہیں ہوتی اس حدیث میں نور اقدس کے عدم ظہور سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ اگر نمازی پوری طرح مطمئن ہے تو اندھیرے میں نماز پڑھ سکتا ہے اگر یہاں پر حضور کے نور کا ظہور ہو جاتا تو تاریکی میں نماز پڑھنے کا جواز کیسے ثابت ہوتا جہاں حضور ﷺ کی موجودگی کے باوجود

تاریکی ہو وہاں حضور ﷺ کے نور کا عدم ظہور ہوگا جب کبھی آپ کے نور کا ظہور ہو تو

كان النبي ﷺ يضيئى البيت المظلم من نوره

یعنی حضور ﷺ تاریک گھر کو روشن فرما دیتے تھے۔

ترجمہ ۱۲۶

اس مسئلہ پر تمام مسلمان متفق ہیں اہل سنت بھی اور ذلیل اہل بدعت بھی۔

شرح

بہت سے مسائل ایسے ہوتے ہیں جن کے اصول پر تو اہل حق اور اہل باطل متفق ہوتے ہیں بعد کا اختلاف تعبیرات کی وجہ سے ہوتا ہے یہ مسئلہ بھی انہی مسائل سے ایک ہے اہل سنت اور اہل بدعت یعنی دیوبندی وہابی اصولی طور پر حضور اکرم ﷺ کو عدیم النظیر مانتے ہیں لیکن بدعت یعنی دیوبندی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو حضور اکرم ﷺ جیسے اور بنادے لیکن بنائے گا نہیں۔ اہل سنت کہتے ہیں

لم یأت نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دوکانِ آئینہ ساز میں

نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی

چمکتا پھر کہاں کوئی باغ رسالت کا

ترجمہ ۱۲۷

اے رفیق ایک گروہ (حضور ﷺ) کی مثل ممنوع بالغیر مانتا ہے دوسرا گروہ اسے ممنوع بالذات کہتا ہے۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کا نظیر ممنوع بالذات اہل سنت کا عقیدہ ہے اور اہل بدعت دیوبندی وہابی کہتے ہیں نظیر ممنوع بالغیر ہے۔

حل لغات ۱۲۸

دوبارہ پھر صرف فارسی میں آتا ہے۔ دریغ، بہت افسوس ہے۔ عنید، ہرکش۔ خرق، چیرنا۔

ترجمہ

پھر بہت بڑا افسوس ہے اس قوم سرکش نے جدید قول کہہ کر خرقی اجماع کیا ہے۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کا خاتم النبیین اور آپ کا نظیر ممتنع ہے کہ عقیدہ پر حملہ اہل اسلام کا اجماع چلا آرہا تھا مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی قاسم نانوتوی نے اس رجاء کے خلاف اور مولوی قاسم نے لکھا کہ سوعوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ”وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ“ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ ۶۰۵)

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ

(۲۲)

یہی مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے ملا حظہ احمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۳۵۷، ۳۵۸۔ مرزا قادیانی نے بانی مدرسہ دیوبند کی ان ہی دونوں عبارتوں کو اپنے نام نہاد نبوت کے دعویٰ کی دلیل بنایا ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیا د آ گیا

لطیفہ

دیوبندی و بابی نبوت کے خواب دیکھتے رہے قادیانی نے ان سے بازی جیت لی اور کھلے میدان میں لعنت کا طوق پہن لیا۔

تھانوی و لاہوری کے خواب کا نمونہ

مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے کہا کہ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کی جگہ حضور مولوی (اشرف علی) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے اشرف علی نکل جاتا ہے کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہی کہتا ہوں

اللهم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی

اس کا جواب مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے یہ کہہ کر عقیدہ ختم نبوت پر زبردست کلبھاری چلائی کہ ”اس واقعہ میں تسلی ہے کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ قبیح سنت ہے“ (رسالہ الامداد ۸ صفر ۱۳۳۶ھ)

مولوی احمد علی لاہوری

سینے مولوی عامر عثمانی مدیر تجلی دیوبند لکھتے ہیں دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی لاہوری صاحب رقم طراز ہیں مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی کشید کر لی اور یہ نبوت اب مجھے وحی کی منفعتوں سے نواز رہی ہے۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند جنوری ۱۹۵۷ء)

پیغمبرانہ صحبت

کاش ہم حراما نصیب حضرت قطب الاقطاب مولوی احمد علی لاہوری پیغمبرانہ صحبت سے مستفید ہوتے۔ (خدام الدین لاہور ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء صفحہ ۸)

حل لغات ۱۲۹

اللہ واہ واہ تعجب کے وقت بولتے ہوئے۔

ترجمہ

واہ واہ اے جاہلو تمہاری یہ بے دینی اور فتنہ انگیزی کب تک۔

شرح

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے مخالفین کی گستاخیوں پھر اظہار افسوس فرمایا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دین کا در در کھنے والا انسان گستاخوں کی گستاخیاں برداشت نہیں کر سکتا اگرچہ دورِ حاضرہ میں صلح کلیت غالب ہوتی جا رہی ہے لیکن الحمد للہ پھر بھی درمندان اسلام کی کمی بھی نہیں۔ فقیر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تائید میں مخالفین کی چند موٹی موٹی گستاخیاں ان کی تصانیف سے نقل کرتا ہے ان سے صاحب دل پڑھ کر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو داد دے کہ انہوں نے ایسے بے دینوں اور بد مذہبوں کے ساتھ جس طرح کا قلمی جہاد فرمایا ہے وہ قابلِ صد آفرین ہے۔

شانِ خدا عزوجل میں گستاخیاں

☆ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (معاذ اللہ) (العذاب الشدید صفحہ ۱۳۸)

☆ اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم ہر وقت نہیں ہوتا بلکہ جب چاہتا ہے غیب کی بات دریافت کر لیتا ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶)

شانِ مصطفیٰ ﷺ میں گستاخیاں

☆ ہر مخلوق بڑا ہویا چھوٹا (نبی ہویا ولی) وہ اللہ کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹)

☆ رسول اللہ کو غیب کی کیا خبر۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹)

☆ رسول اللہ ﷺ مرکز مٹی میں مل گئے۔ (معاذ اللہ) (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۹)

☆ اللہ کو مان اور اس کے سوا کسی کو نہ مان۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹)

☆ رسول اللہ ﷺ کا نماز میں خیال لانا اپنے نیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ (صراط

مستقیم صفحہ ۷۲)

☆ انبیاء اور اولیاء سب ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۸)

☆ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۷۹)

مزید گستاخیوں کی تفصیل کتب اہل سنت میں ملاحظہ ہوں مثلاً ”الکوکبۃ الشہابیہ“، امام احمد رضا محدث بریلوی

قدس سرہ، الحق المبین، غزالی زمان رحمۃ اللہ علیہ، دیوبندی مذہب علامہ غلام مہر علی (مدظلہ) دیوبندی بریلوی فرق، فقیر
اویسی غفرلہ کی تصنیف وغیرہ وغیرہ۔

ترجمہ ۱۲۰

مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ایسی بے ادبی اللہ تعالیٰ کی گرفت سے اس قدر بے خوف ہو گئے ہو (کہ تمہیں اس کا خیال تک

نہیں آتا)

شرح

بعض صلح کلی کہتے ہیں مخالفین کی عبارات گستاخانہ نہیں۔ فقیر تعریضات اسلامیہ کے چند حوالے عربی لکھتا ہے

جنہیں علماء نے کفر لکھا تو جب ایسی عبارات کفر و ارتد ہیں تو مرزا اور علماء دیوبند اور اسماعیل دہلوی کے ساتھ رعایت کیسی؟

عبارات تعزیرات اسلامیہ

و كذلك أقول حکم من غمسه أو غيره برعاية الغنم أو السهو أو النسيان أو السحر أو ما أصابه من

جرح أو هزيمة لبعض جيوشه أو أذى من عدوه أو شدة من زمنه أو بالميل إلى نسائه فحكم هذا

كله لمن قصد به نقصه القتل. (شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

اور اس طرح جس نے حضور کو بکریوں کے چرانے یا سہو یا نسیان یا جادو یا آپ کو جو زخم پہنچے یا آپ کے بعض لشکر کو جو شکست پہنچی یا آپ کے دشمن کی طرف سے ایذا یا شدت زمانہ یا ازواج مطہرات کی طرف میلان کی وجہ سے آپ پر عیب لگایا اور ان چیزوں سے حضور کے نقص کا ارادہ کیا تو اس کا حکم اسے قتل کرنا ہے۔

(۲) علامہ شامی فرماتے ہیں

والحاصل ان من تكلم بكلمة الكفرها زلاً أو لا عباً كفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده كما صرح به

في الخانية ومن تكلم بها مخطئاً ومكرها لا يكفر عند الكل ومن تكلم بها عاملاً اعالم

عند الكل ومن تكلم بها اختياراً جاهلاً بانها كفر ففيه اختلاف۔ (شامی جلد ۳ صفحہ ۳۹۳ تا ۳۹۴)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو شخص کلمہ کفر زبان پر لائے اگرچہ ہزل و مزاح اور لہو و لب کے انداز میں ہی ہو تو وہ سب علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور خانہ کی تصریح کے مطابق اس کے اعتقاد کا اعتبار نہیں ہے اور جس کی زبان سے کفریہ کلمات کا صدور ہوا مگر خطایا کراہ کی صورت میں تو وہ بالاتفاق کافر نہیں ہوگا اور جس نے وہ کلمہ کفریہ عمداً زبان سے ادا کئے اور ان کا کفر ہونا اسے معلوم ہے تو وہ بھی بالاتفاق کافر ہو گیا اور جس شخص نے کلمات کفر زبان پر بالاتفاق بلا جبر و اکراہ جاری کئے مگر اس کو ان کا کفر ہونا معلوم نہیں تو اس کے کافر ہونے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔

من هزل بلفظ كفر ارتد وإن لم يعتقده للاستخفاف فهو ككفر العناد والاختار جلد ۳ صفحہ

(۳۹۲)

جس نے بطور ہزل بلا ارادہ معنی لفظ کفر زبان سے ادا کیا اگرچہ اس امر کا اعتقاد نہ بھی رکھتا ہو وہ بوجہ استخفاف اور لا پرواہی کے کافر ہو گیا یہ کفر کفر عناد کی مانند ہوگا (جیسے ان الفاظ کا کفر جو دل سے صداقت نبوی اور حقانیت اسلام کو تسلیم کرتے تھے بوجہ بغض و عناد زبانی انکار کرتے ہیں)

أن من سبه أي شتمه أو انتقصه بأن وصفه بما يعد نقصاً عرفاً قتل یا جملاً (عواہب مع زر قانی جلد ۵

صفحہ ۳۱۵)

بے شک جو شخص حضور اکرم ﷺ کو سب و شتم کرے یا عیب لگائے یا اس طور کہ آپ کو ایسے امور کے ساتھ متصف ٹھہرائے جو عرف عام میں نقص شمار ہوتے ہیں تو امر پر اجماع ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

خواہ قاتل نے ارادہ سب و شتم نہ بھی کیا ہو کیونکہ ایسے امور کے صادر ہونے کی کاروائی نہ کی جائے تو بارگاہِ نبوی کی جلالت و حرمت لوگوں کی نگاہوں میں باقی نہیں رہے گی لہذا دنیوی سیاست کا تقاضا باجماع العلماء یہی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے اور اس کا قلبی معاملہ اور اخروی انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔

قَالَ حَبِيبُ بْنُ الرَّبِيعِ لِأَنَّ ادْعَاءَ التَّوِيلِ فِي لَفْظِ صُرَاحٍ لَا يُقْبَلُ - (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۱۷)

حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ صریح الدلالات الفاظ جو بے ادبی و گستاخی پر دلالت کرتے ہیں ان کا عہد اور بلا جبر و اکراہ بارگاہ نبوی میں استعمال باوجود یہ معلوم کرنے یا ہونے کے یہ الفاظ توہین و تحقیر پر دال ہیں کفر ہے ان میں تو جیہہ و تاویل کا کوئی جواب و جواز نہیں اور اس میں مراد متکلم نہ ہونے والا عذر قابل قبول نہیں ہے نیز الفاظ میں معافی و صیغہ کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ عرف عام میں ان کا جو مطلب و مفہوم ہوگا اسی پر حکم صادر ہوگا ہاں جبر و اکراہ کی صورت میں ان کلمات کے زبان پر لانے سے کافر نہیں ہوگا لہذا اس موقع پر بھی کوئی ایسا شخص یہودی یا نصرانی وغیرہ ذہن میں آجائے جس کا نام محمد یا احمد ہو مگر وہ اس نصرانی کو سب و شتم کرنے کے بجائے رسول اللہ ﷺ کو سب کرے اور عیب جوئی کرے تو قضاء اور دیانۃ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں اس نے آنحضرت ﷺ کو عہد اُسب و شتم کا نشانہ بنایا ہے نہ کہ جبراً و اکراہاً۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری جلد دوم صفحہ ۲۸۳ مطبوعہ ہندوستان، جامع الفصولین جلد ۲ صفحہ ۲۲۱)

بالجملة فمن قال أو فعل ما هو كفر كفر بذلك وإن لم يقصد أن يكون كافرا إذ لا يقصد الكفر
أحد إلا ما شاء الله. (نسيم الرياض صفحہ ۳۸۷ تا ۳۸۸ جلد ۲، الصارم المسلول صفحہ ۱۷۸)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس شخص نے ایسے قول و فعل کا ارتکاب کیا جو کہ کفر ہے تو وہ اس قول و فعل کی وجہ سے کافر ہو جائے گا اگرچہ کفر کا ارادہ نہ ہو کیونکہ کوئی شخص کفر کا ارادہ نہیں کرتا۔

انتباه

نبوت کا معاملہ اتنا نازک ہے کہ بلا ارادہ بھی اس کے متعلق بے ادبی ہو جائے تو ناقابل معافی جرم ہے اور بے ادبی کے کلمات کا اعتبار عرف پر ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کے لئے اتنا کہہ دینا کہ وہ ایک انسان ہی تو واجب القتل ہے۔

من قال انه عليه السلام خرج من مخرج البول يقتل ولا يشرب شفاهاً ^{للإمام} حاشية جامع
الفصولين جلد ۲ صفحہ ۲۲۰)

جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ عورت کی پیشاب گاہ سے پیدا ہوئے تو اسے قتل کر دیا جائے اور توبہ کرنے کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

لو قال لشعر النبی ﷺ شعیر بالتصغیر کفر وقیل لا الا ان قاله علی وجه الالهانة (عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۸۶، جامع الفصولین جلد ۲ صفحہ ۲۲۰)

اگر نبی کریم ﷺ کے بال مبارک کو شعر کے لفظ کے بجائے بطور تصغیر شعر کہے تو کافر ہو جائے گا اور قول یہ ہے کہ اسے ازراہ اہانت و تحقیر شعر کہے گا تو کافر ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

من قال محمد ﷺ درویش بود و جامہ پیغمبر ریمناک بود او کان النبی ﷺ طویل الظفر قیل کفر مطلقاً وقیل لو قال علی وجه الالهانة. (عالمگیری اور جامع الفصولین)

جو شخص کہے کہ محمد عربی ﷺ درویش تھے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کپڑا میلا کچھلا تھا یا نبی کریم ﷺ لمبے ناخنوں والے تھے تو وہ شخص مطلقاً کافر ہے خواہ بطور اہانت کہے یا نہیں۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ بطور اہانت یہ کلمات کہے تو کافر ہو گا ورنہ نہیں

لو قال للنبی ﷺ ذاک الرجل قال کذا و کذا قیل کفر. (عالمگیری اور جامع الفصولین)

اگر نبی کریم ﷺ کے متعلق کہے کہ اس شخص نے ایسے ایسے کہا ہے تو ایک قول یہ ہے کہ کافر ہو جائے گا۔

من قال ان رداءہ النبی ﷺ ویروی زر النبی ﷺ و مسح ارادہ عیبہ قتل. (شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۱)

جو شخص کہے کہ نبی کریم ﷺ کی چادر یا آپ کا بٹن میلا کچھلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو اس کو قتل کر دیا جائے۔

قال بحرمت جوانک عربی یعنی النبی یکفر. (عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۸۳)

کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے توسل کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں عرض کرے جو ان کا عربی کی حرمت و عزت کا واسطہ تو کافر ہو جائے گا (کیونکہ جو ان کا جو ان کی تفسیر ہے جس سے استخفاف اور استحقار والا پہلو موجود ہے اگرچہ بوجہ توسل ان کی عظمت ظاہر کر رہا ہے)

لو قال فلان اعلم منه علیہ السلام فقد عابه وتنقص (مواہب مع الزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۱۵، نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۳۵)

اگر کوئی شخص نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سوتلی کپڑا بنا تو دوسرے نے کہا ہم سب جولا ہے کی اولاد ٹھہرے تو وہ

کافر ہو گیا۔

کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے نبی کے ساتھ استحقاف و استحقار والا انداز و اسلوب اختیار کیا ہے یہ وہ محدودے چند کلمات ہیں جن کا تعلق پیغمبران کرام کی ذوات مقدسہ سے ہے اور ان کو بوجہ استحقاف کفر قرار دیا گیا ہے۔

فائدہ

کچھ سمجھے آپ کسی بھی نبی کریم ﷺ کو ایسا لفظ بولنا جو عرف میں معمولی سمجھا جاتا ہے تو قائل کافر ہو جاتا ہے۔

لو قال انا رسول الله يعنى يـغـام مـى بـرم كـفر.

اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور لغوی معنی مراد سے یعنی میں اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہوں تو کافر ہو جائے گا کیونکہ ظاہر و متبادر معنی منصب رسالت و نبوت پر فائز ہونا ہے لہذا یہ تو جیہہ لغو و عبث ہوگی۔

قال رجل ان النبى ﷺ كان يحب كذا مثلاً القرع فقال رجل انا لا احبه كفر عند ابى يوسف و

قال بعض المتأخرين لو قاله على وجه الالهانة ظاهراً. (عالمگیری و جامع الفصولین)

اگر ایک شخص کہے کہ نبی کریم ﷺ فلاں چیز کدو کو پسند فرماتے تھے اور دوسرا کہے کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا تو وہ شخص امام ابو یوسف کے نزدیک کافر ہو جائے اور بعض متأخرین نے کہا ہے کہ اگر ازراہ توہین کہتا ہے تو کافر ہو جائے گا ورنہ محض اپنی طبیعت کا نقص و غیرہ بیان کرنے کے لئے ایسا کہتا ہو تو کافر نہیں ہوگا۔

آخری گذشتہ بیت کی شرح میں مخالفین کی گستاخانہ عبارات بلا تبصرہ لکھی ہیں ان دونوں کے مطالعہ کے بعد قارئین فیصلہ خود فرمائیں۔

حل لغات ۱۲۱

عناد، سرکشی، ضد، ہٹ، دشمنی۔ یوم الفساد، ندا کا دن۔

ترجمہ

سرکشی اور ہٹ دھرمی سے ساتوں کا ساتواں نہ کہو اس بُرے عقیدے سے باز آ جاؤ قیامت کے دن میں اپنے لئے بھلائی کا ارادہ کرو۔

شرح

”إِنَّتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ“ قرآنی آیت کا اقتباس ہے پارہ ۶ سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کو نصیحت فرمائی

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقِيَهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةً انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ
اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَنَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ كَفَى
○ (پارہ ۶، سورہ نساء، آیت ۱۷۱)

اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر نہ کہو مگر مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اس کے یہاں کی ایک روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے۔ پاکی اُسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو اُسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور اللہ کافی کارساز۔

فائدہ

اس آیت میں عیسائیوں کے تین فرقوں کا رد ہے بعض عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں بعض انہیں تیسرا خدا مانتے تھے اور بعض انہی کو خدا مانتے تھے ان تینوں فرقوں کی تردید کے لئے یہ آیت کریمہ اتری اللہ میں ایک فرقہ کی تردید ہے ”واحد“ میں دوسرے کی اور ”لہ ولد“ میں تیسرے کی۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے اس اقتباس سے ان بد مذہبوں کا رد کیا ہے جو حضور ﷺ کے ہم مثل ہونے کے مدعی ہیں یہ عبارت دراصل

انتھوا عن سوء الادب واقصدوا خیراً تکم

یعنی اے بے ادب بے ادبی سے رک جاؤ اپنے لئے بھلائی چاہو۔

”یوم التناد التناد“ کا باب اس کا مادہ ندا ہے قیامت میں ہر ایک کو پکار پڑے گی اس معنی پر یوم التناد کہا جاتا ہے ساتواں ساتواں سے مراد حضور اکرم ﷺ ہیں یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس سے مولوی قاسم نانوتوی نے حضور ﷺ کے بعد نبی آنے کے امکان میں پیش کی ہے اس طرح ان وہابیوں دیوبندیوں نے اسی حدیث سے آپ کی مثل کا اثبات کیا ہے یعنی حدیث آدم کا۔ آگے چل کر خود امام احمد رضا قدس سرہ نظم میں اس کا اقتباس فرمائیں گے فقیر اس کی تشریح مع تردید وہیں پر عرض کرے گا۔ (ان شاء اللہ)

حل لغات ۱۲۲

نطیجان جمع نطق خوش بیان (المجد) سکان ساکن کی جمع۔

ترجمہ

بروزِ محشر عرش سے جب آواز آئے گی کہ اے آسمان کے خوش بیا نوا اور اے زمین کے باشیو۔

ترجمہ ۱۲۲

دیکھو تو کیا زمین و آسمان میں میرے عبد مقدس حضرت محمد ﷺ کا کوئی مثل ہے۔

شرح

یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں اور انعقادِ محشر کی اصلی غرض و غایت بیان کی گئی گویا اسی کا ترجمہ اردو شعر ذیل میں خود امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا محشر میں ہم بھی دیکھیں گے مگر آج ان سے التجاء نہ کرے۔

روزِ محشر

صرف گھنٹہ دو گھنٹے ایک دن دو دن ایک ہفتہ دو ہفتہ ایک ماہ دو ماہ سال دو سال کی بات نہیں پچاس ہزار کا دن ہے عرصاتِ محشر میں وہ دن طویل دن ہوگا کہ کائے نہ کٹے اور سروں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک اس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کریں گے اور سروں سے کچھ ہی فاصلے پر لا کر رکھ دیں گے پیاس کی وہ شدت کہ خدا نہ دکھائے گرمی وہ قیامت کہ اللہ بچائے بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہو کر اوپر چڑھے گا یہاں تک کہ گلے گلے سے بھی اونچا ہوگا جہاز چھوڑیں تو بہنے لگے لوگ اس میں غوطے کھائیں گے گھبرا گھبرا کر دل حلق کر آجائیں گے لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آ کر شفیع کی تلاش میں جا بجا پھریں گے آدم و نوح خلیل و کلیم و مسیح علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر جواب صاف سنیں گے سب انبیاء فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں ہم اس لائق نہیں ہم سے یہ کام نہیں نکلے گا نفسی نفسی تم اور کسی کے پاس جاؤ یہاں تک کہ سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔

حضور اکرم ﷺ ”اے لہا انا لہفنا“ کہیں گے یعنی میں ہوں شفاعت کے لئے پھر اپنے رب کریم عز و جل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ کریں گے ان کا رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا

یا محمد ارفع راسک و قل تسمع و سل تطعه و الشفع تشفع

اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔

یہی مقام محمود ہوگا جہاں تمام اولین و آخرین میں حضور کی تعریف و حمد و ثنا کا غل پڑ جائے گا اور موافق و مخالف سب کھل جائے گا۔ بارگاہ الہی میں جو جاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں اور ملک عظیم عز و جل کے یہاں جو عظمت ہمارے مولا کے لئے ہے کسی کے لئے۔ **والحمد لله رب العلمین**

اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پہلے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس جائیں اور وہاں سے محروم پھر کر ان کی خدمت میں حاضر ہوں تاکہ سب جان لیں کہ منصب شفاعت اسی سرکار کا خاصہ ہے دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا دروازہ کھول سکے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کے ایسے کمالِ شان کے پیش نظر اہل محشر اعتراف کرے گا کہ واقعی ایسی شان کمال والا نبی ﷺ اور کوئی نہیں۔

نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ تیری دوکان آئینہ ساز میں

ترجمہ ۱۲۴

تمام یک زبان ہو کر عرض کریں گے نہیں اے کریمِ خدائے عظیم کی قسم کوئی بھی ان کے برابر نہیں۔

شرح

وہ اس لئے کہ جب اہل محشر دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی بھی دم نہیں مار سکتا اور یہاں حال یہ ہے کہ مجرموں کو بخشا جا رہا ہے اور اپنے حبیب کریم ﷺ سے پوچھتا اے حبیب ﷺ خوش ہو گئے ہو یا نہیں۔ دلیلی مسند الفردوس میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی جب یہ آیت اتری حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اذن لا ارضی وواحد من امتی من النار

میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک کہ میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔

طبرانی معجم اوسط اور بزار مسند میں اس جنابِ مولیٰ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

اشفع لامتی حتی ینادی ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت

میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھے ندا کرے گا کہ اے محمد کیا تم راضی ہو گئے تو میں کہوں گا کہ

اے رب میں راضی ہوں۔

کیا خوب کہا امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے

خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

ازالہ وہم

خوارج و معتزلہ تو شفاعت کے منکر تو تھے ہی ہمارے دور کے اہل توحید بھی ان کے نقش قدم پر چل کر لفظاً اقرار

لیکن حقیقتاً انکار اور دعویٰ یہ کہ شفاعت ان کی ہوگی جس کے اعمال اچھے ہوں گے ان بیوقوفوں کو کون سمجھائے کہ جو خود

اچھے ہوں ان کی شفاعت کیسی شفاعت تو اس کا نام ہے مجرم جرائم سزا کا مستحق ہو تو اس کے لئے سفارش کر کے اسے سزا

سے بچالیا جائے۔ شفاعت کا قیامت میں وعدہ ہے

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا مقام محمود کیا چیز ہے؟ فرمایا ”هو الشفاعۃ“

شفاعت ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (پارہ ۲۶، سورۃ محمد، آیت ۱۹)

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

فائدہ

اس آیت میں تو ذنب گناہ کی تصریح کردی کہ یہ استغفار (شفاعت) ہے ہی گنہگاروں اور مجرموں کے لئے بلکہ

حضور اکرم ﷺ نے شفاعت گنہگاران غیر مبہم الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے اسی کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے

ایک غزل میں فرمایا ہے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائینگے

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف خرمن عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائینگے

سوختہ جانوں پہ وہ پر جوش رحمت آئے ہیں اب کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے
 حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
 خاک ہو جائیں گے عدو جل کر مگر ہم تو رضا دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائینگے
 اب پڑھئے وہ احادیث مبارکہ جن میں شفاعت گنہگار ان کی تصریح ہے۔

احادیث مبارکہ

امام احمد بسند صحیح اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

خیرت بین الشفاعة وبين ان يدخل شطر امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم واكفی اثر ونها
 للمؤمنين المتقين لا ولكنها للمذنبين الخطابين

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ وہ
 زیادہ تمام اور زیادہ کام آنے والی ہے کیا تم یہ سمجھ گئے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے ہے نہیں بلکہ وہ ان
 گناہگاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت کار ہیں۔

ابن عدی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی للمالکین من امتی

میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لئے ہے جنہیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا حق ہے اے شفیع میرے میں قربان
 تیرے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی الالہل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت میں ان کے لئے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

فائدہ

صحاح ستہ کی بعض صحاح کے علاوہ دوسری مستند کتب احادیث میں ہے مثلاً ترمذی، ابوداؤد، ابن حبان و بیہقی،
 ابن ماجہ و طبرانی کبیر و غیرہ۔

ابو بکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

شفاعتی لاهل الذنوب من امتی

میری شفاعت میرے گنہگار امتیوں کے لئے ہے۔

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

وان زنی وان سرق

اگر چہ زانی ہوا اگر چہ چور ہو۔

فرمایا

وان زنی وان سرق علیٰ رغم الف بی الدرداء اگر زانی ہوا اگر چہ چور ہو برخلاف خواہش ابو درداء کے

طبرانی و بیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اکرم ﷺ

فرماتے ہیں

انی لا شفیع یوم القیمۃ لا کثر مما علی وجہ الارض من شجر وحجر ومدد

یعنی روئے زمین پر جتنے پیڑ پتھر ڈھیلے ہیں قیامت میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شفاعت کرونگا۔

بخاری مسلم حاکم بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

”واللفظ لہذین“ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی لمن شہدان لا الہ الا اللہ مخلصاً یردق لسانہ قلبہ

میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لئے جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہو۔

ازالۃ وہم

منکرین شفاعت وہ آیات پیش کرتے ہیں جو کفار و شرکین اور قصیدہ کے لئے ہیں خود حضور اکرم ﷺ فرماتے

ہیں

انہا اوسع لہم ہی لمن مات ولا یشرک باللہ شیئاً

شفاعت میں امت کے لئے زیادہ وسعت ہے کہ وہ ہر شخص کے لئے ہے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔ (احمد، طبرانی وغیرہ)

ترجمہ ۱۳۴

روزِ اول میں ایسے ہی ہماری ارواح سے **”الست“** کے فرمان پر **”بلی“** کی بے پایاں آوازیں اٹھی تھیں۔

شرح

یہ بیت آیہ کریمہ ”الست“ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۖ شَهِدْنَا ۚ أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ۚ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ (پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۱۷۲، ۱۷۳)

اور اے محبوب یا دیکرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے تو کیا تو ہمیں اس پر ہلاک فرمائے گا جو اہل باطل نے کیا۔

آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد اور اولاد سے ان کی پشت سے ان کی اولاد اس طرح قیامت تک ہونے والے لوگ چیونٹیوں کی شکل میں پھیلا گئے بعض کو بعض پر گواہ بنایا اس طرح کہ اولاد ان کے دلوں میں توحید کے دلائل قائم فرمائے جس سے انہوں نے توحید کا اقرار کیا پھر ایک دوسرے کو اس پر گواہ بنالیا گیا۔

فائدہ

یہ عہد و میثاق عام روحوں سے لیا گیا جن میں انبیاء اولیاء مومنین کفار منافقین سب ہی تھے سب سے پہلے بلی ہمارے حضور کی روح انور نے کہا حضور سے سن کر تمام نبیوں کی روحوں نے بلی کہا، مومنین نے خوشی سے رب تعالیٰ نے یہاں اقرار لے لیا پھر انبیاء کے ذریعے تمہیں اس اقرار کی خبر دی جائے گی جیسے ماں اپنے بچے کو اس کے لڑکپن کی بھولی ہوئی باتیں سناتی ہے تو بچہ مان لیتا ہے ایسے ہی پیغمبر نے ہم کو ہمارا بھولا ہوا عہد یاد دلایا۔ ماننا چاہیے لہذا تم یہ نہ کہہ سکو گے کہ ہم کو اس کو خبر نہ تھی یہ اقرار منہ بند کرنے کو ہے۔

انتباہ

اس عہد و اقرار کے بعد اب تم یہ نہیں سکتے کہ ہم کفر و شرک میں اس لئے بے قصور ہیں کہ ہمارے باپ دادا مشرک تھے ہم ان کی وجہ سے مشرک ہوئے قصور اس میں ان کا نہ کہ ہمارا۔

فائدہ

اس بیت میں منکرین کے عذر ہائے نامعقول جو قیامت کرینگے فرما رہے ہیں کہ روزِ ازل میں جب عہد کر لیا تھا

اسے تم نے دنیا میں رہ کر پھیلا دیا اور گستاخیاں لیکن اب قیامت میں تمہارا کوئی عذر نہیں جیسا کہ مذکورہ بالا آیات کے مضامین سے ظاہر ہے یا در ہے کہ میثاق تین تھے۔

عوام ابنائے آدم سے عہد لیا گیا اس عہد کا قصہ یوں ہے کہ آدم علیہ السلام جنت سے ہندوستان کو لمبو پہاڑ پر بھیجے گئے اور حضرت حواری میں جدہ میں اتاری گئیں تین سو برس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے نام کی برکت سے توبہ قبول ہوئی پھر ان دونوں کی مقام عرفات پر ملاقات ہوئی۔

ترجمہ ۱۲۵

پھر نعمان پہاڑ پر ان کی پشت سے ان کی ساری اولاد کی روئیں نکالیں اور ان روحوں سے تین طرح کے عہد لئے گئے ایک تو تمام مخلوق سے کہ ”الست بربکم“ یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں سب نے عرض کی ہاں۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكُونُ بَلَاغًا لِلْعَالَمِينَ ۚ (۱۸۷)

اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا۔

عہد انبیاء کرام سے لیا گیا جس کا ذکر آیت میثاق میں ہے اس عہد کا ذکر اس طرح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے گروہ انبیاء کرام سے اس روز ارشاد فرمایا تھا کہ اے گروہ انبیاء جب میں تم کو کتاب عطا فرماؤں تمہیں تمہیں نبوت سے سرفرازی بخشو پھر اسی حال میں جب کہ تمہاری نبوت کا آفتاب خوب چمک رہا ہو اور تمہارا کلمہ پڑھا جا رہا ہو تمہارے نام کے ڈنکے بج رہے ہوں وہ آخری نبی دعائے خلیل، نوید مسیحا، ساری خلقت کا ہادی، عرش و فرش کا بادشاہ، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ دنیا میں جلوہ گر ہو جائے تو تمہارا فرض ہوگا کہ تم مع اپنی اپنی امتوں کے اس محبوب آخر الزمان کے امتی بن جاؤ اس محبوب کے آتے ہی تمہارا دین منسوخ تمہیں ان کا خدمت گار اور معاون بننا ہوگا کہو کیا یہ تمہیں منظور ہے۔ تمام انبیاء نے بخوشی منظور کر لیا اقرار کرنے پر بھی عہد ختم نہ فرمایا گیا اچھا اس پر ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ پھر بھی بات ختم نہ ہوئی فرمایا ہماری شاہی گواہی بھی اس میں شامل ہے ہم بھی تمہارے اس اقرار پر گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس میں کیا راز ہے کہ اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا تو گواہی وغیرہ کی کوئی پابندی نہ ہوئی سب نے فقط لبی یعنی ہاں کہہ دیا بات ختم ہوئی مگر یہاں اقرار بھی کرایا اور گواہی بھی۔ نبی آپ کا زمانہ نہ پائے گا پھر بھی اقرار لیا کہ اگر یہ پیغمبر آجاتے تو ہم ان کے امتی بن جاتے کم از کم ہر نبی کا اس پر ایمان رہے نیز ان کی امتیں اس واقعہ کو سن کر اگر حضور ﷺ کا زمانہ پائیں تو ایمان لائے۔ شب معراج

میں سارے انبیاء نے اس اقرار نامے کو ثابت کر دیا کہ سب نے مقتدی بن کر بیت المقدس کی زمین میں امام الانبیاء کے پیچھے نماز ادا کی

نمازِ اسریٰ میں تھا یہی سرعیاں ہوں معنی اول و آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

میثاقِ عوام کا ایک منظر

تفاسیر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزِ اول حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر اپنا بقدرت پھیر کر ان کی تمام اولاد کی روحوں کو نکالا ان روحوں کو بولنے کی قوت دی گئی ان سے اپنی ربو بیت کا عہد لیا۔ اس عہد پر زمین و آسمان گواہ بنائے گئے عہد یہ تھا کہ خدا کے سوا کوئی رب نہیں ہے کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ میں تمہارے پاس پیغمبر بھیجوں گا تا کہ وہ تم کو عہد اور میثاق یاد دلائیں میں کتابیں بھیجوں گا تو روحوں نے کہا تیرے سوا ہمارا کوئی رب نہیں خدا کی اطاعت کا اقرار کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام ان کے سامنے لائے گئے حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ کوئی ان میں فقیر ہے اور غنی۔ عرض کی یا اللہ تو نے سب کو برابر کیوں نہ بنایا ارشاد ہوا کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ صابر کون ہے اور شاکر کون؟ انبیاء کرام ان لوگوں میں روشن چراغ کی مثل تھے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صفحہ ۴۴، تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۴۲۸)

اس عہد و پیمان میں سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ کی روح مقدس نے رب تعالیٰ کی ربو بیت کا اقرار کیا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱)

انہ ﷺ اول من قال بلی یوم السبت برکم۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰)

حل لغات ۱۲۶

لاجرم، ناچار، بالضرور۔ وخیم، ناگوار، گراں۔ زشت، دشوار۔

ترجمہ

اس ذلیل قول سے اس دن خوف و خطر سے توبہ ظاہر کریں گے۔

شرح

قرآن مجید میں

فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ ۖ فَسُحِّقًا لِّأَصْحَابِ السَّعِيرِ (پارہ ۲۹، سورۃ الملک، آیت ۱۱)

اب اپنے گناہ کا اقرار کیا تو پھٹکار ہو دو زخیوں کو۔

لیکن اس وقت کا اقرار نافع نہ ہو گا امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اعمال نامے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اعمال نامے تین قسم کے ہیں ایک وہ جن کی ہرگز معافی اور بخشش نہ ہوگی وہ شرک ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک گناہ ہرگز نہیں بخشے گا اور گناہوں کی ایک وہ فہرست ہے جس کو اللہ تعالیٰ انصاف کے بغیر نہ چھوڑے گا وہ بندوں کے باہمی مظالم، زیادتیاں اور حق تلفیاں ہیں ان کے بدلہ ضرور دلایا جائے گا اور ایک فہرست گناہوں کی وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اہمیت اور پروا نہیں۔ یہ بندوں کے وہ مظالم اور وہ تفصیلات ہیں جن کا تعلق بس ان سے اور ان کے اللہ سے ہے ان کے بارے میں فیصلہ بس اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے تو سزا دے اور چاہے تو بالکل معاف کر دے۔ (بیہقی)

مخالفین یعنی منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ جسے گستاخ رسول ﷺ سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ پہلی قسم میں داخل ہیں کیونکہ ان کی گستاخیاں انہیں خارج از اسلام بنا گئیں اور وہ اپنی گستاخیوں کو جاننے کے باوجود اور دوسروں کے انتباہ پر تو بہ کر کے نہ مرے تو سیدھے جہنم میں جائیں گے۔

ترجمہ ۱۳۵۴

اپنے جرم و خطا کا اعتراف کرتے ہوئے ذاتِ کبریا کے سامنے معذرت پیش کریں گے۔

شرح

جیسے آیاتِ مذکورہ بالا میں مذکور ہے لیکن صرف گناہوں کے معترف کو معاف کر دیا جائیگا مرتد اور خارج از اسلام کے اعتراف کی معافی ہرگز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے

عن سهل بن سعد قال قال رسول الله ﷺ اني فرطكم على الحوض من مر على شرب ومن شرب لم يظلم ابدا ليردن على اقوام اعرفهم ويعرفونني ثم يحال بيني وبينهم فاقول انهم مني فيقال انك لا تدري ما احد ثوابك فاقول سحفاً سحفاً لمن غير بعدى (متفق عليه مشکوٰۃ کتاب الفتن فی الحوض)

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تمہارے لئے حوض پر خوشی کا باعث ہوں جو شخص مجھ پر گزرا وہ سیراب ہو اور جو سیراب ہو وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا مجھ پر کچھ قویں پیش کی جائیں گی میں ان کو پچھانوں گا اور وہ مجھ کو پچھانیں گے پھر پردہ واقع ہوگا میرے اور ان کے درمیان پس میں کہوں گا بے شک وہ مجھ سے ہیں تو کہا جائے گا آپ کے بعد کیا کیا نئی (بدعات) پیدا کی ہیں پس میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو اس شخص کے لئے جس نے میرے بعد تبدیلی کی۔

ترجمہ ۱۲۶

اللہ ہم ان کی بزرگی سے غافل تھے آفتاب ہمارے سامنے تھا لیکن ہم جاہل رہے۔

شرح

کفار و مشرکین اور جملہ اعدائے دین بالخصوص منکرین کمالاتِ مصطفیٰ جب قیامت میں آپ کا اعزاز و اکرام دیکھیں گے تو وہی کہیں گے جس کی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے بیتِ ہذا میں ترجمانی فرمائی ہے۔

اعزاز سرور کائنات در عرصات علیہ السلام

قیامت میں سب سے بڑھ کر آپ کو شفاعت کا اعزاز عطا ہوگا۔ فقیر اگلے صفحات میں اسے تفصیل سے عرض کرتا ہے۔

تفصیل احادیث شفاعت کبریٰ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ بارگاہِ نبوی میں بھنا ہوگا گوشت لایا گیا جب آپ نے جانور کا اگلا پاؤں اٹھایا اور اس پر سے گوشت لیا تو فرمایا میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں گا کیا جانتے ہو وہ کیسے؟ اللہ تعالیٰ سب اولین و آخرین کو ایک ہموار اور کشادہ میدان میں جمع کرے گا آواز سنانے والا ان کو آواز سنا سکے گا اور ان کو دیکھنے والا دیکھ سکے گا (نہ کانوں پر پردہ ثقل ہوگا اور نہ آنکھوں پر پردہ خفاہی) سورج قریب آجائے گا لوگوں کو اس قدر درد و غم اور کرب و الم لاحق ہوگا کہ اس کے برداشت کرنے سے عاجز آجائیں گے اور ہمت و طاقت جواب دے جائے گی تو وہ ایک دوسرے کو کہیں گے کیا دیکھتے نہیں ہو تم کس حال میں ہو؟ تمہاری تنگی اور پریشانی کس حد تک پہنچ گئی ہے کیا ایسے شخص مکرم و معظم کو تلاش نہیں کرتے جو بارگاہِ قدس میں جا کر تمہارے لئے شفاعت کرے۔

چنانچہ ان میں سے بعض لوگ دوسروں کو مشورہ دیتے ہوئے کہیں گے ایسی ہستی حضرت آدم علیہ السلام کی ہے

اور وہ ہمارے باپ ہیں ان کے پاس چلنا چاہیے پس آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے۔ عرض کریں گے اے باپ ہمارے، اے آدم آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا اور سب چیزوں کے نام آپ کو سکھائے اور آپ کو اپنا صفیٰ کیا۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں اس قابل نہیں مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی کرے گا مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا غم ہے مجھے اپنی جان کا خوف ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے اپنے پدر ثانی نوح کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا وہ خدا کے شاگرد ہیں۔

لوگ نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہو گئے اور عرض کریں گے اے نوح اے نبی اللہ آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں، اللہ نے عبد شکور آپ کا نام رکھا اور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبول فرمائی کہ زمین پر کسی کا فرکانشان نہ رکھا۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس بلا میں ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمارا فیصلہ کر دے۔ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے۔

میں اس قابل نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کریگا مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے تم خلیل الرحمن ابراہیم کے پاس جاؤ کہ اللہ نے انہیں اپنا دوست کیا ہے۔

لوگ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کریں گے اے خلیل الرحمن اے ابراہیم آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں اس کے خلیل ہیں اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ کر دے آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے میں اس قابل نہیں یہ کام میرے کرنے کا نہیں آج مجھے بس اپنی جان کی فکر ہے میرے رب نے آج وہ غضب کیا ہے کہ نہ اس سے پہلے ایسا ہوا نہ اس کے بعد ہوا مجھے اپنی جان کا خدشہ ہے مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے مجھے اپنی جان کا تردد ہے تم

کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ بندہ جسے خدا نے تورات دی اور اس سے کلام فرمایا اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشا اور اپنی رسالت دے کر برگزیدہ کیا۔

لوگ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہونگے اور عرض کریں گے اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی۔ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے آپ دیکھتے نہیں ہم کس صدمہ میں ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ ہوگا مجھے آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی کیا ہے اور نہ کبھی کرے گا مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا خیال ہے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کی روح جو مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مردے جلاتے تھے۔

لوگ مسیح علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف القا فرمایا اور اس کی طرف کی روح ہیں۔ آپ نے گہوارے میں لوگوں سے کلام کیا اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے۔ آپ دیکھتے نہیں ہم کس اندوہ میں ہیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں۔ میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا کبھی کیا نہ کرے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے مجھے اپنی جان کا غم ہے مجھے اپنی جان کی سوچ ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں؟ فرمائیں گے

تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح رکھی ہے اور آج کے دن بے خوف و مطمئن ہے اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ بھلا کسی

سربمہر ظرف میں کوئی متاع ہو اس کے اندر چیز لے مہر اٹھائے مل سکتی ہے۔

لوگ عرض کریں گے نہیں فرمائیں گے

یعنی اسی طرح محمد ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں (تو جب تک وہ فتح باب نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کر سکتا) اور وہ آج یہاں تشریف فرما ہیں تم انہیں کے پاس جاؤ چاہیے کہ وہ تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کریں ﷺ

رحمت دو عالم ﷺ فرماتے ہیں وہ سبھی میری بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد محمودین ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے آپ کے اگلوں اور آپ کے پچھلوں کے ذنوب کے متعلق اعلان مغفرت فرمادیا ہے اور ہر قسم کے مواخذہ سے آپ کو بے خوف و خطر کر دیا ہے ہماری شفاعت فرمادیں ہماری حالت زار آپ کے سامنے ہے اور مصائب و حوادث کا درجہ نہایت تک پہنچنا آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں میں اٹھوں گا اور چل کر بارگاہ ذوالجلال میں حاضری دوں گا عرش کے سامنے زمین نیاز پر سربسجود ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ پر اس وقت اپنے ایسے محامد اور حسن ثناء کا ایسا کشف والہام فرمائے گا جو مجھ سے پہلے کسی پر منکشف نہیں ہوئے تب کہا جائے گا اے محمد و محمود خلق و خالق اپنا سر ناز اٹھائیے تم مانگتے جاؤ ہم دیتے جائیں گے تم شفاعت کرتے جاؤ ہم شفاعت قبول کرتے جائیں گے۔

میں عرض کروں گا اے رب کریم میری امت کو بخش دے میری امت کے لئے رحم و کرم اور عفو و درگزر فرماتو مجھے کہا جائے گا اے محمد ﷺ اپنی امت میں ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ہے جنت کے دروازوں میں سے باب الیمین سے اندر داخل کر دیجئے اور وہ دوسرے سے داخل ہونے کے بھی اسی طرح حقدار ہیں جس طرح دوسرے اہل جنت۔

ازاں بعد سرور انبیا ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے مالک نفس و جان کی قسم کہ جنت کے دروازوں میں سے ہر دروازہ کی دو جانبوں اور ہر دو پٹ کے درمیان اتنی مسافت ہے جتنی کہ مکہ اور بصرہ کے درمیان اور مکہ و بصرہ کے درمیان۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اہل ایمان قیامت کے دن جمع ہوں گے ان کو طلب شفیع کا الہام کیا جائے گا تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کاش ہم کسی کو اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں شفیع بناتے تا کہ وہ میں اس جگہ کے شدائد و تکالیف سے راحت بخشا۔ باقی مضمون وہی ہے جو پہلی روایت میں گزر چکا ہے تا آنکہ فرمایا تب میں اٹھوں گا اور بارگاہ خداوندی میں داخل ہوں گا تو جو نبی میری نگاہ دیدار باری تعالیٰ سے مشرف ہوگی میں سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ مجھے جتنا قدر حالت سجود میں رکھنا چاہے گا رکھے گا پھر فرمایا جائے گا اے محمد ﷺ اپنے سر

کو اٹھائیے جو مانگو عطا کیا جائے گا اور جس کی شفاعت کرو قبول کی جائے گی میں اپنا سر سجدہ سے اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ الہام فرمائے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے قابل شفاعت لوگوں کی ایک حد معین کر دی جائے گی چنانچہ میں ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ تین مرتبہ یہی صورت حال وقوع پذیر ہوگی جب چوتھی مرتبہ بارگاہ ذوالجلال میں حاضر ہو کر سجدہ ریز ہوں گا سر اٹھانے کا حکم ملے گا تو میں عرض کروں گا اب صرف وہی لوگ جہنم میں رہ گئے ہیں جن کو قرآن مجید نے روک رکھا ہے یعنی ان کے کفر و شرک کی وجہ سے ان کے ابدی جہنمی ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شفیع روز جزا ﷺ نے فرمایا (میری شفاعت کی بدولت) عذاب جہنم اور نار دوزخ سے ہر وہ شخص نکال لیا جائے گا جس نے ”لا الہ الا اللہ“ کہا اور اس کے دل میں جو کے برابر خیر تھی پھر نار جہنم سے ان لوگوں کو نکالا جائے گا جنہوں نے ”لا الہ الا اللہ“ کہا اور جن کے دلوں میں باجرہ کے دانے برابر خیر تھی یا ذرہ کے برابر خیر تھی پھر انہیں نکالا جائے گا جنہوں نے ”لا الہ الا اللہ“ کہا اور ان کے دلوں میں گندم کے دانہ کے برابر خیر اور بھلائی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے (حسب وعدہ خداوندی) ایک مستجاب دعا تھی (جس کی عدم قبولیت محال تھی) مگر انہوں نے اس حق کو دنیا میں استعمال کر لیا اور وہ دعا قبول کر لی گئی اور میں نے اپنے حق دعا کو بروز قیامت امت کی شفاعت کے لئے بچا رکھا ہے۔ یہ حدیثیں بخاری و مسلم میں ہیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں سب لوگوں کا امام ہوں گا اور ان کا خطیب اور ان کے لئے شفاعت کرنے والا اور میں یہ اعلان بطور فخر نہیں کر رہا ہوں بلکہ تحدیث نعمت کے لئے اور بیان واقع کے لئے (نیر اپنی امت کو اپنا مقام بیان فرما کر ان کے صحیح عقائد مقصود تھے اور یہ بھی کہ میرے امتی ادھر ادھر نہ دوڑیں بھاگیں اور پریشانی نہ اٹھائیں کیونکہ سب کا امام اور سب کا شفیع میں ہوں لہذا انہیں دوسروں کا منہ دیکھنے کی کیا ضرورت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں کھڑا ہو کر اپنی کے پل صراط پر سے گزرنے کا انتظار کر رہا ہوں گا کہ عیسیٰ علیہ السلام میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے یہ سبھی انبیاء آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں جو آپ سے سوال کرتے ہیں یا یوں فرمایا کہ تمہارے پاس جمع ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو اس میدان سے دوسری جگہ جہاں بھی اُسے منظور ہے منتقل فرما دے کیونکہ یہاں وہ بہت بڑی مشقت اور تکلیف میں ہیں لوگوں کا پسینہ منہ تک آیا ہوا ہے اور مومن کے لئے تو وہ زکام کی مانند ہے مگر کافر پر تو گویا موت کا موجب بن رہا ہے آپ انہیں فرمائیں گے ٹھہریئے حتیٰ کہ میں (بارگاہِ عزت میں حاضری دے کر) واپس تمہارے پاس آؤں۔ نبی کریم ﷺ بارگاہ

قدس میں حاضر ہو کر عرشِ عظمت کے نیچے کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کا اعزاز و اکرام کیا جائے گا کہ اس قسم کے اعزاز و اکرام کے ساتھ کسی کو شرف نہیں کیا جائے گا نہ ملک مقرب کو اور نہ ہی نبی مرسل کو۔

تب اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام پر وحی نازل فرمائے گا کہ محمد ﷺ کے پاس جا کر عرض کرو آپ اپنا سر سجدہ سے اٹھا لیں جو مانگو عطا کیا جائے گا اور جس کی شفاعت کرو قبول کی جائے گی مجھے اپنی امت کا حق شفاعت دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ننانونے کے مقابل ایک کو بذریعہ شفاعت نارِ جہنم سے نکال لو میں بار بار اس کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا رہوں گا اور ہر بار اذنِ شفاعت پاتا رہوں گا (اور اس مخصوص تعداد کو نارِ جہنم سے نکال کر پھر حاضری دوں گا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی عطا سے اس طرح مشرف فرمائے گا کہ اے محمد اپنی امت میں سے ہر شخص کو نارِ جہنم سے نکال لو جس نے ایک دن بھی خلوصِ قلب سے ”لا الہ الا اللہ“ کہا اور اسی پر فوت ہوا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شفاعت محمد ﷺ کی بدولت ایک قوم دوزخ کی آگ سے نکالی جائے گی اور اہل جنت ان کو (ساتھ حالات کے پیش نظر) جہنمی کہیں گے۔ (بخاری شریف)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میری شفاعت امت کے اہل کبار کے لئے ہے۔

حضرت عبداللہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا کہ چاہو تو حق شفاعت لے لو اور چاہو تو آدھی امت کو جنت میں داخل کرالو لیکن میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ وہ عام ہے اور زیادہ کفایت کرنے والی کیا خیال کرتے ہو کہ وہ فقط متقی اہل ایمان کے لئے ہے نہیں بلکہ وہ تمام مذنبین اور آلودگانِ گناہ کے لئے ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے ایک دعا ہے جس کو انہوں نے جلد ہی دنیا میں استعمال کر لیا اور میں نے اپنے حق کو قیامت کے دن میں امت کے مذنبین اور گناہوں میں ملوث لوگوں کی شفاعت کے لئے بچا کر رکھا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن جملہ اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور یہ بات محض بطورِ فخر نہیں کہہ رہا اور میں بروزِ قیامت سے پہلے شفیع ہوں گا اور یہ

اظہار بھی بطور فخر نہیں ہے بلکہ تحدیثِ نعمت اظہار واقعہ اور امت کو اپنے مقام کی نشاندہی فرما کر صحیح عقیدہ کی طرف رہنمائی کے لئے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے لئے ایک دعا کا خصوصی حق تھا جو انہوں نے دنیا میں ہی اپنی امت کے لئے استعمال فرمایا اور میں نے اپنے حق دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے بچا کر رکھا ہوا ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام المرسلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا میں انبیاء کرام کا امام ہوں گا ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلام کرنے والا اور ان کو حق شفاعت دلانے والا اور میں نے یہ اظہار فخر کے لئے نہیں کیا ہے۔

اگرچہ آپ روزِ میثاق سے سید خلق ہیں مگر چونکہ اس سیادتِ مطلقہ کا ظہور قیامت کے دن ہوگا اس لئے فرمایا کہ میں قیامت کے دن سب اولادِ آدم کا سردار ہوں گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”**مالک یوم الدین**“ خالانکہ سبھی ایام کا اور اہل الزمان کا صرف وہی مالک ہے مگر ظہورِ ملک اور ملک کا حق اس دن ہوگا لہذا اس کی طرف نسبت فرمادی۔ نیز اولادِ آدم سے مراد نسلِ انسانی ہے لہذا حضرت آدم علیہ السلام پر بھی افضلیت و سیادت ثابت ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں جب اولاد میں ایسی ہستیاں ہیں جو ان سے افضل ہیں تو سب اولاد پر افضلیت و سیادت سے خود آدم علیہ السلام پر بھی افضلیت و سیادت ثابت ہو جائے گی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوگی مجھے میرا رب تعالیٰ سبز حلیہ زیب تن کرائے گا پھر مجھے اذنِ کلام اور شفاء دیا جائے گا اور میں عرض کروں گا جو بھی اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ ہے مقامِ محمود (جس کا وعدہ کیا گیا ہے)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مقامِ محمود پر کھڑا ہوں گا اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ تمہیں بارگاہِ خداوندی میں اس حال میں لایا جائے گا کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر محتون ہو گے تب میں مقامِ محمود میں کھڑا ہوں گا اور یہی وہ مقام ہے جس میں کھڑے ہو کر میں امت کے لئے شفاعت کروں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ سرورِ اولین و آخرین ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ رب

العالمین ایک ایسے مقام میں کھڑا کرے گا جس میں کسی کو شرفِ قیام نہیں بخشا آپ رو پڑے اور فرمایا اور اس میں میرے بعد بھی کسی کو کھڑا نہیں کرے گا۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے خوب فرمایا

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
یہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم
تیرا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں تیرا محرمِ راز ہے روحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

فائدہ

مزید چند اعزازات ملاحظہ ہوں۔

(۱) ستر ہزار فرشتے کے جھرمٹ میں حضور اکرم ﷺ مزار سے تشریف لائیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۹)

(۲) حضور اکرم ﷺ میدانِ حشر میں براق پر تشریف لے جائیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

(۳) موقف میں حضور اکرم ﷺ کے اسمِ پاک کا اعلان ہوگا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

(۴) موقف میں حضور اکرم ﷺ کو جنت کی پوشاکوں میں سے اعلیٰ پوشاک پہنائی جائے گی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

(۵) قیامت میں اللہ تعالیٰ سے ہر ایک اپنے لئے سوال کرے گا لیکن حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے بہت سی قوم بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، مدارج جلد ۱ صفحہ ۱۴۳)

(۶) حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے بہت سے دوزخ کے مستحق دوزخ میں نہ جائیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

(۷) حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے جنتیوں کے مراتب بلند ہوں گے اور کوئی امتی مومن دوزخ میں نہ رہے گا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

(۸) قیامت میں حضور اکرم ﷺ عرش کے دائیں طرف قیام فرمائے گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، تفسیر عزیزی پارہ

(۲۱۹ صفحہ ۲۰)

(۹) حضور اکرم ﷺ قیامت میں نبیوں کے امام، قائد اور خطیب ہوں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷، تفسیر عزیزی)

یا رہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

(۱۰) قیامت کے دن پہلے پہلے حضور اکرم ﷺ سرسجدے سے اٹھائے گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

(۱۱) اس دن پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کو حضور اکرم ﷺ دیکھیں گے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۷۷)

(P19)

ترجمہ ۱۲۷

اے پروردگار ہم نے ظلم کیا ہم پر رحم فرما ہم نے جہالت سے یہ قول کیا تھا۔

ترجمہ ۱۲۸

ہمارے آنکھوں پر پردے پڑے رہے رحم کرا سے دودو جاہلوں پر رحم کر۔

ترجمہ ۱۴۹

ہمارے نفوس نے ہمیں بلاؤ مصیبت میں ڈالا ہم پر اور ہماری نادانی پر افسوس۔

ترجمہ ۱۴۲

میدانِ حشر میں عذر قبول نہیں ہوں گے اے قاری پڑھنے والے

اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝ (پارہ ۲۹، سورۃ الملک، آیت ۸)

آیہ کا اقتباس ہے حضرت عارف رومی قدس سرہ کے طرز پر عارف بریلوی قدس سرہ بھی اقتباس قرآن وحدیث

کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ تمام مضمون آیات ذیل کا خلاصہ ہے۔ سورہ ملک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَا صُحْبَ السَّعِيرِ ۝ (پارہ ۲۹، سورہ ملک، آیت ۱۱)

جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا ریٹکنا سنیں گے کہ جوش مارتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ شدتِ غضب میں پھٹ جائے

گی جب کبھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا اس کے داروغہ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تھا۔ کہیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈر سنانے والے تشریف لائے پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے۔ اب اپنے گناہ کا اقرار کیا تو پھٹکار دوزخیوں کو۔

ترجمہ ۱۴۳

وہ دن (خدا کی پناہ) سخت ہوگا قدسیوں کے ہوش و حواس اڑ گئے ہوں گے۔

ترجمہ ۱۴۴

واحد قہار غضب میں ہوگا تکلیف میں دن بچوں کو بوڑھا بنا دے گا۔

شرح

یہ سترہویں پارہ سورۃ الحج کی آیات کی طرف اشارہ ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَ مَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ (پارہ ۷، سورۃ الحج، آیت ۲۱)

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بیشک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر گاہنی اپنا گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور نشہ میں نہ ہوں گے مگر ہے یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے۔

فائدہ

اس زلزلہ سے خاص زلزلہ مراد ہے جو قیامت کے قریب آفتاب مغرب سے طلوع ہونے سے متصل واقع ہوگا یہ تمام زلزلوں سے سخت تر ہوگا یا اس سے خاص قیامت کے دن کا زلزلہ مراد ہے یعنی قیامت کی دہشت کا یہ عالم ہے کہ اگر اس وقت حاملہ یا مرضیہ عورتیں تو ان کے حمل گر جاتے اور بچوں کو بھول جاتیں اور اس دن نہ کسی کا حمل ہوگا نہ کوئی بچہ شیر خوار ہوگا کیونکہ قیامت سے چالیس سال پہلے ولادت بند ہو چکی ہوگی۔ اگر قیامت سے پہلے مغرب سے آفتاب نکلنے کے وقت کا زلزلہ مراد ہے تو کسی تاویل کی ضرورت نہیں کیونکہ اس وقت حمل وغیرہ سب ہوں گے۔

انتباہ

ہیبت الہی سے ہوش اُڑ چکے ہوں گے اس سے بھی حضور اور حضور کے خاص غلام محفوظ ہوں گے۔ (ﷺ) جیسا کہ مروی ہے کہ جب قبروں سے روانہ ہوں گے نیکی بدی لکھنے والے فرشتے اس کے اور ان پر گواہ ہوں گے مسلمانوں کو کہیں گے

أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَابْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (پارہ ۲۴، سورہ حم السجدہ، آیت ۳۰)
کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ (رسالہ احوال آخرت، قاضی ثناء اللہ پانی پتی)

حل لغات ۱۴۵

زہرہ، پتہ

شرح

افلا کیوں کے پتے پگھلے ہوئے ہوں گے، خاکیوں کے چہرے اُڑ جائیں گے، کافر اور فاسق بُری صورت پر انہیں کے بعض کی صورت سور کی ہوگی اور بعض کی کتے کی اور بعض کی بندر کی شکل ہوگی اور بعض اندھے اُنھیں گے سودخور آسیب زدہ کی مثل ہوں گے اُنھ نہ سکیں گے اور ظلم سے یتیموں کا مال کھانے والے جب قبروں سے اُنھیں گے آگ کا شعلہ ان کے منہ سے نکلے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا (پارہ ۴، سورہ النساء، آیت ۱۰) تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں۔

دنیا میں تکبر کرنے والے چیونٹیوں کی مثل ہوں گے ہر شخص ان کو پا مال کرے گا اور جو شخص بغیر حاجت سوال کرتا ہے وہ قبر سے اُٹھے گا اس کے منہ پر گوشت نہ ہوگا جس شخص نے مسلمان کے قتل کے بارے میں آدھا کلمہ بھی بولا ہوگا اس کی پیشانی پر خدا کی رحمت سے ناامید لکھا جائے گا جس شخص نے کعبہ معظمہ کی جانب تھوکا ہوگا اس کا تھوک اس کے منہ پر ہوگا جس نے دو عورتیں سے نکاح کیا ہے اور عدل نہیں کیا قیامت کے روز اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔ جو شخص دنیا میں دو زبان ہوگا (یعنی ایک سے کچھ کہا اور دوسرے سے کچھ کہا) اس کو اللہ تعالیٰ دوزبانیں آگ کی دے گا اور جس شخص نے ایک بالشت زمین کسی دوسرے کی دبائی ہوگی حق تعالیٰ سات طبقہ تک زمین کو اس کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالے گا۔ جس کسی نے مال غنیمت میں سے اونٹ یا گھوڑا، بکری یا دوسرا مال خیانت کیا ہوگا اس مال کو اللہ تعالیٰ اس کی گردن پر سوار کرے گا جس نے حاجت سے زیادہ عمارت بنائی ہوگی اس کو حکم ہوگا کہ اس عمارت کو اپنے مونڈوں پر اٹھائے جس شخص نے مال کی

زکوٰۃ ادا نہ کی ہوگی اس کے سونے چاندی کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے داغ دیا جائے گا اگر اس نے بیلوں اور بکریوں کی زکوٰۃ نہ دی ہوگی تو وہ جانور پچاس ہزار تک اس کے سر پر گزرے گے اور اس کو پامال کرے گا، جو شخص حاکم ہوگا خواہ دس آدمیوں کا ہو اس کے ہاتھوں کو باندھ کر یعنی اس کی گردن میں باندھ کر لایا جائے گا اگر اس نے نیکی اور انصاف کیا ہوگا چھٹکارا پائے گا اگر بدی اور ظلم کیا ہوگا تو اس کی گردن میں طوق ڈالا جائے گا۔ جس کسی سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ اس مسئلہ کا جواب جانتا بھی ہے لیکن پوشیدہ رکھتا ہے اس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی جو شخص قرآن شریف میں بغیر علم کے کچھ کہے گا اس کو بھی آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ اسلام و قرآن اور اعمالِ صالحہ شفاعت کریں گے قرآن کے قاریوں کے ثواب میں ان کے ماں باپ کو ہشتی حلے پہنائیں جائیں گے اور تاج سر پر رکھا جائے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے ڈھال بناؤ اور کہو

سبحان الله الحمد لله لا اله الا الله الله اكبر

اللہ تعالیٰ کے لئے پاکی ہے تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اللہ کے سوا کوئی نہیں اللہ تعالیٰ سب سے بزرگ ہے۔

ترجمہ ۱۴۴

میدانِ حشر میں دو طرح کے لوگ ہوں گے سعادت مند اور بد بخت ہر گروہ بہت بڑے کی طرح ہوں گے۔

شرح

یہ پارہ ۱۲ سورہ ہود کی آیت ۱۰۵ کی طرف اشارہ ہے

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ

جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا تو ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب۔

خوش بخت اور بد بخت

حدیث شریف میں ہے جس وقت لوگ قبروں سے اٹھیں گے ان کے عمل صورتِ انسانی پر ہوں گے اور ان سے ملاقات کریں گے مسلمانوں کے عمل اچھے اور خوشتر صورت میں ہوں گے مومن کا عمل اس سے کہے گا تو مجھے پہچانتا ہے وہ کہے گا میں نہیں پہچانتا مگر تجھ کو اللہ تعالیٰ نے بہت اچھی صورت عطا کی ہے وہ کہے گا اسی طرح تو دنیا میں تھا میں تیرا عمل صالح ہوں دنیا میں میں نے تیری پشت پر بہت سواری کی ہے اب تو مجھ پر سوار ہو جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا ۝ (پارہ ۱۶، سورہ مریم، آیت ۸۵)

جس دن ہم پر ہیز گاروں کو رحمن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر۔

یہ آیت کنایہ ہے اور عمل کا فرکادترین صورت میں اس سے ملاقات کرے گا اور کہے گا تو مجھے پہچانتا ہے وہ کہے گا میں نہیں پہچانتا لیکن حق تعالیٰ نے تیری کیسی بری صورت بنائی ہے اور تجھ سے کیسی بری بدبو آتی ہے اس کا عمل کہے گا اس طرح تو دنیا میں تھا میں تیرا رُ عمل ہوں تو نے مجھ پر بہت سواری کی ہے اب میں تجھ پر سواری کروں گا۔

وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُورِهِمْ ۖ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۳۱)

اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر لا دے ہوئے ہیں۔

ترجمہ ۱۴۷

ربِّ سلم ”اے اللہ بچا“ کی التجا انبیاء کرام علیہم السلام کریں گے، نفسی نفسی کا شور اولیاء کرام کی زبانوں پر ہوگا۔

شرح

اس آیات میں میدانِ حشر کا نقشہ کھینچا گیا ہے جس کا مختصر بیان احادیث شفاعت میں گزرا ہے۔

اشعار مشنوی امام احمد رضا

(۱۴۸) ہر لب آمد نام آن روز سیاہ موی برتن خاستم یارب پناہ

(۱۴۹) اعترافِ حیرم و توبہ اے ارب در چنیں روزِ سیہ ناید عجیب

(۱۵۰) کیں جھولاں راز طعن و دور باد ہم بدنیا لیک در موزہ قتاد

(۱۵۱) شان بیک جائے زمان گیرد دار ہمچو پائے سوختہ نامد قرار

(۱۵۲) تاج مثلیت گھی بر سر نہند گہ خطاب خاتمیت می دهند

(۱۵۳) گاہ بالذات ست آن ختم اے ہمام گاہ بالعرض آمد و تخیل خام

(۱۵۴) نونیازان کتابِ اضطراب این چنیں کردند صدها انقلاب

(۱۵۵) اندرین قن ہر کہ اوستادی بود کے بچندیں قلبہا قانع شود

(۱۵۶) میرسد ازوے بھر قرضی نبے شقۃ معزولی از پیغمبرے

(۱۵۷) کہ قناعت کن گذشتہ از طمع برہدایت حسب عزم قن

(۱۵۸) از نبوت و نزول جبرئیل قصد ما بود مست ارشاد السبیل

- (۱۵۹) معنی شمس است برگ نسترن
 موج عمان شرح نسرین و سمن
- (۱۶۰) آہوئے چین ست مقصود از سما
 مرجبا تاویل اطہر مرجبا
- (۱۶۱) الغرض سیماب و ش در اضطراب
 صدتپیدن کردہ این قوم عجاب
- (۱۶۲) چند در کوئے جبل بشتافتند
 لیک راہ مخلصی کم یافتند
- (۱۶۳) من قدائے علم آن یکتا شوم
 جبذا دانائے رازِ مکتم
- (۱۶۴) جبذا سروعیان دانائے من
 جبذا رب من و مولائے من
- (۱۶۵) کردایمائی بریں فتنہ گری
 قرنہا پیش از جودش در نیی
- (۱۶۶) احمد ابنگر کہ ایناں چون زوند
 بہر تو امثال از کفر نژند
- (۱۶۷) اوقتادند از ضلالت در چہے
 پیے نبردند از عمی سوئے رہیے
- (۱۶۸) تابکے گوئی دلا زاین و آن
 بددعا کن اختتام این بیان
- (۱۶۹) نالہ کن بہر دفع این قساد
 از تہ دل دو نہ خطر القناد
- (۱۷۰) اے خدا اے مہربان مولائے من
 اے انیس خلوتِ شبہائے من
- (۱۷۱) اے کریم کار سازِ بے نیاز
 دائم الا حسان شہ بندہ نواز
- (۱۷۲) اے بیادت نالہ مرغِ سحر
 اے کہ ذکر ت مرہم زخمِ جگر
- (۱۷۳) اے کہ نامت راحت جان و دلم
 اے کہ فضل تو کفیلِ مشکلم
- (۱۷۴) ہر دو عالم بندۂ اکرام تو
 صد چو جان من قداے نام تو
- (۱۷۵) ما خطا آریم و تو بخشش کنی
 نعرہ انی غفور میزنی

ترجمہ ۱۴۸

اس روزِ سیاہ کا نام جب میری زبان پر آیا (اے رب تیری پناہ) تو میرے بدن کے بال کھڑے ہو گئے (خوف کی وجہ سے)

(سے)

شرح

روزِ قیامت کی سختی سے ہر بندہ خدا خوفزدہ ہے کیونکہ اسی دن میں دیگر ہولناکیوں سے قطع نظر دوزخ کا یہ حال

ہوگا کہ جب آدمی محشر میں جمع ہوں گے تو دوزخ کو لایا جائے گا اور اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر باگ پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہوں گے جس وقت دوزخ لوگوں سے سو سال کے فاصلے پر ہوگی جنبش میں آئے گی اور ایک قسم کا حملہ کرے گی کہ انبیاء اور اولیاء اس کے خوف سے اپنے گھٹنوں پر گر پڑیں گے اور نفسی نفسی پکاریں گے اور رسول اللہ امتی امتی پکاریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا

اولیاء من امتک ”لَا خَوْفٌ عَلَیْہُمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُونَ“

تیری امت سے میرے دوست نہ خوف ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اے محمد ﷺ تیری امت کے بارے میں میں تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا اس دن سورج ایک میل کے قریب نزدیک ہوگا اس کی گرمی زیادہ کی جائے گی آدمی بقدر اپنے گناہوں کے پسینہ میں غرق ہوں گے بعض ٹخنوں تک اور بعض زانو تک اور بعض کمر تک اور بعض منہ تک۔ علماء نے فرمایا ہے کہ یہ اس دن کے خوارق سے ہے کہ برابر کی زمین میں متفاوت پسینہ میں غرق ہوں گے۔ اس دن اعمال صالح، دوام ذکر، حاکموں کے انصاف کرنے اور کمزوروں پر رحم کرنے والے اور خدا سے ڈرنے والے اور قرآن سیکھنے کے ساتھ محبت رکھنے اور حسن اخلاق اور صلہ رحمی کرنے کا سایہ ہوگا یعنی ایسے لوگ عرش کے سایہ میں ہوں گے جو لوگ محض اللہ کے لئے بغیر واسطہ رشتہ داری کے آپس میں دوستی کرتے ہیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی دوستی کی طرف رغبت دلاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتے ہیں اس روز اللہ تعالیٰ ان کو نور کے منبروں پر بٹھائے گا کہ انبیاء و شہداء ان پر غبط کریں گے جو لوگ دینی علم لوگوں کے سکھاتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ سونے کے منبروں پر جو چاندی کے قبول کے نیچے اور موتی اور یاقوت سے جڑو ہوں گے بٹھائے گا۔ ان قبوں کی پوشش ریشمی کپڑوں سے ہوگی جب اس دن آدمی عرصات قیامت پسینہ میں غرق اور قید ہوں گے اور بوجہ طول انتظار آرزو کریں گے کہ اس مقام سے رہائی پائیں۔ اگرچہ دوزخ میں ہی جائیں اس وقت شفیع طلب کریں گے اول آدم علیہ السلام اس کے بعد نوح علیہ السلام اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام سے سفارش چاہیں گے کوئی پیغمبران کی سفارش نہیں کرے گا پھر سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے آنحضرت ﷺ شفاعت کے لئے اٹھیں گے اور عرش کے پاس آکر سر بسجود ہوں گے اس وقت فرشتہ آئے گا اور کہے گا اے محمد ﷺ آپ کیا چاہتے ہیں رسول اللہ ﷺ عرض کریں گے یا رب تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا۔ مضمون شفاعت کے بیان میں دیکھئے۔

اریب، عقلمند۔

ترجمہ

اے عقلمند ایسے روزیہ میں تو بہ اور اعترافِ جرم اچھا نہیں آئے گا یعنی قبول نہیں ہوگا۔

شرح

حدیث شریف میں ہے قیامت میں تین پیشیاں ہونگی اول کفار اپنے کفر سے انکار کریں گے، دوم اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام پر کفار کے عذاب کرنے کا عذر ظاہر کرے گا اور ان کے رو پر حجت قائم کرے گا، سوم ہر ایک کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں آجائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام کے نامہ اعمال عرش کے نیچے ہوں گے اللہ تعالیٰ ایک ہوا چلائے گا جس کی وجہ سے ہر ایک کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں اُڑ کر آجائے گا مومنوں کے داہنے ہاتھ میں اور کافروں کے بائیں ہاتھ میں اس کے پس پشت سے اول ورق پر یہ لکھا ہوگا

إِقْرَأْ كِتَابَكَ اَكْفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ ﴿پاراہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۱۲﴾

فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔

حدیث شریف میں ہے اس شخص کے لئے خوشی ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں استغفار بہت ہو اور انسان کے اعضاء اس کے اعمال پر گواہی دیں گے اور جس مکان اور زمان میں اچھایا بُرا عمل کیا ہے وہ اس پر گواہی دیں گے۔ اس وقت آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخ کے لئے جدا کر آدم علیہ السلام دریافت کریں گے یا الہی کس حساب سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہزار میں سے ایک بہشت کے لئے اور نو سو ننانوے دوزخ کے لئے۔ اللہ تعالیٰ میزان قائم کرے گا تاکہ اللہ تعالیٰ نیکی اور بدی کو تولے۔ میزان کی زبان ہوگی اور اس کے دو پلڑے ہوں گے اور وہ اتنے بڑے ہوں گے اگر اس میں زمین و آسمان کو تولا جائے تو حل سکتے ہیں اور صاحب میزان جبرئیل علیہ السلام ہوں گے کافروں کے عمل کا وزن نہ ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ان لوگوں کا کیا اکارت گیا۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزِ قیامت ایک شخص موٹے تازے کولا یا جائے گا اور اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا اور آپ نے بطور استشہاد یہ آیت پڑھی

قَلَّا نَقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزْنًا ﴿پاراہ ۶، سورۃ الکہف، آیت ۱۰۵﴾

تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے۔

ایک دوسری حدیث میں وارد ہے کہ کفار کی نیکیوں کی جزا دنیا میں دے دی جاتی ہے آخرت میں کوئی نیکی باقی نہ رہے گی اور مومنوں کی نیکیاں ایک پلڑے میں رکھی جائیں گی اور بدیاں ایک پلڑے میں۔ اگر ان کی برائیاں ہوں گی زیادہ تو اللہ تعالیٰ اگر چاہے بخشے اگر چاہے عذاب کرے اگر ان کی بدیوں سے ایک نیکی بھی زیادہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس نیکی کو بڑھائے گا اور اس کو بہشت میں داخل کرے گا۔

بزار اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بنی آدم کے اعمال تولے جائیں گے اگر اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا تو فرشتہ ندا کرے گا جس کو تمام خلقت سنے گی یہ شخص نیک بخت ہو اور ہرگز بد بخت نہ ہوگا اور اگر اس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا تو فرشتہ ندا کرے گا یہ شخص بد بخت ہو اور ہرگز نیک بخت نہ ہوگا۔

کروں جاہلوں سے طعن اور دوری بھلی یہ بظاہر دنیا میں ہیں درحقیقت جہنم کے قیدی ہیں

ترجمہ ۱۵۱

زمانہ گیر و دار (پکڑ دھکڑ) میں وہ سب ایک جگہ پر ہوں گے پاؤں جلے کی طرح انہیں قرار نہیں آئے گا اور یہ سزا یافتہ لوگوں کا حال ہوگا لیکن اعمال صالحہ نصیب ہیں تو پھر رات ہی راحت۔

چند نمونے ملاحظہ ہوں احادیث میں آیا ہے ”سبحان اللہ“ نصف میزان ہے اور ”الحمد للہ“ میزان کی پوری ہے اور ”لا الہ الا اللہ“ تمام خلایق سے پلڑے کو بھاری کرنے والا یہ اسی طرح اللہ اکبر ہے اسی طرح جس شخص کا لڑکا صالح مرے اور وہ صبر کرے، نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجے دیگر نیکیاں بھی میزان کے بھاری ہونے کا موجب ہیں اور ذہبی نے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ علماء کی سیاہی کو خون شہیدوں کے ساتھ کیا جائے گا اور علماء کی سیاہی شہیدوں کے خون سے افضل ہوگی۔

حماد اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ ہر ایک شخص کی نیکیاں روز قیامت ترازوں میں کم ہوں گی اچانک بادلوں کی مثل نیکیاں اس کے ترازو کے پلڑے میں آجائیں گی کہا جائے گا کہ یہ وہ نیکیاں ہیں کہ اس نے لوگوں کو علم پڑھایا ہے اور وہ علم سے جاری رہا ہے۔

ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس شخص کو پیٹ اور شرمگاہ کی زیادہ رغبت ہوگی اس کی ترازو ناقص

ہوگی جب لوگ محشر میں جمع ہوں گے کفار مومنوں سے جدا ہوں گے اور دوزخ محشر کو محیط ہوگی ایک گردن دوزخ سے نکلے گی دوزخ کے موکل فرشتے اس کو کھینچیں گے وہ کہے گی پروردگار عزت کی قسم مجھے میرے جوڑے کے ساتھ چھوڑ دو کہیں گے تیرے جوڑے کون ہیں وہ کہے گی ہر تکبر کرنے والا اور جبر کرنے والا اور نافرمان میرا ہے تو وہ گردن ان کو چنے گی جیسے جانور چنتا ہے اور اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے پھر اسی طرح کہے گی کہ تم مجھے میرے جوڑے کے ساتھ چھوڑ دو کہیں گے تیرے جوڑے کون ہیں۔

مگر ہر بڑا بے وفانا شکرا **كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٌ ۝ (پارہ ۲۱، سورہ لقمن، آیت ۳۲)**

ان کو چنے گی اور پیٹ میں ڈالے گی پھر تیسری دفعہ اسی طرح کہے گی چھوڑو تم مجھ کو میرے جوڑوں کے ساتھ وہ کہیں گے تیرے جوڑے کون ہیں کہے گی

یعنی ہر شیخی مارنے والا فخر کرنے والا **کل مختال فخور**

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک گردن آگ سے نکلے گی کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی اور زبان فصیح۔ وہ کہے گی مجھے حکم کیا گیا ہے اس شخص کے لئے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود ٹھہرایا ہے ہر جبار اور دشمنی کرنے والے کے لئے ہے اس کے لئے جس نے کسی نفس کو ناحق قتل کیا ہے تو ان لوگوں کو دوسرے آدمیوں سے پانچ سو سال پہلے چنے گی۔ ابن مرجان نے ارشاد میں کہا کہ جب آدم علیہ السلام کو آدمیوں کو دوزخ میں بھیجنے کا حکم ہوگا تو دوزخی سات قسم کے ہوں گے دو قسم کے لئے گردن دوزخ سے نکلے گی اور ان کو چنے گی جیسے کبوتر دانہ چگتا ہے۔ اول وہ لوگ ہوں گے جو خدا کے ساتھ ازراہ تکبر و انکار کفر کرنے والے ہیں، دوم وہ قسم ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کافر ہیں ازراہ جہل و غفلت کے۔ اس کے بعد کہا جائے گا کہ جس کسی نے دوسرے خدا کے ساتھ پرستش کی ہے وہ اپنے معبود کے ساتھ جہنم میں جائے۔ سورج کو پوجنے والے سورج کے ساتھ اور آگ کو پوجنے والے آگ کے ساتھ اور بتوں کو پوجنے والے بتوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔ مزید تفصیل رسالہ احوال الآخرة قاضی ثناء اللہ پانی پتی میں دیکھئے۔

ترجمہ ۱۵۲

کبھی مثلیت کا تاج اپنے سر پر رکھتے تھے کبھی خاتمیت کا خطاب دیتے تھے۔

شرح

دنیا میں بد مذہبوں نے کبھی تو یہ دعویٰ کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مثل ہیں اور کبھی یہ دعویٰ کہ حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین جیسے اور بھی خاتم ہیں ان ہر دو مسئلوں کی تفصیل گزری ہے۔

حل لغات ۱۵۲

ہام (بالضم) متہر قوم و مرد بزرگ۔

ترجمہ

اے بزرگ یہ کبھی تو ختم نبوت کو بالذات بتاتے ہیں کبھی اسے بالغرض و خام خیالی سے کچھ کا کچھ کہتے ہیں۔

شرح

اس بیت میں نانوٹوی کی ایک غلط تحقیق کی نشاندہی فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے تحذیر الناس میں نبوت کی دو قسمیں بنا لیں نبوت ذاتی اور نبوت عرضی۔ اسے یہ تقسیم حدیث ”آدم کا و بکم الخ“ کی وجہ سے کرنی پڑی حالانکہ اس کا اصلی حل یہ تھا کہ اس حدیث کو مدلل قرار دے کر ساقط الاعتبار کر دیا جاتا یا محدثین اس کی ایسی تاویل کی جاتی اس طرح سے کسی خرابیوں کا انسداد ہو جاتا جیسا کہ محققین محدثین نے کیا ہے لیکن مصنف تحذیر الناس نے ایک نیا راستہ نکالا۔ اثر مذکور کے بجائے آیت کریمہ ”وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ“ کی تاویلات فاسدہ کا تختہ مشق بنالیا۔ وصف نبوت کو ”بالذات“ اور ”بالعرض“ کی طرف تقسیم کیا۔

آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوائے آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں۔ (تحذیر الناس صفحہ ۴)

اور آیت کریمہ ”وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ“ کے معنی بیان کرتے ہوئے صاف کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں عوام کا خیال ہے بنائے خاتمیت تاخر زمانی کے بجائے نبوت بالذات کو قرار دیا۔

تردید از علمائے اہل سنت

یاد رہے کہ نبوت کی بالذات اور بالعرض کی تقسیم شرعاً باطل ہے اسی لئے وصف نبوت بالذات کو بنائے خاتمیت قرار دینا بدابہت باطل ہے جیسا کہ نانوٹوی نے کیا ہے۔

اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ وصف ذاتی اور اسلی وصف عرض اور غیر اسلی سے افضل ہوتا ہے لہذا ذاتی نبوت عرضی

نبوت سے افضل قرار پائے گی جیسا کہ خود صاحب تحذیر الناس نے تسلیم کیا ہے اس تقدیر پر نفس نبوت میں تفصیل کا قول کرنا پڑے گا جو قرآن وحدیث اور علمائے امت کے مسلک کے منافی ہے دیکھئے قرآن کریم میں ہے

لَا تُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِۦ ۚ (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۸۵)

یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔

اس آیت کریمہ میں عدم تفریق من حیثیت النبوة والرسالة ہے۔

حوالہ جات در تردید نانوتوی

روح المعانی میں ہے

لان المعتبر عدم التفريق من حيث الرسالة دون سائر الحیثیات

اس لئے کہ ”من حیث الرسالة“ عدم تفریق معتبر ہے نہ کہ دوسری دیگر حیثیات

امام قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح بخاری جلد ۷ صفحہ ۳۱۵ میں لکھا کہ

ما ينبغي لا حدان يقول خيرا من ابن متى اى فى نفس النبوة اذا الفاضل فيما نعم بعض النبيين من

بعض كما هو مقرر

کسی کو لائق نہیں کہ کہے میں ابن متى سے بہتر ہوں یعنی نفس نبوت میں اس لئے کہ جو بعض انبیاء دوسرے انبیاء سے نعمتوں سے نوازے گئے لیکن نفس نبوت میں کوئی افضلیت نہیں۔

حاشیہ بخاری حدیث

ولا اقول ان احدا افضل خیر من یونس بن متى

قوله لا اقول ان احدا افضل من یونس متى من تلقائى نفسى ولا افضل عليه احدا من حيث

النبوة. (حاشیہ بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۸۵)

اور کوئی میرے متعلق نہ کہے کہ میں کہتا ہوں کہ کوئی یونس بن متى سے افضل ہوں اس قول کی شرح یہ ہے کہ یہ میں از خود نہیں کہتا اور نہ ہی من حیث النبوة ان پر کسی کو فضیلت دیتا ہوں۔

اسی حاشیہ بخاری صفحہ ۴۱۴ میں ہے

قوله ولا يخير ونى على موسى وقيل النهى عن التفصيل انما هو فى حق النبوة نفسها لقوله تعالى

”لَا تُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ ا“ لا فی ذوات الانبیاء و عموم رسالتهم بقوله تعالى ”تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض“

اور مجھے موسیٰ علیہ السلام پر برگزیدہ نہ بناؤ بعض نے کہا کہ نبی فضیلت دینے کی اس وجہ سے ہے کہ من حیث النبوة سب برابر ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اس میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ہاں ذوات انبیاء اور عموم رسالت میں تفصیل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ رسل جنہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔

قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورة الصف جلد ۷ صفحہ ۳۱۵ میں ہے

ونفس النبوة اذ لا تفاضل فیہا اذ کلہم فیہا علی حد سواء کما مر

اور نفس نبوت میں ان کو آپس میں فضیلت نہیں اس لئے کہ نبوت میں تمام برابر ہیں۔

ایسے ہی تمام شارحین احادیث اور مفسرین قرآن اور مفتیان فقہ نے لکھا ہے طوالت کی ضرورت نہیں۔ مزید چند

حوالے تقاسیر ملاحظہ ہوں

تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۶۹۵ میں ہے

بل معنی الایة ”لَا تُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ ا“ و بین احد من غیرہ فی النبوة

بلکہ آیت کا معنی یہ ہے کہ ہم نبوت میں کسی ایک کا دوسرے سے فرق نہیں کرتے۔

ابو السعود بہامش الکبیر جلد ۲ صفحہ ۵۷۳ میں ہے

”لَا تُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ ا“ لان المعتبر عدم التفريق من حیث الرسالة دون سائر الحیثیات

الخاصہ

ہم ان کے کسی کو دوسرے سے فرق نہیں کرتے کیونکہ من حیث الرسالة عدم تفریق معتبر ہے نہ کہ دوسری خاص حیثیات سے۔

خلاصہ

ان مفسرین کرام اور محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات کی روشنی میں آیہ کریمہ کا مفہوم صاف طور پر واضح

ہو گیا کہ نبوت اور رسالت میں ذاتی اور عرضی کی تفریق اور اس بناء پر ادعائے تفضیل قطعاً باطل ہے۔

حدیث شریف سے استدلال

بلکہ حدیث شریف سے بھی ثابت ہے کہ نفس نبوت میں تفصیل ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے
لا تخیر وئی علی موسیٰ الحدیث (مرفوع عن ابی ہریرہ بخاری جلد اول جز ۹ باب الخصومات)
 مجھے موسیٰ علیہ السلام سے برگزیدہ نہ کہو۔

الخامس أنه نهى عن التفضيل في نفس النبوة لا في ذوات الأنبياء عليهم السلام وعموم رسالتهم
 وزيادة خصائصهم وقد قال تعالى تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض (یعنی جلد ۶ صفحہ ۶۸)
 پانچوں بحث یہ ہے کہ نفس نبوت میں کوئی تفاضل نہیں ہاں ان کی ذوات اور عموم رسالت اور دوسرے زائد خصائص کی وجہ
 سے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **”تلك الرسل الخ“** رسل ہیں جنہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔
 اس حدیث کے تحت حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں

وقيل النهى عن التفضيل إنما هو في حق النبوة نفسها كقوله تعالى لا نفرق بين أحد من رسله ولم
 ينه عن تفضيل بعض الذوات على بعض لقوله تلك الرسل فضلنا بعضهم على (عقل الباری)
 جلد ۶ صفحہ ۶۴ طبع مصر

بعض نے کہا کہ تفصیل کی نہی بحق نبوت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **”لَا نَفَرُقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ“** بعض ذوات کو بعض
 پر تفصیل کی نہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **”تلك الرسل الخ“**

فیصلہ حق

اس تحقیق سے واضح ہوا کہ حضور اکرم ﷺ سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نفس نبوت میں کسی ایک کو
 دوسرے پر فضیلت نہیں ہاں ان کے بعض قبائل و خصائص کی وجہ سے ایک دوسرے سے فضیلت حاصل ہے اور خود
 ہمارے نبی ﷺ علی الاطلاق جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام سے افضل ہیں۔ (تفصیل دیکھئے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی
 تصنیف تجلی الیقین)

سوال

ہم (دیوبندی) اور تم (اہل سنت بریلوی) متفق ہیں کہ کسی کو کوئی کمال رسول اللہ ﷺ کے واسطے کے بغیر نہیں ملا اور
 نبوت بھی کمال ہے وہ حضور اکرم ﷺ کے بغیر کسی کو مل سکتا ہے۔ ہر نبی کو وصف نبوت حضور ﷺ کے واسطے سے نصیب ہوا
 تو اس معنی پر آپ کی نبوت بالذات اور دوسروں کی بالعرض ہوئی۔ (الفرقان، دلی ملخصاً)

جواب

یہ مولوی قاسم نانوتوی کے کفر کو ہلکا کرنے کا منظورِ سنبھلی نے حیلہ نکالا ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق کو حق

مان

بے واسطے ان کے خدا کچھ عطا کرے حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

ورنہ عام دیوبندی عموماً اور منظورِ سنبھلی میدان میں خصوصاً مذکورہ بالا شعر تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں گے آزما کر دیکھئے۔ اگر مانتے ہیں تو عین مراد لیکن اس سے مولوی قاسم نانوتوی کا عقیدہ بتاتا ہے کہ نبوت کی دو قسم ہیں بالذات و بالعرض۔ اس کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ وہ **تحذیر الناس** صفحہ ۳ میں لکھتا ہے کہ

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات سے مکتب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے معلوم ہے کسی غیر سے مکتب اور مستعار نہیں ہوتا۔ پھر آگے چل کر لکھا کہ

الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔

ان دونوں عبارتوں کو ملا کر نتیجہ نکالنے کے نانوتوی کے نزدیک ذاتی وصف سے وہ وصف مراد ہے جس پر وصف عرضی کا قصہ ختم ہو جائے جیسا کہ انہوں نے خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی یہی وجہ بیان کی ہے۔

لیکن امت مسلمہ کے نزدیک حصول کمال میں حضور ﷺ کے واسطہ ہونے سے یہ مراد نہیں کیونکہ حضور ﷺ واسطہ ہیں۔ نانوتوی صاحب بھی اس کے قائل ہیں چنانچہ انہوں نے تحذیر الناس میں ارقام فرمایا

اور یہ بات اس بات کو تسلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو اور مومنین میں بالعرض۔ (**تحذیر الناس**)

(صفحہ ۱۲)

مگر آج تک کسی نے نہیں کہا کہ معاذ اللہ ایمان، علم، عمل، ایقان، ہدایت و تقویٰ کا سلسلہ حضور اکرم ﷺ پر ختم ہو گیا اور حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی مومن نہیں ہوا نہ صالح نہ متقی نہ مہتد العیاذ باللہ۔ بلکہ یہ سب اوصاف و کمالات اب بھی جاری ہیں اور آئندہ بھی جاری رہیں گے اور نبوت کے جاری نہ ہونے کی وجہ آج تک کسی نے بیان نہیں کی کہ حضور ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام میں اس وصف کے عرضی ہونے کی وجہ سے موصوف بالعرض کا سلسلہ موصوف

بالذات پر ختم ہو گیا بلکہ محض اس لئے کہ آیہ کریمہ

وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۰)

ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

اور اسی حدیث متواترۃ المعنی حضور کے آخری انبیئین ہونے پر دلالت قطعہ کے ساتھ دال ہیں ورنہ اگر وصف ذاتی کی بناء پر امت مسلمہ حضور ﷺ کی ذات مقدسہ پر سلسلہ نبوت ختم ہونے کی قائل ہوتی تو اسے بقیہ تمام اوصاف کو بھی اسی اتصاف ذاتی کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ پر ختم کرنا پڑتا یعنی اس امر کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا کہ نبوت کے ساتھ ایمان و ایقان، عمل و ہدایت و تقویٰ وغیرہ تمام اوصاف حسنہ بلکہ سب کمالات حضور ﷺ پر ختم ہو گئے۔ اب حضور ﷺ کے بعد معاذ اللہ نہ کوئی مومن ہے نہ متقی نہ صالح نہ عالم کیونکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو گیا مگر ایسی بات کا تسلیم کرنا تو درکنار اس کا تصور بھی اسلامی ذہن کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ امت مسلمہ کے مسلک کے مطابق حضور اکرم ﷺ کا واسطہ کمال نبوت ہونا اور صاحب تحذیر الناس کے قول کے مطابق حضور کا کمال نبوت سے متصف بالذات ہونا ایک بات نہیں دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نانوتوی صاحب کے قول پر نفس کمال نبوت میں تفضل کا قول کرنا پڑتا ہے جس کا بطلان ہم ابھی کتاب و سنت اور اقوال مفسرین و محدثین سے بیان کر چکے ہیں اور امت مسلمہ کے مسلک کی روشنی میں حضور اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس کی حقانیت آیہ کریمہ

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ (پارہ ۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۳)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

فائدہ

البتہ اس مقام پر دیوبندیوں کو سوچنا پڑے گا کہ موصوف بالذات پر موصوف بالعرض کے سلسلہ کو ختم کر کے تاخر زمانی کے لزوم کا قول کیسے قبیح نتائج پر منتج ہوتا ہے اس قول کی بناء پر سد باب نبوت ہی کے لزوم پر بات ختم نہیں ہوتی بلکہ ایمان و ایقان، علم و عمل، ہدایت و تقویٰ غرض ہر خوبی اور ہر کمال کا دروازہ بند ہونا لازم آتا ہے اور نبی کریم ﷺ کے بعد جس طرح کسی نبی کے آنے کے استحالة کا لزوم مانا گیا ہے اسی طرح مومن صالح متقی مہتد کے وجود کو بھی حضور اکرم ﷺ

کے بعد محال ماننا پڑتا ہے کیونکہ تحذیر الناس کا بنیادی نکتہ ہی یہ ہے کہ موصوف بالذات کے لئے زمانی لازم ہے۔

ترجمہ ۱۵۴

کتاب اضطراب کی یہ نئی باتیں بنانے والے اس طرح کے بے شمار انقلاب پیا کئے ہیں۔

شرح

وہابیوں دیوبندیوں کی بدعات کی تعداد و تشریح امام احمد رضا قدس سرہ کی تصانیف ”الکوبۃ الشہابیہ“ اور اشعار کی صورت میں رسالہ الاستمداد مع شرح سیدی مرشدی مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی تصانیف کا مطالعہ فرمائیے۔

ترجمہ ۱۵۵

اس فن کا جو کار گیر ہوتا ہے وہ اتنے قلوب پر کیسے قانع ہو سکتا ہے۔

شرح

خود کو کچھ کا کچھ سمجھنے والا اپنے اجتہاد کے بل بوتے پر دوسرے بہت بڑے بزرگوں کے آراء سے اُسے اتفاق کیسے ہو سکتا ہے وہ جو کچھ مارے گا اپنی مارے گا۔

حل لغات ۱۵۶

شقہ (عربی) شاہی خط، رقعہ۔ معزولی، موٹوفی، برطرفی۔

ہر فرضی نبی سے اسے پیغمبری سے معزولی کا رقعہ پہنچے گا۔

شرح

حضور نبی پاک ﷺ کی نبوت کے بعد نبوت ختم نہ ماننے پر کئی لوگ جھوٹے دعویٰ کریں گے تو ہر ایک دوسرے کی نبوت کی معزولی کا پیغام بھیجے گا کہ وہ نبوت سے معزول ہو گیا اب میں ہی نبی ہوں یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے میں نت نئے نبی بنتے ہیں اور یہ بھی نبی پاک ﷺ کا علم غیب ہے کہ آپ نے تمیں دجالوں کی خبر دی جو نبوت کے مدعی ہوں گے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے تمیں دجال نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ ستائیس آدمی نبوت کا دعویٰ کریں گے اور طبرانی کی روایت میں یہ ہے کہ ستر کذاب ہوں گے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین

صفحہ ۸۲۳)

ان روایتوں میں تطبیق کی ایک صورت تو یہ ہے کہ ستر کی تعداد میں ستائیس اور تیس دونوں داخل ہیں اس لئے کسی

روایت میں ستائیس کا ذکر آیا اور کسی میں تیس آیا اور کسی روایت میں پورے ستر کی تعداد مذکور ہوگئی۔

دوسری صورت تطبیق کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کل کذابوں کی تعداد تو ستر ہوگی ان میں سے ستائیس یا تیس تو نبوت کا دعویٰ کریں گے باقی امامت یا مہدی وغیرہ ہونے کا دعویٰ کریں گے اور تطبیق کی تیسری صورت یہ بھی ہے کہ ان گنتیوں کو تعداد تحدید کے لئے نہ مانا جائے بلکہ ان گنتیوں کو تکثیر اور بیان کثرت کے لئے مانا جائے یعنی حضور اکرم ﷺ کی ان گنتیوں سے یہ مراد ہے کہ بہت سے لوگ نبوت کا دعویٰ کریں گے جیسے اردو کے محاورہ میں بولا جاتا ہے۔

”میں نے پچاس مرتبہ تم کو سمجھایا“ تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ میں نے گن کر پورے پچاس مرتبہ سمجھایا بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ستائیس آدمی یا تیس آدمی یا ستر آدمی نبوت کا دعویٰ کریں گے اس کا یہ مطلب ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے کذاب بہت زیادہ ہوں گے یعنی گنتی مراد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے۔ چند ایک کے مختصر واقعات پڑھئے

مسئلۃ الکذاب

نبو خیف کا جو وفد مدینہ آیا تھا اس میں یہ بھی شامل تھا مسلمان ہونے کے بعد اس نے حضور اکرم ﷺ سے غداری کی اور اپنے علاقہ میں نبی بن بیٹھا آخر کار عہد صدیقی میں قتل ہو کر واصل جہنم ہوا۔

اسود عنسی

دوسرا کذاب اسود عنسی گذرا ہے جس نے صنعا کے علاقہ میں اپنی جھوٹی نبوت کی تحریک شروع کی یہ شخص بڑا شعبدہ باز تھا۔ دو شیطان اس کے تابع تھے لوگوں کے سامنے عجائبات کا مظاہرہ کیا کرتا تھا اس کا گدھا اس کو سجدے کیا کرتا تھا۔ ایک گدھے کو سجدہ گدھا ہی کر سکتا ہے نجران کے کچھ لوگ اس کے دام فریب میں آ گئے تھے حضور ﷺ کی وفات سے ایک روز پہلے اس کے قتل کی خبر سنائی فیروز ولیمی نے اسے جہنم رسید کیا تھا۔

کذاب طلحہ بن خویلد اسدی

یہ قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتا تھا یہ شخص خیر کے نزدیک اپنی جھوٹی نبوت کا پیغام لے کر اٹھا۔ غطفان کے لوگوں نے اسے تقویت پہنچائی اس نے جب اپنے جیسے کذابوں کے خلاف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار چمکتی دیکھی تو اپنا انجام آنکھوں کے سامنے آ گیا چنانچہ یہ شخص بعد میں توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گیا۔

سجاح بنت سوید

یہ ایک عورت ہوئی ہے اس کی عادت تھی کہ بھیڑیا پر سوار ہوتی تھی۔ جب یہ عورت یمامہ پہنچی تو دیکھا کہ وہاں

مسلمہ کذاب پہلے ہی سے جھوٹی نبوت کی گدی پر دھونی جمائے بیٹھا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کو گھور گھور کر دیکھتے رہے پھر دونوں میں گفتگو ہوئی آخر کار سجاح نے اپنی جھوٹی نبوت مسلمہ کذاب کو سوئپ دی اور دونوں کے درمیان حق مہر یہ قرار پایا کہ عصر کی نماز معاف کر دی جائے۔ اس نے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تو بہ کی اور مسلمان ہو گئی۔

مختار ثقفی

اس نے دعویٰ کیا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے یہ شخص جب خط لکھتا تو اس کی ابتداء بالکل اسی طرح کرتا جس طرح رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے وہ لکھتا تھا ”من مختار رسول اللہ“ یہ خط اللہ کے رسول مختار کی طرف سے ہے۔

بہبود

یہ خلیفہ معتمد کے زمانہ میں تھا اور بڑا فتنہ انگیز تھا اس نے عراق جیسے پر رونق شہر کو آگ سے تباہ و برباد کیا وہ کہتا تھا کہ خدا نے مجھے رسول بنا کر مبعوث کیا ہے میں علم غیب جانتا ہوں۔

یحییٰ بن زکریا قرمطی

یہ بڑا عیار اور جدت پسند تھا اپنی شعبدہ بازیوں کی نمائش کیا کرتا تھا۔

حسین

یہ کذاب بیچی مذکور کا حقیقی بھائی تھا جو اپنے مکار بھائی کے جھوٹے دعوؤں کو خاندانی میراث کے طور پر خود اختیار کرنے لگا۔

عیسیٰ بن مہرویہ

اس نے بھی بڑے جھوٹے دعویٰ کئے اس نے کہا کہ قرآن میں جو مدثر کہا گیا ہے وہ میرا ہی لقب ہے شام میں اس کا کاروبار کافی چلتا رہا آخر کار قتل ہوا۔

ابوطاہر قرمطی

اس نے حجر اسود کو اکھاڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہوا۔

محمد ابن علی شلغانی

اس کا لقب ابن ابی العراق تھا اس نے دعویٰ کیا کہ میرے اندر الوہیت کی تمام صفات موجود ہیں اسے آخر کار

سولی پر لٹکا دیا گیا۔

حاکم مطیع باللہ

ان کے زمانہ حکومت میں ایک نوجوان ہوا ہے یہ شخص تنازع روحوں کا (مختلف قالب بدلنا) کا قائل تھا اس کا دعویٰ تھا کہ حضرت علی کی روح میرے جسم میں حضرت فاطمہ کی روح میری بیوی کے قالب میں حلول کر گئی ہے۔

کذاب

حاکم معز الدولہ کے عہد حکومت میں ظاہر ہوا اس نے دعویٰ کیا کہ میں جبریل ہوں اس نے کئی رنگ بدلے آخر کار

نامراد ہوا۔

کذاب

مستظہر کے عہد حکومت میں خطہ نہاوند میں پیدا ہوا اس کے دعویٰ تھا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں مسلمانوں نے اسے قتل

کر دیا۔

کذاب

ارض مغرب میں پیدا ہوا جس نے اپنا نام ”لا“ رکھا تھا یہ تک بندی اس نے یہ کہہ کر پیدا کی تھی کہ حدیث میں

”لانی بعدی“ آیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ”لا“ میرے بعد نبی ہو گا وہ ”لا“ میں ہی ہوں۔ یہ کذاب بھی اپنے دعویٰ

کے ساتھ ہی معدوم ہو گیا۔

کذاب

ایک جادوگر ہوا ہے جس کو غازی کہا جاتا ہے ابو جعفر بن زبیر نے اسے ارتداد کی وجہ سے قتل کر ڈالا۔

کذاب

ایک عورت تھی جس نے دعویٰ کیا تھا میں نبیہ ہوں جب اس عورت پر یہ حدیث پیش کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا ”لانی بعدی“ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو اس نے جواب دیا کہ حدیث میں نبی کی نفی ہے نبیہ مونث کی نفی

نہیں ہے۔

کذاب

استادیس نام کا ایک شخص خراسان میں گزرا ہے تین لاکھ آدمیوں نے اس کی نبوت کو تسلیم کیا آخر کار مع ستر ہزار

مرتدین کے منصور مہدی کے ہاتھوں قتل ہوا۔

کذاب

دامینا نام کی ایک سوڈانی عورت تھی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے یہ بھی مسلمانوں کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئی۔

کذاب

یوشینا نام کا ہوا ہے اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور آخر کار پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

کذاب

خراسانی ہوا ہے اس کا عقیدہ تھا کہ خدا نبیوں میں حلول کرتا رہتا ہے لہذا اس نے دعویٰ کیا کہ میرے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے حلول کیا ہے یہ شخص چونکہ بد شکل تھا اس لئے اپنا چہرہ چھپائے رکھتا ہے اس بد بخت نے خود کشی کر لی تھی۔

کذاب

ابو مسلم خراسانی کو ماننے والا گروہ ہوا ہے یہ لوگ تناخ کے قاتل تھے اور کہتے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح عثمان بن نہیک میں داخل ہو گئی ہے۔ ان سب کو منصور کے سامنے قتل کیا گیا۔

کذاب

ابوالطیب متنبی مشہور شاعر گزرا ہے یہ شخص بڑا لسان تھا اس کی جھوٹے لوگ کا نپتے رہتے تھے۔ اس کا مشہور دیوان آج بھی موجود ہے اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا لیکن انجام کو پہنچا اور قتل ہوا۔

کذاب

بہاء اللہ ہوا ہے جس نے ایران میں نبوت کا دعویٰ کیا اور جس کے جھوٹے پر ایمان لانے والے لوگ آج بھی موجود ہیں۔

کذاب

وہ شخص ہے جس ہم اور آپ سب جانتے ہیں انگریزی دور حکومت میں مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوا اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اس کی زندگی کے حالات بڑے رنگین اور دلچسپ ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت ہیں تفصیل فقیر کی تصنیف ”جھوٹے مدعیان نبوت“ میں پڑھئے۔

ترجمہ ۱۵۷۴

طمع چھوڑ کر ہدایت پر قناعت کر حسب الحکم

عز من قنع جس نے قناعت کی وہ معزز ہوا

ترجمہ ۱۵۸

نبوت اور جبرائیل علیہ السلام کے نزول سے صحیح راہ کی رہبری پر ہمارا مقصد ہے۔

شرح

ہر نبوت کا پیغام سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے لئے نامزد ہوا اسی لئے وہی ہر نبی اور پیغمبر علیہ السلام کے پاس منجانب اللہ وحی لے کر آئے اور ان کا وحی لے کر آنا حضور اکرم ﷺ کے وصال تک تھا اب اگر کوئی کسی قسم کی نبوت (بالعرض جیسے مولوی قاسم نانوتوی کہتا ہے یا بروزی، ظلی، غیر تشریحی جیسے مرزا قادیانی کہتا ہے) کا دعویٰ کرے کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہے جیسے قاسم نانوتوی کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سے پہلے اس کے محاصرین نے کفر پر متنبہ کیا نہ مانا تو پھر اس پر کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر فرمایا اس کی تفصیل فقیر پہلے عرض کر چکا ہے اور مرزا قادیانی کو بھی اسی نبوت عرضی، بروزی، ظلی، غیر شرعی کے دعویٰ کی وجہ سے کفر کہا گیا۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح عمری میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے موقع دو کہ اپنی نبوت کی علامات طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ نبی آخر الزمان ﷺ فرما چکے ہیں ”لانی بعدی“

انتباہ

چند جہلاء سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر اس لئے ناراض ہیں کہ آپ نبوت کے بارے افتائے کفر و ارتداد میں جلد باز ہیں ان جہلاء کو کون سمجھائے کہ نبوت کا معاملہ نزاکت کا حامل ہے کہ معمولی سی معمولی خفت بھی اس کے بارے میں برداشت نہیں کی جاسکتی اب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا کہو گے کہ انہوں نے مدعی نبوت سے نبوت کی علامت طلب کرنے کو بھی کفر کا فتویٰ صادر فرمایا تو پھر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ پر ناراضگی کیوں لیکن یہ ناراضگی اسے ہے جو فاضل بریلوی قدس سرہ کے علم سے نا آشنا ہے ایسے ہی جو لوگ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت سے ناراض ہیں وہ بھی آپ کی علمی شخصیت سے بے خبری سے۔

فائدہ

گذشتہ صدی میں قادیانی نے جھوٹی نبوت کا فتنہ عظیم کھڑا کیا ہے لفظ خاتم النبیین کے معنی ”نبیوں کی مہر“ کرتا ہے اور اس کا مطلب یہ لیا کہ نبی ﷺ کی مہر لگنے سے نبی بنیں گے یا بالفظ دیگر جب تک کسی کی نبوت پر آپ ﷺ کی مہر نہ لگے وہ نبی نہیں ہو سکے گا۔

اسی طرح نانوتوی نے آپ کی نبوت ذاتی اور عرض کی تقسیم کی۔ مرزا کہتا ہے کہ جس آیت میں حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيمًا (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۴۰)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ لیکن جس سلسلہ بیان میں یہ آیت وارد ہوئی ہے اس کے اندر رہ کر اسے دیکھا جائے تو اس لفظ کا یہ مفہوم لینے کی قطعاً کوئی گنجائش نظر نہیں آتی بلکہ اگر یہی اس کے معنی ہوں تو یہاں یہ لفظ بے محل ہی نہیں مقصود کلام کے بھی خلاف ہو جاتا ہے۔ آخر اس بات کی کیا ٹیگ ہے کہ اوپر سے تو نکاح زینب پر معترضین کے اعتراضات اور ان کے پیدا کئے ہوئے شکوک و شبہات کا جواب دیا جا رہا ہے اور کیا ایک یہ بات کہہ ڈالی کہ محمد ﷺ نبیوں کی مہر ہیں۔ آئندہ جو بھی نبی بنے گا ان کی مہر لگ کر بنے گا۔ اس سیاق و سباق میں یہ بات نہ صرف یہ کہ بالکل بے تکی ہے بلکہ اس سے استدلال الٹا کمزور ہو جاتا ہے جو اوپر سے معترضین کے لئے یہ کہنے کا اچھا موقع تھا کہ آپ ﷺ یہ کام اس وقت نہ کرتے تو کوئی خطرہ نہ تھا اس اسم کو مٹانے کی ایسی ہی کچھ شدید ضرورت ہے تو آپ ﷺ کے بعد آپ کی مہر لگ کر جو انبیاء آتے رہیں گے ان میں کوئی اسے مٹا دے گا۔

ایک دوسری تاویل قادیانیوں نے بھی یہ کی ہے کہ خاتم النبیین کے معنی افضل النبیین کے ہیں یعنی نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے البتہ کمالات نبوت حضور اکرم ﷺ پر ختم ہو گئے لیکن یہ مفہوم لینے میں وہی قباحیت ہے جو اوپر ہم نے بیان کی ہے۔ سیاق و سباق سے یہ مفہوم بھی کوئی مناسبت نہیں رکھتا بلکہ اس کے خلاف پڑتا ہے کفار و منافقین کہہ سکتے ہیں کہ حضرت کم تر درجے کے ہی سہی بہر حال آپ کے بعد نبی آتے رہیں گے پھر کیا ضرور تھا کہ اس رسم کو بھی آپ ہی مٹا کر تشریف لے جاتے۔

لغت کی رو سے

پس جہاں تک سیاق و سباق کا تعلق ہے وہ قطعی طور پر اس امر کا تقاضا کرتا ہے یہاں خاتم النبیین کے معنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والے کے لئے جائیں اور یہ سمجھا جائے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی آنے والا نہیں ہے۔ لغت بھی اس معنی کی مقتضی ہے عربی لغت اور محاورے کی رو سے ”ختم“ کے معنی مہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔

”ختم العمل“ کے معنی ”فرغ من العمل“ کام سے فارغ ہو گیا۔

”ختم الانس“ کے معنی ہیں برق کا منہ بند کر دیا اور اس پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو۔

”ختم الكتاب“ کے معنی ہیں خط بند کر کے اس پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے نہ پہلے سے جچی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے۔

”ختم کل مشروب“ وہ مزا جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔

”خاتمہ کل شئی عاقبہ و آخرتہ“ ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے اس کی عاقبت اور آخرت۔

”ختم اشی و بلغ اخرہ“ کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے اس کے آخر تک پہنچ جانا۔

اسی معنی میں ختم قرآن بولتے ہیں اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خواتیم کہا جاتا ہے۔

”خاتم القوم اخر خاتم القوم“ سے مراد ہے قبیلے کا آخری آدمی۔ (ملاحظہ ہو لسان العرب قاموس اور

اقرب الہوارد)

اسی بناء پر تمام اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے لئے ہیں۔ عربی لغت اور محاورے کی رو سے خاتم کے معنی ڈاک خانہ کی مہر کے نہیں ہیں جسے لگا لگا کر خطوط جاری کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہے جو لفافے پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے اور نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔

نبی کریم ﷺ کے ارشادات

یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ سے دو سو سے زیادہ احادیث مرویہ ہیں ان میں چند احادیث یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث

فرمایا میری امت میں تمیں جھوٹے ہوں گے ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۲۷، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۵)

فائدہ

آپ نے بات واضح طور پر بیان فرمادی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یہ حدیث متواتر ہے اور بارہ صحابہ سے مروی ہے۔

حدیث

حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۳۳، صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸)

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی تابع نبی بھی نہیں آ سکتا۔ یہ حدیث بھی ہے

حدیث

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص بڑا خوبصورت محل بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو لوگ اس کے حسن و خوبی پر تعجب کرتے اور یوں کہتے کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی چھوڑ دی گئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں وہی آخری اینٹ ہوں میں نے آ کر نبوت کے محل کی تکمیل کر دی۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۱، صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

فائدہ

اس میں بھی بات مدلل بیان کر دی کہ محل کی تکمیل کے بعد مزید کسی اینٹ کے لگانے کی گنجائش نہیں رہ جاتی اس طرح آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کے نبی ہونے کی گنجائش نہیں رہی۔

اجماع امت

علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا اور بے ایمان ہے۔

ملا علی قاری نے فرمایا کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا جماع کفر ہے۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ

(۲۰۲)

حل لغات ۱۵۹

نستر، ایک خوشبودار سفید پھول۔ عمان، نسرین، ایک قسم کا سفید پھول۔ سمن، چنبلی

ترجمہ

نفس کا معنی ہے نستر کا پتہ اور موج عمان نسرین و سمن کی شرح ہے۔

ترجمہ ۱۶۰

مقصود از آسمان آہوئے چین ہے پاکیزہ تاویل پر بار بار شاہاش۔

حل لغات ۱۶۱

سیماب، پارہ و ش، مانند جیسے ماہ و ش۔ اضطراب، گھبراہٹ، بے چینی، جلدی۔ تپیدن، گرم کرنا، آگ پر رکھ کر کھرا کھوٹا پر کھنا۔ عجب، انوکھا۔

ترجمہ

الغرض یہ انوکھی قوم پارہ کی طرح اضطراب میں کئی قسم کی سرگرمیاں دکھاتی ہے۔

شرح

یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے کہ خوارج ہر نئی صدی پر نیا لبادہ اوڑھیں گے یہاں تک کہ ان کی آخری ٹولی دجال سے جا کر ملے گی۔

حدیث خوارج

یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی کئی جگہ مذکور ہے ہمارے دور کے خوارج کے متعلق ترمذی شریف میں ہے

عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ يخرج في آخر الزمان قوم أحداث الاسنان سفهاء الاحلام يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم يقولون من قول خير البرية يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية. (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۲۲ باب فی صفۃ المارقہ)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی جو نو عمر اور بے عقلی ہوگی یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلقوم کے نیچے (دل تک) نہیں پہنچے گا۔ یہ لوگ

بہترین مخلوق نبی کریم ﷺ کی باتیں کہیں گے لیکن یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیرشکار سے (بدن چھید کر) نکل جاتا ہے۔

لطیفہ

فقیر نے ایک خوارج زمانہ کے ایک پادری کو ایک حدیث سنائی جس میں خوارج کی علامات ہیں پھر اسے نصیحت کی کہ ابھی وقت ہے کہ آپ خارجیت کا طوق گلے سے اتار پھینکیں جواباً کہا کہ یہ علامات ان خوارج کے ہیں جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تھے پھر میں نے یہی حدیث سنائی تو کھیانا سا ہو گیا لیکن تائب پھر بھی نہ ہوا۔

خارجیت یعنی گستاخان نبوت کے خاندان کا مورث اعلیٰ

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک موقع پر مال تقسیم کر رہے تھے

فجاء رجل كثر اللحية مشرف الوجنتين غائر العينين نأتء الجبين محلول الرأس فقال أتق الله يا محمد (ﷺ)

پس ایک ایسا شخص آیا جس کی گھنی داڑھی، اونچے اونچے رخسار، گہری آنکھیں، ابھری ہوئی پیشانی، منڈا ہوا سر اور اونچا تہبند تھا۔

سیدرو، منڈا ہوا سر منڈا ہوا اور سر بسر فتنہ یہ گستاخ نبی کا مختصر سا ایک خاکہ ہے

اس نے کہا اے محمد (ﷺ) اللہ سے ڈر (معاذ اللہ)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب میں ہی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو پھر اُس کی فرمانبرداری کون کرے گا؟ اللہ نے مجھے اہل زمین پر امین، قاسم خزان بنایا ہے اور تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ پھر ایک مرد (فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اُس گستاخ کو قتل کرنے کی اجازت چاہی مگر حضور نے انہیں منع فرمایا اور جب وہ درگاہ نبوت سے چل دیا تو نبی غیب دان ﷺ نے فرمایا

إن من ضئضئى هذا قوما يقرؤون القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الإسلام مروق السهم من الرمية يقتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان. (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۲۵، مسلم شریف صفحہ ۳۴۰)

یعنی اس کی اصل سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلقوں سے تجاوز نہ کرے گا (یعنی دلوں پر اثر نہ ہوگا) دین سے اس طرح خارج ہوں گے جیسے تیرکمان سے نکل جاتا ہے مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں

گے۔

فائدہ

ضئصئ بمعنی نسل اس سے محمد بن عبد الوہاب نجدی و دیگر خوارج قدیمہ و جدیدہ سب مراد ہیں کیونکہ نسل دو قسم ہوتی ہے۔ (۱) صوری (۲) معنوی۔ یہاں دونوں مراد ہو سکتے ہیں اس کی تحقیق فقیر نے اپنی تصنیف ”الاحادیث النبویہ فی علامات الوہابیہ“ میں لکھ دی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے قیامت کی نشانیوں میں ایک نشانی یہ بتائی کہ قرب قیامت کے وقت کچھ نئی نئی عمروں والے کم عقل لوگ ٹولیاں بنا کر نکلیں گے یہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلقو موں سے آگے بڑھ کر ان کے دلوں تک نہیں پہنچے گا یعنی قرآن مجید کی ہدایت کے اثرات ان کے دلوں میں نہیں ہوں گے۔ یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کی حدیثیں لوگوں کو سناتے پھریں گے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح کسی پرندہ یا چرندہ جانور کا تیر سے شکار کیا جاتا ہے تیر شکار کے جانور کو چھیدا ہوا ہا ہر نکل جاتا ہے اور شکار کے خون یا گوشت کا کوئی اثر اور نشان تیر پر لگا ہوا نظر نہیں آتا اسی طرح یہ لوگ اسلام میں داخل ہو کر اس طرح اسلام سے نکل جائیں گے کہ اسلام کا کوئی اثر و نشان ان لوگوں میں باقی نہیں رہے گا اور یہ لوگ بالکل ہی اسلام سے خارج اور مرتد و بے دین ہو جائیں گے۔

فائدہ

قیامت کی یہ نشانی بھی ظاہر ہو چکی۔ ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے اس قوم کا نام بھی بتا دیا ہے کہ یہ خارجیوں کا فرقہ ہے یہ لوگ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی لڑائیوں کے وقت میں ظاہر ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرقہ والوں میں ”نہروان“ میں جہاد فرمایا اور ان لوگوں کا قتل عام کیا پھر بھی کچھ لوگ باقی بچ گئے اور ان لوگوں کو عام ”حروراء“ میں جو عراق میں واقع ہے اپنا ایک مضبوط اڈا بنالیا۔ اسی طرح لوگ فرقہ حروریہ کہلانے لگے پھر اس فرقہ کی بہت سی شاخیں ہو گئیں جس فرقہ معتزلہ کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی یہاں تک کہ ان لوگوں کا اقتدار شاہی درباروں میں بھی بہت بڑھ گیا اور ان لوگوں نے اہل سنت کو بڑی بڑی ایذائیں دے کر خوب خوب اپنے باطل مذہب کا پرچار کیا اور اسلام کو بے حد نقصان پہنچایا اور انہی خارجیوں کی ایک شاخ فرقہ وہابیہ بھی ہے جس کا بانی ابن عبد الوہاب نجدی تھا اس فرقہ وہابیہ کے بُرے اثرات سے ہندوستان کی سرزمین بھی مسموم ہو گئی کہ اس کی مختلف ٹولیاں غیر مقلد، دیوبندی، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی وغیرہ ناموں سے ہندوستان بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔

ان لوگوں کے اکثر مسائل اور ان لوگوں کی علامات و خصائل بہت زیادہ خوارج سے ملتے جلتے ہیں ان لوگوں میں بہت سے لوگ قرآن پڑھنے اور احادیث سنانے کے باوجود حضور اکرم ﷺ کی توہین کر کے اسلام سے خارج اور مرتد ہو گئے چنانچہ عرب و عجم کے مفتیوں نے ان لوگوں کے بارے میں کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ دیکھئے **فتاویٰ حسام الحرمین** مرتبہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ اور **الصوارم الہندیہ** مولانا حشمت علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ترجمہ ۱۶۲

ان کے بعض تو پہاڑوں کی طرف بھاگے لیکن راہِ اخلاص تب بھی نہ پاسکے۔

شرح

خوارج کے ابتدائی حالات کی طرف اشارہ ہے کہ جب وہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکست کھا کر بھاگے تو پہاڑوں میں پناہ لی لیکن انہیں چھٹکارا کیسا وہ تو جہنم کے کتے ہیں۔

خوارج کا ابتداء

سیدنا علی وسیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مدت تک لڑائی رہی تقریباً ایک لاکھ آدمی طرفین کے لوگوں نے پنچات کی۔ ابو موسیٰ اشعری حکم یعنی بیچ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف عمرو بن العاص معاویہ بن ابی سفیان سے۔ اس سرپنچی فیصلے میں اختلاف واقعہ ہوا اور کئی ہزار آدمی لشکر سے حضرت علی و معاویہ سے خارج ہو کر دونوں کو برا بھلا کہنے لگے ان کو خوارج کہتے ہیں انہوں نے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فہمائش کو نہ مانا تو ان سب کو قتل کیا جو زندہ بچ نکلے وہ پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپ گئے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبوی علم غیب پر یقین

تفصیلی واقعات تو تاریخ میں ہیں یہاں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک عجیب واقعہ نقل کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ان مقدس ہستیوں نے جن عقائد پر زندگی بسر فرمائی الحمد للہ ورثہ وہی عقائد دورِ حاضرہ میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی تحقیق کے مطابق اہل سنت کو نصیب ہیں۔ کنز العمال شریف میں ہے کہ

عن نبیط بن شریط قال لما فرغ علی من قتال أهل النهر قال اقلبوا القتلى فقلبناهم حتی خرج فی آخرهم رجل أسود علی کفہ مثل حلمة الندى فقال علی الله أکبر الله ما کذبت ولا کذبت کنت مع النبی صلی الله علیہ وسلم وقد قسم فینا فجاء هذا فقال یا محمد اعدل افر الله ما عدلت

منذ اليوم ا فقال النبي ﷺ ثكلتك أمك! او من يعدل عليك اذا لم أعد فقال عمر بن الخطا
رسول الله ألا أقتله؟ فقال النبي ﷺ لا، دعه! فان له من يقتله
ورسوله. (كنز العمال)

نبیط ابن شریط سے کہ جب فارغ ہوئے علی اہل ہزوان کے قتل سے کہا کہ کشتوں میں اس شخص کو تلاش کرو جب ہم نے خود
ڈھونڈھا تو سب کے آخر میں ایک شخص سیاہ فام نکلا جس کے شانہ پر ایک گوشت پارہ مثل سرپستان کے تھا یہ دیکھتے ہی
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ اکبر قسم ہے خدا کی نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی نہ میں اس کا مرتکب ہوا ایک بار ہم حضور
ﷺ کے ساتھ تھے اور حضور غنیمت کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا اے محمد ﷺ عدل کیجئے کہ آپ آپ
نے عدل نہیں کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے جب میں عدل نہ کرو تو پھر کون عدل کرے گا۔ عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ اس کو قتل نہ کروں فرمایا نہیں اس کو چھوڑ دو اس کو قتل کرنے والے کوئی اور شخص ہیں۔
علی نے کہہ کر کہا ”صدق اللہ“ (اللہ نے سچ فرمایا یعنی رسول اللہ ﷺ کو علم غیب دیا جس کی تصدیق یہی واقعہ ہے)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے وہی شخص قتل کیا گیا اس لئے اس کی لاش تمام لاشوں کے نیچے تھی اسی
لئے قاعدہ ہے کہ ڈھیروں مال میں جو گٹھڑ پہلے ڈالا جائے گا وہ سب سے آخر میں ظاہر ہوگا اسے سب جانتے ہیں بالخصوص
سامان بک کرانے والے۔

فائدہ

”من یقتله الخ“ کا اشارہ غیبی ہے اور اسے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا اور تلاش بھی اسی لئے
ہوئی کہ آپ لوگوں کو ایک طرف غیبی خبر کی تصدیق کرائیں دوسری طرف اپنی سعادت کا اظہار فرمائیں کہ ایسے گستاخ
نبوت خارجی بد بخت کو میں نے قتل کیا ہے۔ اس کی علامت بھی حضور اکرم ﷺ نے بتادی۔ حدیث شریف میں ہے

یخرج قوم من أمتی یقرأون القرآن لیست قراءتکم إلی قراءتہم شیئا ولا صلاتکم إلی صلاتہم
بشاء ولا صیامکم إلی صیامہم شیئا، یقرأون القرآن یحسبون أنه لهم وهو علیہم، لا تجاؤ
صلاتہم تراقیہم، یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمية، لو یعلم الجیش ال
یصیبونہم ما قضی لهم علی لسان نبیہم ﷺ لا تکلوا عن العمل، وآیة ذلک أن فیہم رجلا له عضد
ول لیست له ذراع علی رأس عضدہ مثل حملة الثدی علیہ شعرات بیض

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک قوم نکلے گی قرآن پڑھیں گے تمہارا قرآن پڑھنا ان کے مقابلے میں کچھ نہ ہوگا اور نمازی ہوں گے تمہاری نمازیں ان کے مقابلے میں کچھ نہ ہوں گی اور وہ روزے دار بھی ہوں گے تمہارے روزے ان کے مقابلے میں کچھ نہ ہوں گے، قرآن پڑھیں گے تو معلوم ہوگا کہ خدا انہی کا ہے اور قرآن انہی پر نازل ہوا ہے ان کی نماز کا اثر حجرے سے نیچے نہ ہوگا دین اسلام سے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے جو اسلامی لشکر ان سے مقابلہ کرے گا اپنے نبی کی زبان پر وہ فیصلہ نہ کریں گے عمل سے تم سستی نہ کرنا اس کا نشان خاص یہ ہے کہ ان میں ایک آدمی ہوگا جس کا بازو تو ہوگا لیکن خشک بے جان اس کے بازو کے سرے پر پستان سرے کی طرح اس پر سفید بال ہوں گے۔

ترجمہ ۱۶۲

میں اس علم بے مثل پر قربان کہ وہ پوشیدہ راز کے جاننے والے واہ واہ۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے علم مبارک کا کیا کہنا اس موضوع پر بے شمار تصانیف شائع ہو چکی ہیں اور شائع ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت بے شمار شائع ہوں گی تبرکاً چند روایت پڑھ لیں۔
صحابی رسول حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

فاخبرنا بما كان وبما هو كائن. (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۰)

نبی پاک ﷺ نے ہم کو جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا تھا تمام بیان فرمادیا۔

وعلمت ما في السموات والارض. (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۰، جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۵)

پس جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے میں اُس کو جان گیا ہوں۔

منکرین علم غیب یعنی منافقین اور آنے والے تمام کے لئے فرمایا

ما بال اقوام طعنوا في ما بينكم وبين الساعة الا نباء تكلم به. (تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۳۸۲)

کیا حال ہے ان قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کر لو تو میں تمہیں خبر دوں گا۔

بخاری شریف میں ہے

قام على المنبر فذكر الساعة وذكر أن فيها أموراً عظيماً قال من أحب أن يسأل عن شيء
فليسأل عنه فوالله لا تسألوني عن شيء إلا أخبرتكم به ما دمت في مقامي هذا فقام رجل فقال ابن
مدخل قال النار عبد الله ابن حذافة فقال من ابى قال ابوك حذافة ثم كثر ان يقول سلوني سلوني
حضوراً كرم ﷺ منبر مبارک پر کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں پھر فرمایا
کہ جو شخص جو بات پوچھنا چاہے پوچھ لے قسم خدا کی جب تک ہم اس جگہ یعنی منبر پر ہیں تم کوئی بات ہم سے نہ پوچھو گے
مگر ہم تم کو اس کی خبر دیں گے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں۔ عبد اللہ ابن
حذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ پھر بار بار فرماتے رہے کہ پوچھو پوچھو۔

فائدہ

جہنمی یا جنتی ہونا علومِ خمسہ میں ہے کہ سعید ہے یا شقی اسی طرح کون کس کا بیٹا ہے یہ ایسی بات ہے کہ جس کا علم
سوائے اس کی ماں کے اور کسی کو نہیں ہو سکتا لیکن حضور پاک ﷺ نے بلا تامل بیان فرمادیا اور مزے کی بات یہ ہے کہ
”ما شئتم“ کہہ کر اپنے علم کلی کا دعویٰ فرمادیا اگر آپ کا علم محدود ہوتا تو آپ اس طرح کا دعویٰ نہ کرتے۔

عن حذيفة بن أسيد أن رسول الله ﷺ قال عرضت على أمتي البارحة لدن هذه الحجرة حتى لأنا
أعرف بالرجل منهم من أحدكم بصاحبه. (رواه الطبراني)

یعنی طبرانی میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس حجرہ کے نزدیک مجھے
میری امت دکھائی گئی جن کو میں تم سے زیادہ پہچانتا ہوں یہاں تک کہ ان میں ہر ایک کو تمہارے اپنے دوست کو پہچاننے
سے زیادہ پہچانتا ہوں۔

عن أبي ذر عن النبي ﷺ قال عرضت على أمتي بأعمالها حسنة وسيئة. (رواه احمد والبوداوي)
ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری امت اپنے اپنے اعمال نیک و بد کے ساتھ
میرے سامنے کی گئی یعنی دکھائی گئی۔

فائدہ

اس لئے ہم حق بجانب ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم خود کو اتنا نہیں جانتے جتنا ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ
ہمیں جانتے ہیں۔

ترجمہ ۱۶۴

واہ اے وہ ذات جو میرے پوشیدہ اور ظاہر راز کے جاننے والی ہے واہ اے میری مولیٰ اور میرے آقا ﷺ۔

شرح

اس بیت میں بھی حضور اکرم ﷺ کے علوم غیبیہ کے متعلق اظہار عقیدت فرمایا ہے چند روایات پوشیدہ امور کے علم کے متعلق پڑھیں۔

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات سخت تاریکی تھی اور پانی برس رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درخت خرما کی ایک چھڑی دے کر فرمایا تم یہ لے کر جاؤ یہ خود بخود روشن ہو جائے گی اور اس کی روشنی دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے پڑے گی جب تم اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ گے تو ایک سیاہ چیز تمہیں نظر آئے گی وہ شیطان ہے اس سے اس کو مارنا تا کہ وہ نکل جائے چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے اور وہ شاخ روشن ہو گئی اور گھر میں جا کر دیکھا تو حقیقت میں ایک سیاہ چیز نظر آئی جس کو انہوں نے مار کر گھر سے نکال دیا۔ (السیرۃ النبویہ)

فائدہ

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان حضور اکرم ﷺ کے دولت خانہ سے بہت فاصلہ پر تھا اور جس وقت آپ نے شیطان کی خبر دی تو سخت تاریکی تو خصوصاً ان کے گھر کے اندر تو روشنی کا گذر ہی نہ تھا۔ خیال کیجئے کہ حضور کو اس شیطان کا حال کیونکر معلوم ہوا کیونکہ جبرئیل علیہ السلام کے اطلاع دینے کی خبر تو حدیث میں موجود نہیں ہے لہذا صاف ظاہر ہے کہ حضور ﷺ نے اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھا یہ دیکھنا ایسا تھا کہ نہ اس کو دیوار حائل ہوتی تھی اور نہ تاریکی اور فاصلہ مانع تھا۔ جو بصارت ایسی ہو کہ ایک دیوار حائل ہونے پر بھی دیکھ سکے تو اس کے لئے ہزاروں دیواریں بھی حائل نہیں ہو سکتیں کیونکہ دیکھنے کے لئے جو شرط تھی کہ خارجی روشنی ہو اور کوئی کثیف چیز حائل نہ ہو وہ یہاں نہیں پائے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے شیطان کو دور سے دیکھ لیا اور پھر وہ دوسرے عالم کی شے ہے تب بھی آپ سے اوچل نہ ہو سکا اور سرکار کو قرب و بعد کی قید بھی ضروری نہ تھی وغیرہ وغیرہ۔

بخاری شریف سے حدیث جو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸۵ میں ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس کا خلاصہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ

حضور اکرم ﷺ نے مجھ کو صدقہ فطر کی نگہبانی پر مامور فرمایا میں اس طعام صدقہ کی نگہبانی کرتا تھا کہ ایک شخص آ کر اس کھانے میں لپ بھر کر لے جانے لگائیں نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں محتاج اور عیال دار سخت حاجت مند ہوں میں نے اس کو چھوڑ دیا اور صبح کو خدمت اقدس نبی کریم ﷺ میں حاضر ہوا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا میں نے عرض کیا کہ حضور اس نے کثرت عیال اور شدت احتیاج کی شکایت کی مجھے رحم آیا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اُس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا اسی طرح تین بار فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ بیشک پھر آئے گا اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمادیا ہے۔

فائدہ

اسی حدیث کے تحت میں علامہ قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ میں تحریر فرماتے ہیں
فیہ اخبار النبی ﷺ بالغیب معجزۃ لہ اس میں خبر کی خبر دیتا ہے اور یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے۔

حل لغات ۱۶۶

پنی، پہلے اس کی تحقیق لکھ چکا ہوں کہ اس لفظ کا معنی قرآن مجید ہے۔

ترجمہ

اس فتنہ گری کے وجود پر کئی سال پہلے قرآن مجید میں اشارہ فرمایا ہے۔

شرح

حضور اکرم ﷺ نے ایسے فتنوں کے متعلق تصریح فرمائی چنانچہ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۲۸ میں ہے

عن ابی سعید الخدری عن النبی ﷺ قال یخرج فاس من قبل المشرق یقرؤن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الذین کما یمرق السهم من الرمیۃ لا یعودون فیہ حتی یعود السهم الی فرق سیماہم

التحلیق

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے جاتا ہے پھر وہ دین میں پلٹ کر نہیں آئے گے یہاں تک کہ تیر اپنے کمان میں لوٹ آئے ان کی خاص

علامت سرمنڈانا ہوگی۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی

اس حدیث شریف محدثین متاخرین نے ”نحو المشرق“ کا اشارہ نجد کے متعلق بتایا ہے اس کا قرینہ وہ روایت ہے جو حضور ﷺ نے دعا کے وقت نجد کو نظر انداز فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہاں سے شیطان کا سینک طلوع کرے گا اور فتنے فساد ہوں گے لیکن وہابی غیر مقلدین اور بعض دیوبندی اس کے منکر تھے چنانچہ الفقیہ امرتسری ۱۹۲۵ء، ۱۹۲۶ء میں وہابیوں اور اہل سنت کا تبادلہ خیال ہوا۔ اہل سنت کی جانب سے علامہ غلام احمد اگلو امرتسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مضامین تحقیقی ہیں فقیران کا اقتباس یہاں پیش کرتا ہے۔

الفقیہ ۷ دسمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۵ پر ہے

حضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحب اخگوشیر اسلام امرتسری کے قلم سے

اب ہم ان دلائل کا جائزہ لیتے ہو جو وہابی دوستوں نے اس مدعا کو ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہیں کہ نجد سے مراد عراق ہے نظام آبادی صاحب لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے نجد سے ملک نجد کو جس کو دار الحکومتہ ریاض ہے مراد لیا ہے انہوں نے سخت غلطی کھائی ہے اور حقیقت سے دور جا پڑے بلکہ نجد سے مراد ملکیت میدان حجاز درمیان بصرہ و مکہ کے زمین آں بلند است (غیاث)

سبحان اللہ! دعویٰ تو یہ حدیث شریف میں جس نجد کا ذکر ہے وہ مشہور نجد نہیں اور دلیل کیا؟ یہ بھی نہیں غیاث الغات سے جو الفاظ نقل کئے وہ بھی صحیح نقل نہ ہو سکے اس لئے کہ صحیح عبارت غیاث کی نقل کرتے تو دعویٰ رد کا کام دیتی مگر ان کو تو دھوکا دینے سے کام ہے جو لوگ حدیث میں لفظی اور معنوی تحریف کرنے کو عین ایمان قرار دیتے ہوں اگر وہ سنت کی کتاب کی عبارت میں تحریف کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ غیاث الغات عام لوگوں کے پاس موجود ہے اس میں دیکھ لیں اور مضمون نگار کی یہودیہ نہ تحریف کی داد دیں اب ہم دکھاتے ہیں غیاث الغات میں کیا لکھا ہے۔

نجد بالفتح زمین بلند خلاف غور و نام ملکہ ز عرب میان حجاز و عراق میان بصرہ و مکہ کہ زمین

است الخ

اس کا مطلب یہ ہے کہ نجد اُپچی زمین کو کہتے ہیں اور ایک ملک کا نام ہے عرب میں سے جو حجاز و عراق کے درمیان ہے اور بصرہ و مکہ درمیان ہے کہ اس کی زمین بانسبت یمامہ اور حجاز کے اُپچی ہے۔

اس میں صاحب غیاث اللغات نے پہلے تو لفظ نجد کے لغوی معنی بتائے ہیں کہ اُپچی زمین کو کہتے ہیں اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ نجد ملک ہے عرب میں سے اور اس کی حدود یہ بتائی ہیں کہ محل وقوع حجاز اور عراق کے درمیان ہے اور بصرہ و مکہ درمیان پھر اس کی وجہ تسمیہ بتائی ہے کہ اس کا نام نجد اس لئے ہے کہ اس کی زمین بانسبت یمامہ اور حجاز کے بلند ہے۔

فائدہ

کہئے اس سے یہ کیونکہ ثابت ہوا کہ حدیث میں جس نجد کا ذکر ہے وہ نجد نہیں جس کا دار الحکومت ریاض ہے یہ تو وہی مثل ہوتی کہ کھانا کھاتے ہوئے داڑھی ہلتی ہے پس ثابت ہوا کہ زمین گول ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ نظام آبادی صاحب باوجود منشی فاضل کے امتحان میں کامیاب ہونے کے فارسی زبان اچھی طرح خوب سمجھ سکتے ہیں۔ ہم صاحب غیاث کا مطلب مثالوں سے سمجھا دیتے ہیں مثلاً امرتسر کے لغوی معنی ہیں آب حیات کا تالاب کیونکہ امرت کے معنی آب حیات ہیں اور سر کے معنی تالاب مگر ایک شہر کا نام بھی ہے جس میں غیر مقلدین کے سردار کے اخبار اہل حدیث کا دفتر اور سکونت ہے اور اس شہر کی حدود اربعہ یہ ہیں۔

مشرق میں ریاست کپور تحصیل و ضلع جالندھر مغرب میں ضلع لاہور شمال میں ضلع سیالکوٹ جنوب میں ضلع فیروز پور تو اگر کسی لغت کی کتاب میں یوں لکھا ہو کہ امرتسر آب حیات کا تالاب اور ایک شہر کا نام ہے پنجاب میں جو سیالکوٹ و فیروز پور کے درمیان اور ضلع جالندھر و لاہور کے درمیان ہے اس میں ایک تالاب ہے جس کو سکھ لوگ آب حیات کا تالاب سمجھتے ہیں تو کہئے اس سے یہ کیونکہ ثابت ہوگا کہ کسی کتاب میں جو امرتسر کا ذکر ہے اس سے مراد امرتسر نہیں بلکہ سیالکوٹ یا فیروز پور یا لاہور یا جالندھر ہے۔ غیاث اللغات کی عبارت سے تو یہ ثابت ہوا کہ حجاز اور عراق کے درمیان اور مکہ و بصرہ کے درمیان جو ملک ہے اس کا نجد ہے اور نجد اس لئے نام ہے کہ اس کی زمین بمقابلہ حجاز و یمامہ کے بلند ہے۔

آج کل اسکولوں میں جغرافیہ خاص طور پر پڑھایا جاتا ہے اور عموماً تمام تعلیم یافتہ خواہ ان کی تعلیم کتنی ہی کم درجہ کی ہو اصطلاحات جغرافیہ سے واقف ہیں اور مدارس میں غیر مقلد اساتذہ یہی ہیں ہمارا خیال ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں کے گورنمنٹ اور قومی مدارس میں تو درکنار امرتسر لاہور کے اسلامیہ مدارس تو میں ضروری گریجویٹ مدرس ایسے

ہوں گے جو اعتقاد اہل حدیث یا حامیان ابن سعود ہوں گے اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ جغرافیائی حیثیت سے اس سوال کو حل کریں کہ نجد کہاں ہے اور کس ملک کا نام ہے۔

اس کی ضرورت اس لئے یہی ہے کہ بعض حدیثوں میں نجد کا نام نہیں بلکہ صرف مشرق بتایا گیا ہے اور حضور اکرم ﷺ کی مراد اس سے وہی علاقہ نجد ہے اور وہابیوں کا سارا زور اس پر ہے کہ ملک نجد مدینہ ہے مشرق کی طرف نہیں بلکہ مغرب کی طرف عراق ہے جس میں بغداد شریف ہے ذیل میں نقشہ ملک عرب کا ملاحظہ ہو

Settings\Veraval\Desktop\Naqsa-Arab.jpg not found.

جغرافیہ دانوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ خطوط طول بلد شمالی اور جنوبی سمتیں دکھاتے ہیں اور خطوط عرض بلد شرقی اور غربی سمتوں کو دوسری اصطلاح اطراف کی بھی جغرافیہ دانوں سے پوشیدہ نہیں کہ شمال کے اصلی معنی بائیں طرف اور جنوب کے معنی دائیں طرف اگر کوئی شخص مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو تو دائیں جنوب اور بائیں ہاتھ کو شمال ہوگا۔

عرب والوں نے کعبہ مطہرہ کو ایک شخص فرض کر کے منہ مشرق کی طرف رکھا ہے اور دائیں ہاتھ کی طرف جو ملک ہے اس کا نام یمن یا یمامہ ہے اس لئے کہ وہ اس فرضی شخص یعنی کعبہ کے دائیں ہاتھ یعنی سمت یمن ہے۔

حدیث میں شام یمن اور نجد تینوں کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ یمن یہی ایک خاص حصہ کا نام ہے شام کا ذکر ہم اس لئے نہیں کرتے کہ وہ عرب میں شامل نہیں اور نجد میں بھی ایک ملک کا نام ہے۔

اس کی اصلیت سمجھنے سے پہلے ایک ضروری بحث سمجھ لیں کہ اہل لغت نے کیا مطلب لیا ہے

النجد ما ارتفع من الارض وهو اسم خاص لمادون الحجاز مما يلي العراق. (مجمع البحار)

یعنی حجاز کے علاوہ عراق کے متصل ملک کو نجد کہا گیا ہے یہ حوالہ بھی ہمارے مفید مطلب اور وہابیوں کے خلاف ہے۔ نظام آبادی صاحب نے تو شانِ تحریفی کو قائم رکھنے کے لئے ترجمہ بہت بھونڈا کیا ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ

نجد اس کو کہتے ہیں جوزمین سے اونچا ہوا اور وہ اسم خاص ہے حجاز کے علاوہ اس ملک کے لئے جو عراق سے ملا ہوا ہے۔

تو مطلب صاف ہے کہ نجد کے لغوی معنی اونچی زمین کے ہیں اور وہ ملک حجاز کے علاوہ ہے جو عراق سے ملا ہوا

ہے۔

عراق سے اگر نجد کی سرحد ملتی ہے تو بہت اچھا بالکل ٹھیک ہے اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ عراق ہی نجد ہے البتہ

الفاظ ”**لما دون اعجاز**“ بعض چالاک اشخاص لوگوں کو یہ دھوکا دیتے ہیں کہ زمین عرب کے دو ہی حصے ہیں ایک

حجاز دوسرا نجد اور نجد ہی عراق ہے مگر یہ دھوکا کئی وجوہ سے باطل اور صرف دھوکا ہے۔

اول یہ کہ اگر صحیح مانا جائے کہ ملک عرب کے دو ہی حصے ہیں ایک حجاز اور ایک نجد جو بقول وہابیان عراق ہے تو

حدیث کی تعلیظ اور تردید ہوتی کیونکہ حدیث کے الفاظ میں یمن کا ذکر اور یمن کا تیسرا حصہ عرب کا ہے اگر دھوکا دینے

والے کی بات کو صحیح سمجھا جائے تو یمن بھی نجد ہی ہوگا۔

حالانکہ حدیث اس کی تکذیب کر رہی ہے یمن کے لئے تو حضور اکرم ﷺ دعا فرماتے ہیں اور نجد کے لئے دعا

فرمانے سے انکار فرماتے ہیں کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور اس میں شیطان کا سینگ نکلے گا تو اگر یمن بھی نجد ہی ہوتا تو

یہ بات ہی تعجب خیز ہوتی کہ ایک طرف تو یمن کے لئے دعا فرما رہے ہیں اور دوسری طرف سے انکار۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عراق قطعاً جزو عرب نہیں بلکہ عرب صرف تیسرے حصے میں ہے عرب یمن اور نجد اور عراق کو

یہی عرب میں شامل کر لیا جائے اور اگر حجاز کے علاوہ باقی سارے عرب کو نجد کہتے ہیں تو یمن اور نجد اور عراق ایک ہی ملک

ہوگا حالانکہ یہ بدلنا غلط ہے نجد اور یمن کو حدیث کے الفاظ دو مستقل نام کے ملک بتاتے ہیں۔

اب نقشہ کو لیجئے موجودہ نظام ارضی سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ کا محل وقوع عرض بلد کے اعتبار سے ۲۴ درجہ یا کم

و بیش ہے اور سابقہ نظام ارضی کے اعتبار سے مدینہ طیبہ کا عرض بلد ۳۸ درجہ ہے اور بصرہ کا عرض بلد موجودہ نظام کے

مطابق ۳۰ درجہ ہے اور بصرہ کا عرض بلد موجودہ نظام کے مطابق ۳۴ درجہ کے قریب ہے اور سابقہ نظام کے اعتبار سے ۳۸

درجہ ہے۔

تو ان عقل مندوں سے کوئی پوچھے کہ عراق عموماً اور بغداد خصوصاً کس طرح مدینہ شریف سے مشرق کی طرف واقع

ہوا بلکہ یہ ثابت ہوا کہ بصرہ تو مدینہ منورہ سے شمال مشرقی سمت کے قریباً ابتدائی کنارہ میں ہے اور بغداد شریف شمالی مشرق

سمت کے انتہائی مغربی کنارہ میں واقع ہے۔

نوٹ

خطوط عرض بلد کا موجودہ نظام تو اٹلسوں اور نقشوں سے ظاہر ہے سابقہ نظام کے متعلق ہم نے غیاث اللغات سے لیا ہے ملاحظہ ہو فہرست شہروں کے تحت لفظ ہفت اقلیم۔

ہمارے وہابی دوستوں کو چاہیے کہ کسی غیر مقلد جغرافیہ دان مدرس سے تحقیق کر لے اور اگر یہ تحقیق منظور نہ ہو تو پھر غالباً آسان علاج یہ ہوگا کہ ابن سعود سے درخواست کریں کہ وہ ایک نیا نظام ارضی تیار کرے اور نقشہ میں نجد کی جگہ عراق لکھ دے وہ بغداد کی جگہ نجد اور اسی نظام کو تمام یورپ و ایشیا و امریکہ کی سلطنتوں سے بزورِ شمشیر منوالے۔
نقشہ کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ طیبہ سے نجد ٹھیک مشرق کی طرف ہے دیکھیں ہمارے غیر مقلد دوست اس کا جواب کیا دیتے ہیں۔

شرح حدیث

ہر دو مضمون نگاروں نے شارحین حدیث کے دائرے میں پناہ لینے کی کوشش کی ہے مگر اپنے مذہب کے اصول کا خیال نہیں کیا یہ لوگ ہمیشہ یہ کہا کرتے ہیں کہ

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفیٰ بر جان مسلم داشتن

اور یہی کہا کرتے ہیں کہ

آنچه ز قال است ز قال الرسول فضل بود فضل مخوان اے فضول

اور یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ

کسی کا ہور ہے کوئی نبی کے ہور ہیں کے ہم

اور اس قدر دعویٰ کو اس قدر زبردست بنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ قول و فعل صحابہ تک حجت شرعیہ قرار نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ ”ہو رجال ونحن رجال“ بھی آدمی تھے اور ہم بھی آدمی ہیں مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی نزاع ہوتا ہے تو یہ لوگ نہ تو قرآن شریف سے دلیل لا سکتے ہیں نہ حدیث سے چنانچہ اسی بحث میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول کو حجت قرار دینا تابعین کے قول کو بعض شراح حدیث کے قیاسی اقوال کو دلیل میں پیش کر کے کورانہ تقلید کے مرتکب ہوتے ہیں اگر ان کے دعویٰ اور ملک کو دیکھا جائے تو بحث کا یہیں خاتمہ ہو جانا چاہیے کیونکہ ان کو اپنے مسلک کے مطابق سوائے قرآن و حدیث کے اقوال صحابہ تک کی ضرورت نہیں تو شاہین حدیث کے قیاسی قولی کی کیا

وقعت ہو سکتی ہے۔

تاہم میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ اپنے حنفی بھائیوں کی آگاہی کے لئے مضمون نگاران کے مسائل کا جائزہ بھی لے لیا جائے مگر اس سے پہلے نظام آبادی صاحب کے پیش کئے ہوئے بقیہ لغات کو بھی دیکھ لیجئے آپ لکھتے ہیں کہ

النجد ما اشرف من الارض والطريق الواضح وما خالف الغور لى تهامة وبضم جيمه اعلاه تهامة

واليمن واسفله العراق والشام واوله من جهته الحجاز ذات عرق وارض ببلاد مهرة فى اليمن

یعنی سطح مرتفع کو نجد کہا جاتا ہے یہ لفظ غور کے متضاد ہے تہامہ و یمن سے لے کر عراق تک اس کی حد ہے ایک طرف حجاز دوسری طرف یمن کا انتہائی کنارہ ہے۔

افسوس کہ قاموس میرے پاس نہیں ورنہ یہ بھی دیکھ لیا جاتا کہ حضرت محرف صاحب نے اس کی عبارت میں تو کوئی تحریف نہیں کی لیکن جو عبارت اس نے نقل کی ہے اس کا ترجمہ صحیح نہیں کیا یا تو اپنی عبادت سے مجبور ہو کر تحریف کی ہے یا خیریت سے سمجھ ہی نہ سکا مگر ہم ان کی تحریف کا راز کہاں تک منکشف کرتے جائیں اور چونکہ ان کا اپنا لکھا ہوا ترجمہ پر بھی ان کے مخالف ہے اس لئے ہم اسی کو قبول کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ حضور اس سے وہی ثابت ہوا جو ہم کہتے ہیں کہ پہلے نجد کے لغوی معنی بلند زمین پھر نجد کی حدود بتائی ہیں کہ تہامہ یمن سے لے کر عراق تک اس کی حد ہے ایک طرف حجاز دوسری جانب یمن کا انتہائی کنارہ بلکہ ٹھیک ”ہر کہ شک آرد کافر گردو“ جو اس میں کافر کرے گا کافر ہو۔

واقعہ بتاتا ہے کہ نجد ایک علاقہ ہے اور عراق تک اس کی حد ہے اس کے ایک طرف حجاز ہے اور دوسری طرف یمن کا انتہائی کنارہ تو آپ کو سوائے اس کے کہ کوہ کندن و کاہ برآ و اور دن کی مثل صادق آئے اس سے کیا فائدہ ہوا آگے چلے فرماتے ہیں اور سنئے صراح میں ہے

وکل ما ارتفع من تهامة الى ارض العراق فهو نجد

یعنی تہامہ سے عراق تک سطح مرتفع کا نام نجد ہے

ہاں صاحب سن لیا تہامہ سے عراق تک جتنا ملک اونچی زمین کا ہے اسی کا نام نجد ہے کسی نے کہا نہیں واقعی نجد تہامہ اور عراق کے درمیان اونچی جگہ ہے بتائیے آپ کو ان اقتباسات نے کیا فائدہ دیا کیا آپ ثابت کر چکے کہ نجد سے مراد عراق ہے؟

ہم نظام آبادی صاحب کو دوستانہ مشورہ دیتے ہیں کہ مضمون پریس میں بھیجنے سے پہلے کسی عربی دان کو دکھا دیا کریں آگے آپ کا اختیار۔

اس کے بعد نظام آبادی صاحب کیا فرماتے ہیں اسے بھی سن لیجئے۔

اب شارحین کی تحقیق سنئے

نجد من جہت المشرق ومن بالمدينة كان نجده بادية العراق وناوحيها وهي مشرق اهل المدينة

یعنی مدینہ والوں کے مشرق میں عراق ہے اور نجد سے یہی مراد ہے کرمانی نے بخاری کی شرح میں یوں لکھا ہے

من كان نجده بادية العراق وناوحيها وهي مشرق اهل المدينة

یعنی مدینہ والوں کے مشرق میں عراق ہے اور نجد سے یہی مراد ہے۔ کرمانی نے بخاری کی شرح میں یوں لکھا ہے

من كان بالمدينة كان نجده بادية العماق وناوحيها وهي مشرق اهلها ومراد لقرون الشيطان است

وخراب اوست

ناظرین! اس میں فارسی الفاظ ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نظام آبادی نے اپنی قابلیت سے یہ مضمون نہیں لکھا ہے بلکہ کسی احمق کی تصنیف کردہ کسی رسالہ سے محض نقل کیا ہے اور اس خیال سے کہ ”نقل راجحہ عقل“ مضمون نگار معذور ہے اس کو کیا معلوم کہ جس سے وہ نقل کر رہا ہے وہ صحیح ہے یا غلط اگر یہی صحیح ہے تو وہ بے چارہ تحریف کے الزام سے بھی بری ہے کیونکہ ”نقل کفر کفر نباشد“

مذکورہ بالا اقتباسات کا ترجمہ کل نہیں کیا گیا دونوں حوالوں میں یہ ہے کہ جو شخص مدینے میں ہو اس کے مشرق میں عراق کا جنگل اور اس کے اطراف ہیں اور یہی مدینہ والوں کا مشرق ہے سو واضح ہو کہ یہ بالکل غلط ہے جب عراق مدینہ سے مشرق کی طرف واقع ہی نہیں اور سمت مشرقی میں نجد ہے تو یہ کہنا کہ مدینہ والوں کا مشرق عراق ہے کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ شارحین کی اس غلطی کے چند وجوہ ہیں

اول تو یہ کہ ان کو یقیناً صحیح سمت مشرق معلوم ہی نہ تھی کیونکہ اگر وہ مدینہ طیبہ میں اس طرح کھڑے ہوں کہ منہ عراق کی طرف ہو تو دائیں ہاتھ کو نجد ہوگا یمن نہیں ہوگا تو یمن کی وجہ تسمیہ بالکل غلط ٹھہری اور ایسا ارادہ ہی باطل ہے۔

دوسرا یہ کہ شارحین کے وقت تک چونکہ قرن الشیطان نجد میں پیدا ہی نہیں ہوا تھا اسی لئے کہ محمد عبد الوہاب بعد کو پیدا ہوا اس وقت میں خوارج کا ظہور ہو چکا تھا اور وہ گمراہ گروہ کلی عراق میں ہوا تھا اس لئے انہوں نے سمتوں اور طرفوں کی

الاعلمی کے باعث ہی سمجھ لیا کہ ہونہ ہو عراق ہی مشرق کی طرف ہو گا اور یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے۔

محدثین حافظ حدیث تو ہوتے ہیں مگر فقہاء کی طرح وہ افقہ تو درکنار فقیہ بھی نہیں ہوتے۔ ان غریبوں کو کیا معلوم کہ نجد کس سمت میں ہے اور عراق کس سمت میں تعجب ہے غیر مقلدین کی سمجھ پر کہ فقہاء کی فقہانہ قیاس ماننے کو تو شرک فی الرسائل قرار دیں اور غیر فقہیوں کے غلط قیاس کو قبول کر کے کورانہ تقلید کے مرتکب ہوں مادر سردار الحمد بیٹ جیسے مولوی فاضل بھی اس رو میں بہہ جائیں اور لکھ دیں کہ بغداد اسی علاقہ میں ہے۔

اس کے بعد نظام آبادی صاحب مندرجہ ذیل اردو عبارت کو علامہ عینی کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ چونکہ دجال عراق سے نکلے گا اور اس کے خروج سے گونا گوں فتنے پیدا ہوں گے اسی وجہ سے یہاں مرانجد سے ملک عراق ہے۔ قطع نظر کے علاوہ عینی کے قول کا یہ صحیح ترجمہ یہی ہے یا نہیں ہمارے خیال کی اس سے تائید ہوئی چونکہ ابھی قرن الشیطان کا نجد میں خروج نہیں ہوا تھا اس لئے یہی قیاس کیا گیا کہ چونکہ عراق فتنے میں ہوں گے دجال نکلے گا اس لئے نجد سے مراد عراق ہے مگر چونکہ درحقیقت نجد سے مراد عراق نہیں اس لئے ایسا غلط قیاس قابل تسلیم نہیں۔

مولوی محمد اشرف الدین صاحب اس بیان کی تائید میں کہ نجد سے مراد عراق ہے بطور شہادت تحریر کرتے ہیں کہ ”یہ مطلب مولانا احمد علی صاحب مرحوم خفی سہارنپوری نے حاشیہ صحیح بخاری کے صحیح ۱۰۵۱ جلد ۲ پر لکھا ہے اور ایسے ہی فتح الباری و دیگر شروح وغیرہ میں ہے نیز صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۴ میں ہے کہ سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے عراق والوں تم چھوٹے چھوٹے گناہوں سے کیسے سوال کرتے ہو اور بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہو پھر انہوں نے حدیث عراق مذکورہ بالا احادیث پڑھ کر اشارہ کر کے فرمایا فتنہ اور شیطانی گروہ وہاں ظاہر ہو گا اور تم ایک دوسرے کی گردنیں مارتے ہو“ (صفحہ ۲۲۲۱)

جواب

جس حدیث کی طرف حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اشارہ فرمایا ہے اس میں نجد کا نام نہیں صرف مشرق کا نام ہے ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ مدینہ کے مشرق میں نجد ہے عراق نہیں تو حضرت سالم کا مشرق سے عراق مراد لینا اجتہاد ہے اور ج کہ یہ ثابت ہی نہیں ہو سکتا کہ عراق مدینہ طیبہ کے مشرق میں ہے علاوہ برآں سوال یہ ہے کہ سالم بن عبد اللہ تابعی تھے صحابہ نہ تھے اور یہی غیر مقلدین اپنے خیال کے خلاف صحابہ کرام کے اقوال کو حجت نہ جانتے ہوں تو تابعی کا قول بدرجہ اولیٰ نا قابل حجت ہو گا ”ہم رجال ونحوہن رجلین پطل ذق نہیں آتا اسی بحث میں

ضروری بات یہی ہے جو ہم اور اوپر لکھ آئے ہیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ مدینہ طیبہ سے مشرق کی سمت کون سا ملک واقع ہے نجد یا عراق۔ اگر نجد ہے اور یقیناً نجد ہے تو تمام اقوال صحیح ہوں گے بشرطیکہ کوئی ثابت کر دے کہ مشرق کی طرف عراق ہے نجد نہیں۔

تعب ہے کہ جب حقیقتاً مشرق کی طرف نجد ہے اور نجد مشہور ملک ہے تو خواہ مخواہ اس کی کیوں تاویل کی جائے اگر کسی نے کوئی تاویل کی ہے تو کیوں قبول کی جائے کون سی آیت قرآنی یا حدیث مجبور کرتی ہے کہ غلط قیاس یا غلط تاویل کو قبول کرو۔

اس کے حاشیہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے مولوی احمد علی صاحب مرحوم سہارنپوری کی عبارت درج کی ہے جس کا اشارہ مولوی شرف الدین صاحب نے کیا تھا اس عبارت کا پہلا اور آخری حصہ تو وہی ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے البتہ ایک زائد بات بھی اس میں ہے جس کا جواب دینا ضروری ہے وہ یہ ہے

قیل ان اهل المشرق كانوا

بعض علماء نے کہا ہے کہ

حينئذ اهل كفر فاجبر ان الفتنة تكون من ناحيتهم كما اوقعة الجمل وصفين وظهر الخوارج في

الارض نجد والعراق وما والاها . (صفحہ ۲۲)

اس زمانہ میں اہل مشرق کافر تھے تو آنحضرت ﷺ نے خبر دی کہ فتنہ ان کی طرف سے ہوگا جیسا کہ جنگ جمل وصفین اور خارجیوں کا ظہور نجد اور عراق اور اس کے ارد گرد ہوا۔

یہ ترجمہ مولوی ثناء اللہ نے کیا ہے اس میں تحریف کی ہے کہ قبل کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ بعض علماء نے کہا ہے حالانکہ یہ ترجمہ صحیح نہیں بلکہ قیل کا معنی صرف یہ ہے کہ کہا گیا ہے۔

یہ استدلال کئی وجوہ سے باطل ہے اور غیر مقلدین کے لئے مفید نہیں اول یہ کہ قیل کا قائل چونکہ معدوم ہوتا ہے اور ثابت نہیں ہوتا کہ کس نے کہا ہے اس لئے جو قول قیل کے تحت میں ہو اس کا فرمودہ کوئی اعتبار نہیں ہوتا دوسرا یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے وقت میں اگر اہل نجد یا اہل عراق کافر تھے تو سوال یہ ہے کہ واقعہ قرن الشیطان کافروں میں ہونے والا تھا یا مسلمانوں؟ اگر کافروں میں ہونے والا تھا تو خود مولوی احمد علی صاحب اس کا رد فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں جمل و صفین کا واقعہ اور خروج خوارج ہوا کیا جمل اور صفین کی لڑائی میں کسی طرف سے کافر تھے اور کیا خوارج کافر تھے اگر یہ

سب لوگ مسلمان تھے تو یہ دلیل ہی بودی اور غیر ضروری ہے کہ اس وقت وہاں کے لوگ کافر تھے۔

تیسرا یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے شام اور یمن کے حق میں دعا فرمائی تو نجد کے لئے دعا کی درخواست کرنے والے مجلس نبوی میں کافر تھے یا مسلمان کافر تو ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ کافر کبھی اقرار رسالت نہ کرتے تھے اور حدیث میں ہے کہ کہنے والے نے یا رسول اللہ کہا اور اگر مسلمان تھے اور یقیناً مسلمان تھے تو نجد کے حق میں مسلمانوں کی درخواست پر حضور کا انکار فرمانا صریح دلیل اس بات کی ہے کہ قرن الشیطان کے زمانہ کے لئے امر کی کوئی شرط نہ تھی بلکہ مسلمانوں میں سے فتنہ اور قرن الشیطان کے طلوع کی خبر دینا مقصود تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ کفر کا بہانہ درحقیقت ایک فضول اور ردی خیال ہے جس کی نہ تو کوئی اصلیت ہے نہ اس کا اعتبار۔

آؤ ہم دوسری حدیثوں سے دکھائیں کہ یہ خیال ہی سر تا پا غلط ہے کہ مشرق کے لوگ اس وقت کافر تھے اور یہ ہی غلط ہے کہ ان کے اس وقت کے کفر کی بناء پر دعا سے انکار ہے۔

قبل اس کے میں اور حدیثیں لکھوں حدیث زیر بحث کے الفاظ ہی پر غور کر لیا جائے حضور آقائے نامہ ارحم الراحمین نے فرمایا کہ ”یطلع قرن الشیطان“، یطلع صیغہ مضارع کا ہے اور اس کا اطلاق حال اور مستقبل دونوں زمانوں پر ہوتا ہے نہ کہ ماضی پر اس لئے ماضی کا تو ذکر ہی نہیں اور زمانہ حال یہی اس سے مراد نہیں لیا جاسکتا کیونکہ جس وقت حضور نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے اس وقت قرن الشیطان نہ موجود تھا نہ طلوع ہو رہا تھا تو لامحالہ زمانہ مستقبل ہی اس سے مراد ہو گا اور جب زمانہ مستقبل مراد ہو تو اگر اس وقت (زمانہ حال میں) اس ملک کے لوگ کافر تھے تو ہوا کریں مستقبل پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔

فأفهم وتدبر ولا تلکن من الجاهلین

علامات خوارج کی احادیث مبارکہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یأتی فی آخر الزمان قوم حدباء الألسن سفہاء الأعلام یقولون من خیر قول البریۃ یمرقون من الإسلام کما یمرق السہم من الرمیۃ لا یجاوز إیمانہم حناجرہم۔

سنائیں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی نوجوان اور احمق اچھی باتیں کہیں گے

(یعنی حدیث پڑھیں گے) دین سے ایسے بھاگے ہوں گے جیسے تیرا اپنے نشانہ سے بھی آگے نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے گلوں کے نیچے نہیں اترے گا۔ (یعنی ایمان کا دعویٰ محض زبانی ہوگا)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

سمعت رسول اللہ ﷺ يقول يخرج فيكم قوم تحقرون صلاتكم مع صلاتهم وصيامكم مع صيامهم وعملكم مع عملهم يقرءون القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں سے ایک قوم نکلے گی جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں کو اور جن کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو اور ان کے عملوں کے مقابلہ میں اپنے عملوں کو حقیر سمجھو گے قرآن شریف پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا دین سے ایسے بھاگے ہوئے ہوں گے جس طرح تیرا اپنے نشانہ سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔

کیسی صاف اور کتنی سچی پیشگوئی ہے کون نہیں جانتا کہ ہمارے وہابی دوست لمبی نمازیں دکھا کر ہماری نمازوں کی کتنی تحقیر کا باعث ہوتے ہیں اور اپنے اعمال کو صحیح اور ہمارے اعمال کو بدعت و شرک بنا کر ان کی تحقیر کا ذریعہ بنتے ہیں۔

کہیے یہ لوگ جن کی نسبت ان حدیثوں میں خبر دی گئی کفار میں سے ہوں گے یا مسلمان کہلانے والوں میں سے اگر کفار میں ہیں تو یہ غلط ہیں کیونکہ کفار نمازیں کیوں پڑھیں اور قرآن شریف کیوں پڑھیں اور بھوکے پھریں اگر بقول وہابیہ یہاں مراد کفار ہی یقیناً ہیں تو کس قدر لغو خیال ہے کہ نجد کے حق میں جب حضور اکرم ﷺ نے دعا کرنے سے انکار فرمایا اس وقت وہاں کے لوگ کافر تھے۔

میں یہاں تک لکھ چکا تھا کہ میرے ایک دوست نے مجھے ۶ صفحات کا رسالہ عنایت فرمایا جس کا نام قبیلہ محمدی ہے یہ رسالہ کسی مولوی محمد صاحب کی تصنیف ہے جو اجمیری دروازہ دہلی میں رہتے ہیں اور اخبار محمدی کے مالک و ایڈیٹر ہیں ایک اور اشتہار میرے کرم فرما دوست منشی حفیظ الدین صاحب ناظم و فدا نجم خدام لصفیہ نے آگرہ سے بھیجا ہے اس اشتہار کا لکھنے والا کوئی اکرام الدین ہے اور اپنے آپ کو خفی لکھتا اور دہلی کا رہنے والا ہے۔

ہم ان دونوں تحریروں کو بھی اب ساتھ کر کہتے ہیں قبیلہ محمدی میں عموماً وہی باتیں ہیں جن کا ذکر اوپر آچکا اور کچھ آگے آئے گا مگر ایک خاص بات بانسبت دوسرے مضامین کے اس میں زیادہ ہے وہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں جس نجد کا ذکر ہے وہ یہ نجد نہیں جس میں محمد بن عبد الوہاب پیدا ہوا بلکہ اس سے مراد یمن ہے زیادہ زور اسی پر دیا ہے اور اس امر کو

ظاہر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ جس نجد کے سلطان اور لشکر سلطان اور محمد بن عبد الوہاب وغیرہ ہیں وہ نجد یمن ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا اور یمن کی اور یمن کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں ہیں منجملہ اس کے ایک تو وہی ہے جسے ہمارے معترضین پیش کیا کرتے ہیں اس میں صاف موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن و شام کے لئے دعائے خیر و برکت کی۔

چونکہ یہ نجد بھی یمن میں داخل ہے اس لئے اسی مبارک دعا کے حقدار نجدی بھی ہوئے کیا مزے کی بات ہے کہ جس حدیث کو دشمنان نجد و اہل نجد ان کی بُرائی کے لئے پیش کرتے ہیں دراصل وہ بھی ان کی مدح اور بھلائی کے بیان میں ہے

جادوہ جو سر پر چڑھ کے بولے (صفحہ ۱۴)

اس کے بعد علامہ خگر مرحوم نے ایک مزاحیہ مثال لکھ کر فرماتے ہیں ہم ناظرین کو اس عقل مند صاحب کا بیان سناتے ہیں جو مذکورہ بالا بیان سے ہے وہ اسی رسالہ میں قلمبند کر چکا ہے ملاحظہ ہماری مندرجہ بالا تحریر ہے یہ تو بخوبی ہو چکا ہے کہ اس نجد سے مراد نجد عراق مراد ہے صحیح بخاری شریف میں حدیث میں ہے ”بیدہ قبل العراق“ یعنی نبی اکرم ﷺ نے عراق کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اس سے فتنہ پرداز قوم اور فتنہ پسند لوگ مراد ہیں ہمارے خیال میں ہمارے امر ترس دوست مولوی ثناء اللہ صاحب یا سیا لکوٹی دوست مولوی ابراہیم میر صاحب اپنے عقلمند بھائی سے اگر پوچھ لیں کہ ”دروغ گورا حافظہ نباشد“ کا کیا مطلب تو امید ہے کہ ان کو وہ ضرور مطلب بیان کر دیں گے۔ مقام غور ہے کہ صفحہ ۱۰ میں تو نجد سے مراد عراق لیا ہے پھر صفحہ ۱۲ میں نجد سے مراد یمن اب وقتیکہ وہ وضاحت نہ کرے کہ اس کے دو متضاد خیالوں میں کون سا صحیح ہے اور کون سا غلط ہے کسی کو جواب دینے کا فائدہ نہ ہوگا ”اذ اتساقطاً“ کے قانون پر دونوں قول غلط اور ناقابل اعتبار حالانکہ ہم بالتفصیل اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ اس سے مراد عراق ہرگز نہیں اور یمن کے بارے میں ہم نے جواب دیا مگر یہاں ضرورت بھی نہیں کہ بالتفصیل جواب دیا جائے۔

ہم نے یہ حدیث کا یہ مفہوم بیان کر دیا ہے لیکن جو مخالف نے بیان کیا ہے وہ یقیناً رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے نہ صرف استہزاء ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کا کھلم کھلا خلاف ہے۔

حدیث میں اگر نجد سے مراد یمن ہے تو اس کا کوئی معنی معلوم ہوتا اور وہ معنی کہیں نہیں ہے اور حضور ﷺ دعا فرما رہے ہیں اور نجدی نجد کے لئے دعا کی درخواست کر رہا ہے لیکن جب انہوں نے درخواست کی تو ثابت ہوا کہ وہ مراد ہرگز نہیں جو مخالف نے سمجھا ہے اگر یہ کہا جائے کہ حاضرین یا شام یمن اور نجد والوں سے تھا کہ نجد اور یمن ایک ہی ملک

کے دو نام ہیں یہ صرف حضور اکرم ﷺ کی اصطلاح تھی کہ نجد اور یمن ایک ہی ملک ہے یہ خیال محض قیاس فاسد ہے تاہم بفرض محال تسلیم کے بعد یہ جواب ہے کہ اگر یہ صحیح ہوتا کہ ایک ہی ملک کے دو نام ہیں تو حضور نہ فرماتے اور وجہ انکار میں فتنہ اور قرن فرماتے بلکہ صاف لفظوں میں ارشاد فرماتے کہ میں تو دعا کر رہا ہوں نجد اسی کا نام ہے مگر حضور نے ایسا ارشاد نہیں فرمایا تو صاف ظاہر ہے کہ نجد اور یمن ایک ہی ملک نہیں ہے۔

جب کہ یہ ثابت ہے کہ نجد اونچی زمین کو کہتے ہیں اور ملک کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ وہ بانسبت حجاز اور یمن کی سطح مرتفع پر واقع نہیں بلکہ حضار اور یمن کے سطح مساوی ہے تو دنیا میں کون ایسا احمق ہے جو یمن کا نام ہی نجد رکھ دے۔

حدیث زیر بحث میں فتنہ اور قرن الشیطان کا ذکر ہے اور صحیحین کے کی دوسری حدیثوں میں جن کا ذکر آگے آئے گا فتنہ اور قرن الشیطان کی جگہ مشرق کی طرف بتائی ہے اور حضور نے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے اور ثابت یہ ہے کہ یمن حجاز سے مشرق کی سمت کو واقع نہیں بلکہ جنوب کی طرف ہے اور وجہ تسمیہ اس کی یہی ہے تو کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ یمن ہی نجد ہے۔

حدیث عراق

مولوی شرف الدین صاحب نجد کو بخيال خود عراق ثابت کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ نیز کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد ۶ میں مذکورہ بالا حدیث یوں وارد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ اور مدینہ کے صاع اور مد کے بارے میں برکت کی دعا کی اور شام اور یمن کے لئے دعائے برکت کی ایک شخص نے عرض کی حضور ہمارے ملک کے لئے یہی دعا فرمائیے تو آپ نے فرمایا کہ وہاں تو شیطان گروہ اور فتنوں کا ظہور ہوگا اور ظلم مشرق میں ہے اور مسند عساکر کی حدیث میں یوں وارد ہے کہ کسی نے عرض کیا کہ عراق میں ہمارا غلہ اور حاجت ہے اس کے لئے یہی دعا فرمائیے آپ نے سکوت کر کے فرمایا کہ وہاں تو شیطان گروہ اور زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۶۲۱، رسالہ تحریک وہابیت پر ایک نظر صفحہ ۲۳)

فائدہ

یہ اشارہ نجد یوں کے ظہور سے پہلے فتنوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ایک روایت میں جو مضمون ہو دوسری روایات میں بھی وہی مراد ہو جب کہ عراق کے فتنے (دجال وغیرہ) ایک اور روایت ہے اور نجد یوں کے بارے میں تصریحات ہیں وہ روایات دیگر ہیں اگر مخالفین بضد ہیں تو ہم

کہیں گے کہ صحاح ستہ کے مقابلہ میں کنز العمال کی کیا حیثیت ہے ہم اس کی صحاح کی روایات نقل کرتے ہیں جو نجد سے یہی معروف نجد ثابت کرتی ہیں۔

نجدیوں کے فتنے کی احادیث مبارکہ

تفصیل تو فقیر اویسی غفرلہ نے فتنہ نجد بیت و ہابیت کے ابواب میں عرض کر دی ہے یہاں صرف دو حدیثیں علامہ انگریز مرحوم کی نقل کردہ لکھ رہا ہوں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت مسلم میں ہے

أَنَّ سَمْعَ رَسُولِ اللَّهِ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ يَقُولُ أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ بَاهِنَا أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ بَاهِنَا مَنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔ (رواہ مسلم)

بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے مشرق کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ فتنہ یہاں سے اُٹھے گا جہاں سے شیطان کی سینک نکلے گی۔

تو دوسری صحیح حدیثوں کو دیکھنے میں نہ تو نجد کا نام ہے نہ عراق کا مثلاً ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ منبر کے پہلو میں کھڑے ہوئے اور فرمایا فتنہ یہاں ہے جس طرف سے شیطان کا سینک طلوع ہوگا (راوی کہتا ہے کہ) یا فرمایا سینک طلوع ہوگی۔ یہی صحیح ہے تو مراد یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فتنہ اور قرن الشیطان کا ذکر فرماتے ہوئے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرن الشیطان اور اس کا فتنہ مشرق کی طرف۔ ایک حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے نکلے تو فرمایا ان سے معلوم ہوا کہ فتنہ اور قرن الشیطان کی پیشگوئی مدینہ طیبہ میں فرمائی تو حاصل ان حدیثوں کا یہ ہوا کہ مدینہ طیبہ سے جو علاقہ مشرق کی طرف ہے اسی میں فتنہ اور قرن الشیطان کا طلوع ہوگا تو شام اور یمن کے حق میں دعا فرما کر جس ملک کے حق میں دعا فرمانے سے انکار فرمایا اور اس میں فتنہ اور قرن الشیطان کا نشان بتایا وہ ملک مدینہ طیبہ سے مشرق کی جانب ہوگا اور بہت سی حدیثیں ہیں جن کو ہم بخوف طوالت ترک کرتے مگر مضمون اور مفہوم ان سب کا کام اوپر ثابت کر رہے ہیں کہ مدینہ طیبہ سے مشرق کی طرف نجد ہے اور ملک عراق ہرگز مشرق کی طرف نہیں ہے اور ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ خود نجد کے وہابی لاکھ ایڑی چوٹی کا زور لگائیں عراق کو مشرق کی طرف ثابت نہیں کر سکتے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ جس حدیث میں لفظ عراق ہے وہ غلط ہے اور جس میں لفظ نجد ہے وہ صحیح ہے۔

ابن عسا کر کی حدیث جو مولوی شرف الدین اور اکرام الدین نے پیش کی ہے وہ بھی کنز العمال کے حوالہ سے ہے جس کا احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں کوئی اعتبار نہیں ہو سکتا۔

ترجمہ ۱۶۶

اے احمد عربی ﷺ نگاہ فرمائیے کفر سے انہوں نے آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کی ہیں۔

شرح

گستاخوں، بے ادبوں کی گستاخانہ عبارات کی طرف اشارہ ہے مثلاً مولوی قاسم نانوتوی نے لکھا کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تخذیر الناس صفحہ ۲۵)

اعمال میں بظاہر امتی نبی برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔ (تخذیر الناس)

مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا حضور اکرم ﷺ کو بھائی کہنا جائز ہے کیونکہ آپ بھی انسان ہیں۔ (تقویۃ الایمان اسماعیل دہلوی)

مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے شیطان اور ملک الموت کا علم حضور اکرم ﷺ سے زیادہ ہے۔ (براہین قاطعہ)

حضور علیہ السلام کا علم بچوں، پاگلوں، جانوروں کی طرح یا ان کے برابر ہے۔ (حفظ الایمان اشرف علی تھانوی)

حضور علیہ السلام کو اردو بولنا مد رسہ دیوبند سے آگیا۔ (براہین قاطعہ)

ہر چھوٹی یا بڑی مخلوق (نبی یا غیر نبی) اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان)

نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔ (صراط مستقیم)

مستقیم

میں نے خواب میں حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ مجھے آپ پل صراط پر لے گئے اور میں نے دیکھا کہ حضور علیہ

السلام پل صراط سے گرے جا رہے ہیں تو میں نے حضور علیہ السلام کو گرنے سے بچالیا۔ (مبشرات بلغۃ الخیر ان از حسین علی وں پھراں)

ان کے علاوہ ان کی بہت گندی عبارتیں ہیں جن کو فقیر نے رسالہ ”دیوبندی اور بریلوی میں فرق“ اور ”دیوبندی

کافر ہیں یا بریلوی“ میں لکھا ہے۔

ان کی انہی عبارتوں کو دیکھ کر تمام علماء عرب و عجم نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا جیسے اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہل سنت، مجدد برحق، محقق بن محقق، علامہ بن علامہ، شیخ الاسلام، سیدی مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے حسام الحرمین میں اور ان کے تلمیذ عزیز شیر بیشہ اہل سنت علامہ مولانا حشمت علی خان صاحب قدس سرہ نے الصوارم الہندیہ میں جمع فرمایا اور علامہ غلام مہر علی چشتیاں شریف کی کتاب ”دیوبندی مذہب“ خوب ہے۔ دیوبندیوں کے غلط عقائد و مسائل کے بارے میں اس جیسی اور کتاب نہیں ہے۔

ترجمہ ۱۶۷

گمراہی سے کنوئیں میں گرے ہیں اندھا پن سے راہ راست کی راہ نہیں پاسکے۔

شرح

ظاہر ہے عبارات مذکورہ کی وجہ سے بلا تو بہ مرے تو سیدھے جہنم اور نہ ہی ایسی عبارات کے عقیدہ والے صحیح راہ پاسکتے ہیں کیونکہ یہ لوگ حضور ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کی وجہ سے درگاہ حق سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَنْ يُضْلِلِ فَلَنْ يَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُزِيدًا ۝ (پارہ ۱۵، سورۃ الکہف، آیت ۱۷)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو نبوت کی گستاخی اور بے ادبی کرے وہ کبھی نجات نہیں پاسکتا خواہ وہ کتنا ہی عابد و زاہد

ہو۔ حدیث شریف میں ہے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال ینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقسم قسماً اتاہ ذوالخویصرۃ وہو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل فقال ویلک ومن یعدل اذالم اعدل قد ذہبت وخرت ان لم اکن اعدل . فقال عمر یا رسول اللہ انذرنی فیہ فاضرب عنقه ؟ فقال دعہ فان لہ اصحاباً یحقر احدکم صلاتہ مع صلاتہم وصیامہ مع صیامہم یتروون القرآن لایجاوز تراجمہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ ینظر الی نصلہ فلا یوجد فیہ شیء ثم ینظر الی رصافہ فما یوجد فیہ شیء ثم ینظر الی نضیہ وہو قد حہ فلا یوجد فیہ شیء ثم ینظر الی قدزہ فلا یوجد فیہ شیء قد سبق الفرث والدم آثم رجل اسود احدی عضدیہ مثل شدی المرأة او مثل البضعة تدردو ینخر جون علی حین فرقیۃ من الناس

قال ابو سعید فاشہد انی سمعت ہذا الحدیث من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واشہد ان علی بن ابی طالب قاتلہم وانا معہ فامر

بذلک الرجل فالتمس فأتى به حتى نظرت إليه على نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی نعتہ

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے اور حضور کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوی الخویصرہ آیا جو بنی تمیم قبیلہ سے تھا اور کہا یا رسول اللہ عدل کیجئے حضور نے فرمایا تیری خرابی ہو جب میں ہی عدل نہ کروں تو پھر کون کرے گا اور جب میں نے عدل نہ کیا تو تو محروم اور بے نصیب ہو گیا عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ حکم دیجئے کہ اس کی گردن مار دوں۔ فرمایا جانے دو اس کے تعلق والے اور بھی ہوں گے جن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں ت لوگ اپنی نمازوں روزوں کو حقیر سمجھو گے، وہ قرآن پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے باوجودیکہ اس جانور کے پیٹ کی آلاش اور خون میں سے پار ہوتا مگر نہ اس کے پکان میں کچھ لگا ہوتا ہے نہ اس کے بدن میں جس سے پکان باندھا جاتا ہے نہ لکڑی میں۔

سیدی علامہ دحلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب الدرر السنیہ میں کتاب صحاح سے حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے

يُخْرِجُ نَاسَ مِنْ قَبْلِ الْمَشْرِقِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فَوْقِهِ سِيمَا هُمُ الْخَلْقُ

کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا وہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے کہ پھر وہ دین میں پلٹ کر نہیں آئیں گے یہاں کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے ان کی خاص علامت سر منڈانا ہوگی۔

يُخْرِجُ نَاسَ مِنْ قَبْلِ الْمَشْرِقِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ كَمَا قَطَعَ قَرْنُ نَشَأَ قَرْنٍ حَتَّى يَكُونَ آخِرُهُمْ يُخْرِجُ مَعَ الدِّجَالِ۔ (الدرر السنیہ صفحہ ۵۰)

کچھ لوگ مشرق کی سمت سے ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا جب ان کا ایک گروہ ختم ہو جائے گا تو وہیں سے دوسرا گروہ جنم لے گا یہاں تک کہ ان کا آخری دستہ دجال کے ساتھ اٹھے گا۔

فائدہ

قرآن بتاتے ہیں کہ یہی گستاخان نبوت دجال کا ساتھ ضرور دے گے کیونکہ ہم اپنے دور میں دیکھ رہے ہیں کہ یہ لوگ ضرورت کے وقت گدھے کو باپ کہنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ ۱۶۸

اے گمراہوں کب تک ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہو گے اس بیان کو دعا پر ختم کیجئے۔

شرح

مثنوی سے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فراغت پانے سے پہلے دعائے خیر ختم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آگے دعائیہ کلمات ہیں۔

ترجمہ ۱۶۹

اس فساد کے دفعیہ کے لئے فریاد کیجئے اس کے سوا فضول اور بے سود ہے۔

شرح

ایسے فتنوں و شرور سے پناہ مانگنے سے کام بنتا ہے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے ایسے لوگوں سے دور رہنے اور بچنے کی بار بار تلقین فرمائی ہے اور بد مذہب سے دوری و اجتناب کے متعلق قرآنی آیات ملاحظہ ہوں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَا تَزْكُوا آلَ الْكَافِرِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَالْكَافِرُونَ (پارہ ۱۲، سورہ ہود، آیت ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

وَمَنْ يَتَّبِعْهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۵۱)

اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

فَلَا تَتَّبِعُوا الْبَعْدَ الَّذِي مَكَرَیٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (پارہ ۷، سورہ الانعام، آیت ۶۸)

تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

فَإِنْ مَرَضُوا فَلَا تُعَوِّدُوهُمْ وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تَسْلَمُوا عَلَيْهِمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تَسْلَمُوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَجَالِسُوهُمْ وَلَا

تَتَشَارَبُوهُمْ وَلَا تَوَاكَلُوهُمْ وَلَا تَتَاكَلُوهُمْ وَلَا تَصْلُوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَصْلُوا مَعَهُمْ۔ (رواہ ابوداؤد و جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)

بد مذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو ان سے ملاقات نہ ہو تو انہیں

سلام نہ کرو ان کے پاس نہ بیٹھو ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

فایاکم وایاہم لایہصلوکم ولا یفتقوکم۔ (مشکوٰۃ)

ان (بندہ ہوں) سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

انتباہ

کوئی بد مذہب و بد عقیدہ اس لائق نہیں کہ اس کی مجلس اختیار کی جائے یا اس کے ساتھ دوستی اور تعلقات قائم کرتے ہوئے شریک غم و الم ہو۔ اس کی بد عقیدگی کی بنیاد انکارِ توحید باری ہو یا انکارِ ختمِ نبوت یا رسول اللہ ﷺ کے علمِ غیب و اختیارات اور نورانیت جیسے کمالات سے انکار کا اس کے گلے میں طوق پڑ چکا ہو یا اہل بیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا باغی و دشمن ہو یا اولیائے کرام و فقہائے عظام کا مخالف ہو۔

اختتامی دعا

اے خدا اے مہربان مولا اے من	اے انیس خلوتِ شبہائے من
کریم کار ساز بے نیاز	دائم والا جان شہ بندہ نواز
اے بیادِ تالہ مرغِ سحر	اے کذرت مرہم زخمِ جگر
اے کنا مت راحت جان و دیم	اے کہ فضل تو کفیلِ مشکلم
ہر دو عالم بندہ اکرام تو	صد چو جان من فدائے نام لو
ما خطا آریم و تو بخشش کنی	نعرہ انی غفوری زنی
اللہ اللہ زینِ طرفِ جرم و خطا	اللہ اللہ زانِ طرفِ رحم و عطاء
ز ہر ما خواہم تو شکر دہی	خیرا کا نیم شراز گمراہی
تو فرستادی ہمارو شن کتاب	می کنی با ما با حکایتِ خطاب
از طفیل آں صراطِ مستقیم	قوتے اسلام را دہ اے کریم
بہر اسلام لے ہزاراں فتنہ ہا	یک مدد و صد داغ فریاد اے خدا

ترجمہ

اے میرے خدا تو میرا مہربان والی ہے میری رات کی تنہائی کا مولس و ہمد
اے شان، صدی کے باوجود تو وہ کارسازِ کریم ہے جو ہمیشہ احسان فرماتا ہے اور تو وہ شہنشاہ ہے جو اپنے بندوں کو نوازتا ہے۔

مرغِ سحر کی آئیں تیری یاد میں ہیں اور تیرا ہی ذکرِ خمِ جگر کا مرہم ہے۔
تیرا نام میرے دل و جان کی راحت اور تیرا فضل میری مشکلات کا کفیل ہے۔
دونوں جہاں تیرے کرم کے ماتحت ہیں مجھ جیسی بے شمار جانیں تیرے نام پر نثار۔
ہم گناہ کرتے ہیں تو بخشش فرماتا ہے اور ساتھ ہی فرماتا ہے کہ میں غفور و رحیم ہوں
تعب ہے ادھر سے جرم و خطا اور ادھر سے رحم و عطاء

ہم زہر مانگتے ہیں تو شکر عطا فرماتا ہے خیر و بھلا اور شر کو گمراہی سے بھی سمجھتے ہیں۔

تو نے ہمیں ایک روشن کتاب (قرآنِ حکیم) عطا فرمائی اپنے احکام کے آئینے میں تو ہم سے خطاب فرماتا ہے۔

اے مولائے کریم! اس صراطِ مستقیم (قرآن) کے طفیل اسلام کی قوی مدد فرما۔ اس ایک افقِ ایک اسلام کے لئے ہزاروں
فتنے ہیں ایک چاند صد باداغ اس کا رخ کئے ہیں اے خدا تیرے حضور میں فریاد ہے۔

شرح

ان آیات میں اللہ تعالیٰ سے دعا میں بزرگوں کا وسیلہ پیش کیا گیا ہے ہمارے نزدیک ایسا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے
دورِ سابق میں معتزلہ کے نزدیک ایسا کہنا ناجائز تھا اب وہابیہ بھی معتزلہ کی طرح کہتے ہیں۔ دلائل اگلے آیات میں
ملاحظہ ہوں۔

اے خدا بہر جنابِ مصطفیٰ

چار یارِ پاک و آلِ باصفا

ترجمہ

اے ربِ کریم جنابِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے ان کے پاک صحابہ کے لئے آلِ باصفا کے لئے

شرح

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے کا طریقہ خود حضور اکرم ﷺ نے سکھایا۔ حدیث میں

ہے

عن عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ أن رجلاً ضريراً البصر أتى النبي ﷺ فقال يا رسول الله علمني دعاء أدعوه به يراد الله علي بصري فقال له قل اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبي الرحمة يا محمد إني قد توجهت بك إلى ربي اللهم شفّعه في وشفّعتني في نفسي فدعا بهذا الدعاء فقام وقد أبصر۔

عثمان بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک نابینا صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ میں وہ دعا مانگوں تو اللہ تعالیٰ میری آنکھوں کو بینا کرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ الہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ میں حضور ﷺ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روا ہو، الہی انہیں میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرماتو اس نابینا نے یہ دعا کی پھر کھڑا ہو کہ چانک بینا ہو گیا

اور مستدرک کے الفاظ ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امداد کے ساتھ آپ کے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ تاکہ حاجت پوری ہو۔

فائدہ

اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کو عرض کرنا یہ بھی وسیلہ کا ایک طریقہ ہے مثلاً حضرت عارف جامی قدس سرہ نے تصنیف کے آغاز میں بارگاہ رسول ﷺ میں عرض کیا

زمہ چوری برآمد جانِ عالم

آپ کے فراق سے جملہ عالم کی جان لبوں پر ہے

اے اللہ تعالیٰ ترحم یا نبی اللہ ترحم

اے اللہ تعالیٰ کے نبی رحم فرمائیے اے اللہ کے نبی رحم فرمائیے

زمحرومان چہر افارغ نشینی

نہ آخر رحمة اللعالمینی

آپ تو رحمتہ للعالمین ہیں محرومیوں سے آپ کیوں فارغ ہو کر بیٹھ گئے۔

کنی بر حال لب خشکان نگاہی

تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہی

آپ رحمت الہی کا دل ہیں یہی بہتر ہے کبھی خشک لب والوں کے حال پر ایک نگاہ کروم ہو۔

توسل ہوئے ﷺ جب قضائے حاجت و سبب نہ حرام است

حضور اکرم ﷺ سے توسل حاجت پوری ہونے کا موجب اور مراد حاصل ہونے کا سبب ہے۔

شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ تصنیف لطیف میں دوسرے مقام پر رقم طراز ہیں

توسل واستمداد بدین حضرت منقبت جناب ﷺ زیارت حضرت سید المرسلین ﷺ اکمل الصلوٰۃ

واقضہا جماع علمائے دین قولاً وفعلاً از افضل سنن اولو کد مستحبات است۔ (جذب القلوب فارسی

صفحہ ۲۱۰)

وسیلہ چاہنا اور مدد طلب کرنا حضور اکرم ﷺ سے اجماع علماء دین قولاً اور فعلاً افضل سنت اور موکد مستحب ہے۔

علامہ احمد بن حنبل کی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

التوسل مجمع علیہ عند اهل السنة۔ (الدرر السنیہ صفحہ ۴۰) اہل سنت کا توسل پر اجماع ہے۔

فائدہ

علامہ شرجی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت ہو تو وہ چار رکعت اس طریق سے پڑھے کہ پہلی

رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص دس مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص بیس مرتبہ تیسری رکعت

میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص تیس مرتبہ چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص چالیس مرتبہ پڑھے۔ نماز سے فارغ

ہونے کے بعد اس طرح دعا مانگے

اللهم بنورک وجلالک وبحق هذا الاسم الاعظم وبحق نبیک محمد ﷺ اسئلك ان تقضی حاجتی

و تبلعنی سوئی

تو دعا مستجاب ہوگی۔ (کتاب الفوائد فی الصلوات والعوائد صفحہ ۶۹ مطبوعہ مصر)

لطیفہ

دور سابق میں معتزلہ و خوارج منکر تھے ہمارے دور میں بعض فرقے ان کے اصول کو نیا جامہ پہنا کر عوام کو

بہکانے کی کوشش کر رہے ہیں ان میں فرقہ دیوبندیہ بھی ہے ان کے اکثر اصولی عقائد و مسائل کا رشتہ خوارج و معتزلہ سے

ملتا ہے لیکن بوقت مصلحت اہل سنت کے ساتھ بھی گزارا کرتے رہتے ہیں اسی لئے ان کا مذہب ہے ہوائے نفس۔ چنانچہ

مسئلہ وسیلہ کے بعض اجزاء کو ہمارے ساتھ گزارا کیا یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اولیاء کی قدر و منزلت اور جاہ و حشمت کا

وسیلہ پیش کیا جائے۔

مولوی حسین احمد کا شجرہ پڑھئے

الشیخ امداد اللہ القطب العلی

یعنی حضرت امداد اللہ کے جو کہ قطب عالی

وبکاشف الظلمات نور محمد

اور بوسیلہ ان کے زائل کرنے والے ہیں

ظلمات (قلب) کے جن کا نام نور محمد ہے

وبعبد باری ذلک شیخ شیو خنا

اور بوسیلہ شاہ عبد الباری کے جو

ہمارے پیران پیر ہیں

وبحق مولانا محب اللہ من

اور بوسیلہ مولانا محب اللہ کے جو ایسے تھے

وبحق عضد الدین حق محمد

اور بوسیلہ شاہ عضد الدین کے اور

بوسیلہ شاہ محمد

بابی سعید ماجد متورع

اور بوسیلہ شاہ ابوسعید کے جو صاحب

بزرگی اور صاحب ورع تھے

بجلال دین ذی المکارم والعلی

اور بوسیلہ مولانا جلال الدین کے جو

صاحب بزرگی اور صاحب علوتھے

بمحمد قطب الوری وبعاررف

الجاه ذی التمکین والعرفان

مرتبہ ہیں اور صاحب تمکین اور صاحب عرفان ہیں

وبسیدی عبد الرحیم الفانی

اور بوسیلہ حضرت عبد الرحیم کے جو فانی فی اللہ تھے

وبعبد ہادی للزمان امان

اور بوسیلہ شاہ عبد الہادی کے جو اہل زمانہ کے

لئے موجب امان تھے۔

اعیت مدائحہ وسیع بیان

کہ عاجز کر دیا ان کے مناقب نے بیان وسیع کو

ومحمدی ظاہر البرہان

اور شاہ محمدی کے جن کی دلیل بزرگی

کی ظاہر تھی

بنظام دین عارف ربانی

اور بوسیلہ شاہ نظام الدین کے جو کہ

عارف ربانی تھے

وبعبد قدوس عظیم الشان

اور بوسیلہ شیخ عبد القدوس کے

جو عظیم الشان تھے

ہو للوری کالماء للظلمان

اور بوسیلہ شیخ محمد قطب عالم کے
اور بوسیلہ شیخ عارف کے

جو خلافت کے لئے ایسے تھے جیسا
پانی پیاسے کے لئے

وبحق عبدالحق قدس سرہ

اور بوسیلہ شیخ عبدالحق قدس سرہ کے

بجلال دین ذاکبیر او ان

اور بوسیلہ شیخ جلال الدین کے جو اپنے وقت کے
اکابر سے تھے

بالشیخ شمس الدین قدوة عصرہ

اور بوسیلہ شاہ شمس الدین کے جو
مقتدا تھے اپنے زمانے کے

بملاء دین صابر حقانی

اور بوسیلہ مخدوم علاء الدین صابر حقانی کے

آخر میں ایک اور شعر بھی پڑھ لیجئے

فبمرشدی غوث الوری شمس الہدی

مقدام اہل العشق ولہیجان

بوسیلہ اے مرشد جو کہ غوث عالم اور آفتاب ہدایت ہیں اور اہل عشق و حیرت کے پیشوا ہیں۔

نوٹ

ان کے عوام اور چھوٹے ملا تو اولیاء کے وسیلے سن کر ڈر جاتے ہیں اور بالخصوص سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث بمعنی فریادرس ماننے کو ایک منٹ کو تیار نہیں بلکہ ماننے والے ان کے نزدیک مشرک ہیں لیکن چونکہ یہ شجرہ دیوبند کے شیخ الاسلام حسین احمد کانگریسی نے شائع کیا ہے ”فلہذا لا باسی بلین“ کا مذہب ہی ہے۔ اسی لئے فقیر کے نزدیک غیر مقلد وہابی شتر بے مہار ہیں تو دیوبندی وہابی شتر مرغ۔

بہر مردان رھت اے بے نیاز

مردمان در خواب ایشان در نماز

اے بے نیاز ان مردانِ راہ (اولیاء) کا صدقہ جو لوگ نیند میں ہوتے ہیں اور وہ تجھے راضی کرنے کے لئے ساری رات نماز میں گزارتے ہیں۔

شرح

اللہ تعالیٰ ایسے نیک بندوں کی دعا مستجاب فرماتا ہے اگرچہ تقدیر بدلنی پڑے یہ اس کا فضل و کرم ہے ورنہ وہ کسی کا

محتاج نہیں۔

حدیث شریف میں ہے

الدعا یرد البلاء

دعا بلاؤں کو دور کرتی ہے

ایک روایت میں ہے

الدعا یرد القضاء

دعا تقدیر کو ٹال دیتی ہے۔

علامہ اقبال نے فرمایا

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

گر ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تقدیر مہرم

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر مظہری میں لکھا کہ مقامات مجددیہ میں مذکور ہے کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کشف سے ملا طاہر لاہوری کی پیشانی پر لکھا دیکھا کہ وہ شقی (کافر) ہے اور ملا طاہر مذکورہ صاحبزادہ محمد سعید و صاحبزادہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ مکرم تھے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاحبزادوں کو ملا طاہر لاہوری کی شقاوت کا ذکر کیا تو وہ دامن سے چمٹ گئے کہ استاذ مکرم کے لئے دعا فرمائیے تاکہ ان کی شقاوت سعادت سے بدل جائے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے لوح محفوظ پر لکھا دیکھا کہ یہ قضاء مہرم ہے جس کا رد ممکن نہیں ہوتا لیکن صاحبزادوں نے ایک نہ مانی اور مجبور کر دیا کہ وہ ملا طاہر لاہوری کو لازماً شقی سے سعید بنائیں۔ سیدنا مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقولہ یاد آگیا آپ نے فرمایا کہ

ان القضاء المہرم ایض یرو ید عوتی

قضاء مہرم بھی میری دعا سے ٹل جاتی ہے

اسی سہارے پر میں نے یوں دعا مانگی

اللہم رحمۃک واسعة وفضلک غیر مقتنصر علی احد ارجوک واسئلك من فضلک

تجیب دعوتی فی محو کتاب الشقاء من ناصیة ملا طاہر واثبات السعادة مکانة کما اجبت دعوتی

السید السند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے اللہ تیری رحمت واسع اور تیرا فضل غیر محدود ہے تیرے سے امید کر کے تیرے فضل عمیم سے دعا مانگتا ہوں اور عرض کرتا

ہوں کہ ملاطافِ ہوری کی شقاوتِ سعادت سے بدل دے اور آج میری دعا اسی طرح منظور فرما جیسے تو اپنے محبوبِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا مستجاب فرماتا تھا۔

سوال

قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں پر لکھا کہ مجھ پر اشکال وارد ہوا کہ یہ قضاء مبرم ملنا کیسا حالانکہ قضاء مبرم کا معنی بھی یہی ہے کہ وہ ٹلی نہیں اور یہاں کیسے ٹل گئی اگر ٹل گئی تو خلاف لازم آیا؟

جواب

قضاء قدر معلق دو قسم ہے جس کی تعلیق لوح محفوظ پر درج تھی اور لکھا تھا کہ یہ فلاں کام سے اور فلاں نیکی یا دعا وغیرہ سے ٹل جائے گی۔

تقدیر کو لوح میں لکھا نہیں جاتا کہ یہ تقدیر ٹل جائے گی بلکہ بظاہر تقدیر لوح محفوظ میں مبرم ہوتی ہے لیکن اس کا محو و اثبات کا علم اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے تقدیر مبرم کو ٹالنے کا یہی معنی ہے کہ وہ تقدیر مبرم جو صرف لوح محفوظ پر مبرم تھی لیکن اللہ کے ہاں وہ معلق تھی ہم بھی تقدیر مبرم ٹلنے کے قائل ہیں تو اسی کے ورنہ حقیقی مبرم تو نہیں ٹلتی۔

مثنوی رضا

بہر شور خندۂ طاعت کنان

بہر آبِ گریہ تردامنان

بہر آہِ سرد مہجورانِ زیار

بہر اشکِ گرم دورانِ ازنگار

تردامنوں سے گنہگار مراد ہیں یعنی گنہگاروں کے گریہ کے پانی کی اطاعت گزاروں کی خوشی سے ہنسی کے شور کے صدقے نگار بمعنی محبوب یعنی محبوب کی وجہ سے گرم آنسو گردش کرنے والے کے طفیل یا یعنی محبوب کے ہجر و فراق سے سرد آہ کھینچنے والوں کے صدقے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کو گریہ و زاری بڑی محبوب ہے اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا ۖ وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا ۗ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۸۲)

تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں۔

دوزخ کی آگ کسی چیز سے نہیں بجھ سکتی سوائے دو چیزوں کے مومن کی آنکھ کا آنسو جو خوفِ الہی یا عشقِ مصطفیٰ

ﷺ میں ہے۔ مومن کے جسم کا گرد و غبار ہو راۃ الہی طے کرنے میں پڑے جیسے جہاد یا طلب علم، حج وغیرہ کے سفر میں، حدیث شریف میں ہے بہت زیادہ روؤ اگر ورنہ بھی آئے تب بھی روؤنی شکل بناؤ۔
چونکہ عاجز و انکساری اور گریہ زاری اللہ تعالیٰ کو بڑی محبوب ہے اسی لئے بندہ کتنا ہی بڑا مجرم ہو تب بھی اپنے فضل و کرم سے بخش دیتا ہے۔

مثنوی رضا

بہر خون پاکِ مردانِ جہاد	بہر حبیبِ چاکِ عشقِ نامراد
از تو پذیرِ قتن زما کردن دعا	پر کن از مقصدِ تھی دامنِ ما
جز دعائے نیم شبِ امِ مستعان	هیچ می آید ز دستِ عاجزان
دیں دعا ہم محض توقیت بود	بلکہ کارِ تستِ اجابتِ امِ صمد
فضلِ تودلِ دادا امِ رب وود	ماکہ بوریم و دعائے ماچہ بود
آفتابِ آمد و روشن نمود	درہ بروئے خاکِ اقتادہ بود
اوست بس مارا ملا فومستعان	تکیہ بر رب کرد عبدِ مستهان
حسبنا اللہ ربنا نعم الوکیل	کیست مولائی بہ از ربِ جلیل
بہ تمامش بر کلامِ مولوی	چوں بدیں پایہ رسا ندیمِ مثنوی
زانکہ مشکِ ست آن کلامِ متبعین	تاخامہ مشکِ گویند اہل دین
ختم شد واللہ اعلم بالصواب	چوں فتاد از روزنِ دلِ آفتاب

ہم مستعان رب عاجزوں بے کسوں سے کیا آئے گا سوائے آدھی رات کو اٹھ کر دعا طلبی کے
اے بے نیاز تیرا کام ہے دعا قبول کرنا اور ہمارا دعا مانگنا بھی تیری توفیق سے ہے
ہم کیا ہیں اور ہماری دعا کی کیا وقعت اے رب وود تیرے فضل نے ایسا دل عطا فرمایا (ورنہ ہمیں دعا کی توفیق ہی نہ ہوتی)
خاک کا ایک ذرہ زمین پر پڑا تھا تیرا آفتاب آیا اور اسے روشن کر دیا۔

عاجز و ذلیل بندے نے تجھ پر تکیہ کیا ہمارا تو بس وہی جاپناہ اور مددگار ہے۔

ہمارا رب جلیل سے اور کون بہتر ہو سکتا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے وہی اچھا کارساز ہے۔

جب میں نے اپنی مثنوی کو یہاں تک پہنچایا اور اس کا اختتام مولوی معنوی (عارف رومی) کے کلام پر ہوا۔

تا کہ اہل دین اسے مشک کی مہروالی مثنوی کہیں اس لئے کہ مولوی معنوی کا کلام (مثنوی) خالص مشک ہے۔

آفتاب کے قلب کے روشندان سے جب روشنی چمکی تو یہ مثنوی ختم ہوئی۔ ”واللہ اعلم بالصواب“ اللہ تعالیٰ ثواب کو خوب جانتا ہے۔

شرح ۱۹۵ شب بیداری کے فضائل

رات کو جب لوگ سو رہے ہوں جو بندہ خدا عبادت میں مصروف ہو قرب الہی کے لئے بہترین تدبیر ہے۔

عارفین کا فرمان ہے کہ سحر کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے جو بیدار ہوتا ہے اس کے دل کو

نور سے بھر دیتا ہے ایسا دل روحانی فوائد سے نورانی ہو جاتا ہے پھر وہ دل کئی غافل دلوں کو منور فرماتا ہے۔ اسی لئے بعض

بزرگ زیادہ طعام کھانے کو برا سمجھتے کہ وہ شب بیداری سے روکتا ہے۔

شیطان کی شرارت

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان سوتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگاتا ہے تو جب وہ نیند سے

اُٹھ کر ذکر الہی کرتا ہے تو ان میں سے ایک گرہ کھل جاتی ہے اس کے بعد جب بندہ وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے

اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اس کے بعد تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اس سے بندہ صبح کو ہشاش بشاش اور خوش خوش

اُٹھتا ہے ورنہ وہ سست اور خبیث النفس ہو کر اُٹھتا ہے۔

فائدہ

شب بیدار آدمی کی رات نور عبادت کی وجہ سے اس کے چہرے کی طرح نورانی ہوتی ہے۔

حکایت

ایک نوجوان عابد فرماتے ہیں کہ میں ایک رات اپنے درود و وظیفہ سے غفلت کر کے سو گیا خواب میں دیکھا کہ

میری عبادت گاہ (حجرہ) پھٹ گیا اس سے چند حسین عورتیں نکلیں کہ جن کے حسن و جمال کے سامنے سورج بھی شرمسار

ہوتا لیکن ان میں ایک نہایت قبیح تھی کہ دنیا میں اس جیسی گویا کوئی قبیح نہ ہوگی میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کس

کے لئے ہو اور یہ قبیح عورت کس کے لئے؟ انہوں نے کہا ہم سب تیری وہ راتیں ہیں جنہیں تو عبادت کے لئے بیدار رکھتا ہے اور یہ تیری وہ رات ہے جس میں تو غفلت کر کے سو گیا اگر تو اسی رات مر جاتا تو تجھے یہی نصیب ہوتا جسے تو نے قبیح کیفیت میں دیکھا۔

فائدہ

بعض بزرگوں کی عادت تھی کہ وہ عشاء کی نماز سے صبح کی نماز تک بیدار رہتے جیسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کی طرح اور اکابر و اولیائے رحمہم اللہ تعالیٰ۔

فائدہ

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ مجھے شیطان گھر میں نظر آجائے تو اتنی کوفت نہیں ہوتی جتنی کوفت مجھے گھر میں سرہانے کے دیکھنے سے ہوتی ہے اس لئے کہ سرہانہ نیند کی دعوت دیتا ہے۔

تہجد

اسی لئے مشائخ کرام کو نماز تہجد سے خصوصاً لگاؤ ہوتا ہے اور اس کی ادائیگی و پابندی کے بغیر ولایت بھی نصیب نہیں ہوتی تہجد کا التزام ولایت کے علامات میں سے ایک ہے۔

رکعات تہجد

شعر میں تہجد کی ترغیب ہے اور اس کی آٹھ رکعتیں ہیں۔ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ زندگی بھر رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات پڑھتے رہے چار رکعت پڑھن ان کے حسن و طول کا کیا پوچھا اسی طرح چار رکعت دیگر پڑھتے تھے ان کا حسن و طول بھی پہلی چار رکعت کی طرح ہوتا تھا اس کے بعد تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔

وقت تہجد

حضرت شیخ عبد الرحمن بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ترویج القلوب میں لکھتے ہیں کہ جب رات کی آخری تہائی باقی بچی رہے تو نیند سے اٹھ کھڑا ہونا چاہیے اور وضو کر کے تہجد کی بارہ رکعت پڑھی چاہیے اس میں فاتحہ کے بعد جتنا چاہے قرآن مجید پڑھے اور فراغت کے بعد اور اور دو وظائف پڑھے اور حضور اکرم ﷺ تیرہ رکعت پڑھا کرتے ان میں آٹھ تہجد اور تین وتر دو رکعت نفل دیگر لیکن ان کے درمیان سلام نہیں پھیلتے تھے۔

حدیث شریف

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کے برگزیدہ حفاظ القرآن اور رات کو تہجد پڑھنے والے ہیں۔

دلائل بر خیز و طاعت کن کہ طاعت پزہر کا راست

خروساں در سحر گویند قم یا لبھا الغافل

نواز مستی نمی دانی کسے داند کہ ہشیار است

اے دل اٹھ اور اطاعت کر اس لئے کہ طاعت ہر کام سے بہتر ہے سعادت اس شخص کی ہے جو صبح کے وقت بیدار ہو کر عبادت کرتا ہے مرغ اٹھ کر بار بار پکارتے ہیں کہ اے غافل اٹھ کھڑا ہو غفلت کی مستی سے تو اسے نہیں پہچان سکتا اس کا علم اسے ہے جو ہوشیار ہے۔

شرح ۱۹۶

ہمارا کام ہے دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کی مہربانی کہ اسے قبول فرمائے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دعا مانگنے کی توفیق بھی اسی کی عطا کردہ ہے اگر وہ توفیق نہ بخشا تو ہم اس سے دعا مانگتے ہی نہیں بہت سے بندگانِ خدا اب بھی موجود ہیں جنہیں دعا مانگنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ اسی لئے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں مردِ مومن پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہی رہے قبول ہو تو سبحان اللہ ورنہ مایوس نہ ہو اس لئے دعا خود عبادت ہے۔ علاوہ ازیں حدیث شریف میں ہے کہ دعا فوراً قبول نہ ہوئی تو مستقبل میں قبول ہوگی اگر دنیا میں دعا کے مطابق کام نہ بنا تو دعا کے بدلے میں بے شمار ثواب نصیب ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ دعا قبول نہ ہونے والوں کو جو قیامت میں اجر و ثواب ملے گا اس وقت لوگ رشک کریں گے کہ کاش ہماری دعائیں قبول نہ ہوتیں اور ہمیں بھی اس طرح کا ثواب نصیب ہوتا۔

جس طرح دعا مانگنے کے شرائط ہیں انہیں بجالانے سے دعا کی قبولیت کا یقین ہو جاتا ہے ایسے ہی بعض اوقات ایسے بھی ہیں جن میں دعا کی جائے تو قبولیت کا یقین ہو سکتا ہے۔

دعا کی قبولیت کے اوقات

یوں تو جب بھی بندہ دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ دعا سنتا ہے لیکن حدیثوں کے مطابق دعا کی قبولیت کے کچھ وقت خاص بھی ہیں جیسے رمضان کا مہینہ، جمعرات اور جمعہ کا دن، آدھی رات، پہلی تہائی رات، آخری تہائی رات، صبح اذان کے وقت، اذان اور اقامت کے درمیان کا وقت، قرآن مجید کی تلاوت کے بعد، ختم قرآن کے بعد، ذکر خدا کے وقت، جمعہ

کے روز، امام کے منبر پر جانے سے پہلے تک۔ دعا کی قبولیت کے خاص اوقات ہیں۔

شرح ۱۹۷

دعا مانگنے کے بے شمار فضائل ہیں چند فضائل و فوائد از احسن الدعاء امام احمد رضا قدس سرہ ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں دعا سے عاجز نہ ہو کہ کوئی شخص دعا کے ساتھ ہلاک نہ ہوگا۔ (رواہ الحاکم عنہ ابن حبان والحاکم)

(۲) فرماتے ہیں ﷺ دعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور آسمان وزمین کا نور۔ (رواہ الحاکم عن ابی ہریرۃ والابی یعلیٰ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(۳) فرماتے ہیں ﷺ جو بلا اتر چکی اور جواب بھی نہ اتری دعا سب سے نفع دیتی ہے تو دعا اختیار کرو اے خدا کے بندو۔ (رواہ الترمذی والحاکم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(۴) فرماتے ہیں ﷺ بلا اترتی ہے پھر دعا اس سے جالقی ہے وہ دونوں کشتی لڑتے رہتے ہیں قیامت تک یعنی دعا اس بلا کو نہیں اترنے دیتی۔ (رواہ المزاردی الطبرانی والحاکم عن المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(۵) فرماتے ہیں ﷺ دعا عبادت کا مغز ہے۔ (رواہ الترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۶) فرماتے ہیں ﷺ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے اور تمہارے رزق وسیع کر دے رات دن اللہ سے دعا مانگتے رہو کہ دعا سلاح مومن ہے۔ (رواہ ابو یعلیٰ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۷) فرماتے ہیں ﷺ جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے۔ (اخرجہ احمد وابن ابی شیبہ والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجہ والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

فائدہ

یہ معنی بعض احادیث میں بھی آئے (اخرجہ العسکری فی المواعظ عنہ عن النبی ﷺ قال قال اللہ تعالیٰ من لا یدعونی

اغضب علیہ) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اس پر غضب فرماؤں گا۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

انتباہ

اے عزیز دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی اور

ان کی تعلیم کی حل مشکلات میں اس سے زیادہ کوئی چیز موثر نہیں اور دفع بلا و آفت میں کوئی بات اس سے بہتر نہیں ایک دعا

سے آدمی کو پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں

(۱) عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ دعا نفسِ عبادت ہے۔

(۲) وہ اقرارِ عجز و نیازِ داعی و اعتراف بہ قدرت و کرمِ الہی پر دلالت کرتی ہے۔

(۳) امتثالِ امرِ شرع کہ شارع نے اس پر تاکید فرمائی نہ مانگنے پر غضبِ الہی کی وعید آئی۔

(۴) اتباعِ سنت کہ حضور اکرم ﷺ اکثر اوقات دعا مانگتے اور ان کو بھی تاکید

(۵) دفعِ بلا و حصولِ مدعا کہ بحکم

اَوْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ ا۔ (پارہ ۲۴، سورۃ المؤمن، آیت ۶۰)

مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

لِخُبْرٍ دَعَاكَ اللّٰهَ اِذَا دَعَا ا۔ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۶)

دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔

آدمی اگر بلا سے پناہ چاہتا ہے خدائے تعالیٰ پناہ دیتا ہے اور وہ جو کسی بات کی طلب کرتا ہے اپنی رحمت سے اس کو

عطا کرتا ہے یا آخرت میں ثواب بخشتا ہے۔

شرح ۱۹۸

اس بیت میں دعا کی اجابت کے اسباب میں سے ایک سبب کی طرف اشارہ ہے امام احمد رضا محدث بریلوی

قدس سرہ احسن الدعاء میں لکھتے ہیں کہ آدابِ دعا جس قدر ہیں سب اسبابِ اجابت ہیں کہ ان کا اجتماع اللہ العزیز

مورثِ اجابت ہوتا ہے بلکہ ان میں بعض بمنزلہ شرط ہیں جیسے قلب و صلاۃ علی النبی ﷺ اور بعض دیگر محسنات و مستحسانات۔

فائدہ

یہاں کوئی ادب ایسا نہیں جسے حقیقتاً شرط کہیے بمعنی کہ اجابت اُس پر موقوف ہو کہ اگر وہ نہ ہو تو اجابت زہار نہ ہو

اب یہ حضورِ قلب ہی ہے جس کی نسبت خود حدیث میں ارشاد ہوا

وَالْعِلْمُ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيبُ دَعَاءَ مَنْ قَلَبُ غَافِلٌ لَا۔

خبردار رہو بے شک اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتا کسی غافل کھیلنے والے دل کی۔

حالانکہ بارہا سوتے میں جو محض بلا قصد زبان سے نکل جائے مقبول ہو جاتا ہے ولہذا حدیث صحیح میں ارشاد ہوا

جب نیند غلبہ کرے تو ذکر نماز ملتوی کر دو مبادا کرنا چاہو استغفار اور نیند میں نکل جائے کو سنا ہوا کہ یہاں شرط بمعنی حقیقی نہیں بلکہ یہ مقصود کہ ان شرائط کا اجتماع ہو تو وہ دعا بروجہ کمال ہے اور اس میں توقع اجابت کو نہایت قوت خصوصاً جب کہ محسنات کو بھی جامع ہو اور اگر شرائط سے خالی ہو تو فی نفسہ وہ رجائے قبول نہیں بخش کرم و رحمت یا تو افتق ساحت اجابت قبول ہو جانا۔ دوسری بات ہے یہ فائدہ ضرور ملحوظ رکھئے اب شمار آداب کی طرف چلئے آداب کہ آیات و احادیث صحیحہ معتبرہ ارشادات علمائے کرام سے ثابت جن کی رعایت ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور باعث اجابت ہو وہ ساٹھ ہیں۔

(۱) دل کو حتی الامکان خیالات غیر سے پاک کرے اللہ عز و جل کا خاص محل نظر دل ہے ”ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم“ (۱) لیکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم“ لباس و مکان پاک و صاف و طاہر ہوں اللہ تعالیٰ نظافت کو دوست رکھتا ہے۔ دعا سے پہلے کوئی عمل صالح کرے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہو اور صدقہ خصوصاً پوشیدہ اس امر میں اثر تمام رکھتا ہے

لَکُمْ مَوَاطِنٌ یَّذِیْ نَجْوٰیْکُمْ صَدَقَتْ ا۔ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۳)

تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دو۔

جواب اگر منسوخ ہے تو استجباب ہنوز باقی ہے جن کے حقوق اس کے ذمے ہوں ادا کرے یا ان سے معاف کرا لے خلق کے مطالبے گردن پر لے کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کے حضور بھیک مانگنے جائے اور حالت یہ ہو کہ چاروں طرف سے لوگ اسے چمٹے داد فریاد کا شور کر رہے ہیں اسے گالی دی جائے اسے مارا اس کا مال لے لیا اسے لوٹا غور کرے اُس کا یہ حال قابل عطاء ہے یا لائق سزا۔ (وحسبنا اللہ ذوالجلال)

کھانے پینے لباس و کسب میں حرام سے احتیاط کرے کہ حرام خور و حرام کار کی دعا اکثر رد ہوتی ہے۔ دعا سے پہلے گذشتہ گناہوں سے توبہ کرے کہ نافرمانی پر قائم رہ کر عطا مانگنا بے حیائی ہے۔ وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت نماز خلوص قلب سے پڑھے کہ جالب رحمت ہے اور رحمت موجب نعت۔ دعا کے وقت با وضو قبلہ رو مودب دوزانو بیٹھے یا گھٹنوں کے بل کھڑا ہو یا بنیت شکر تو فنیق دعا و التجالی اللہ کرے کہ یہ صورت سب سے زیادہ قرب رب کی ہے

قالہ رسول اللہ ﷺ و قید بنیۃ الشکر لان السجود بلا سبب حرام الشافعیۃ و لیس بشئ عندنا انما هو مباح لا لک ولا علیک علیہ

اعضاء کو خاشع اور دل کو حاضر کرے اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا نہیں سنتا۔ عزیز حیف ہے کہ زبان سے اسی کی قدرت و کرم کا اقرار کیجئے اور دل اور ان کی عظمت اور بڑائی سے بھرا ہو۔ بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے شکایت کی ہماری دعا قبول نہیں ہوتی جواب آیا میں ان کی دعا کس طرح قبول کروں کہ وہ زبان سے دعا کرتے ہیں اور دل سے اپنی اور تمام

خلق کی ہستی خدا کی ہستی میں گم نہ کرے۔ رحمت خاصہ کہ ازل سے مخلوق کے لئے مخصوص ہے تیری طرف کب متوجہ ہو جو شخص جبار بادشاہ کے حضور اپنی عظمت کا دعویٰ کرے یا بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو اور وہ کسی چوکیدار یا اہلکار کی طرف نظر رکھے سزاوارز جڑ ہے نہ مستحق انعام۔

حکایت

ایک دن حضرت خواجہ سفیان ثوری قدس سرہ نماز پڑھاتے تھے جب اس آیت پر پہنچے

إِنَّا كُنْزُكُمْ وَإِنَّا كُنْزُكُمْ ۝ (پارہ ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت ۴)

ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

روتے روتے بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے لوگوں نے حال پوچھا فرمایا اس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ اگر غیب سے ندا ہواے کاذب نموش کیا ہماری ہی سرکار تجھے جھوٹ بولنے کو رہ گئی رات دن رزق کی تلاش میں کو بکو پھرتا ہے اور بیماری کے وقت طبیبوں سے التجا کرتا ہے اور ہم سے کہتا ہے میں تجھی کو پوجتا ہوں اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں تو میں اسباب کا کیا جواب دوں۔

فائدہ

اے عزیز وہاں دل پر نظر ہے نہ زبان پر

ما زبان را ننگریم و قال را مارواں را ننگریم و حال را

چاہیے کہ دل و زبان کو موافق اور ظاہر و باطن کو مطابق اور جمیع ماسوائے اللہ سے رشتہ امید قطع کرے نہ نفس سے کام نہ خلق سے غرض تا شاہد مقصود جلوہ گر ہو اور گوہر مقصد ہاتھ آئے قال الرضا بغیر حب بالذات نظر بغیر ہے بلکہ حقیقتاً معنی بالذات مقصود مراد ہوں تو قطعاً شرک و کفر محبوبان خدا ہے تو سل نظر بخدا ہی نہ نظر و لہذا خود قرآن عظیم نے اس کا حکم دیا جس کا ذکر ادب میں آتا ہے اس کی نظیر تو اضع ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں غیر خدا کے لئے تو اضع حرام ہے فتاویٰ ہندیہ و ملتفظ وغیرہ میں ہے ”التواضع لغير الله حرام“ حالانکہ معظمان دین کے لئے تو اضع قطعاً مامور بہ ہے خود یہی علماء اس کا حکم دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے

تواضعوا لمن تعلمون منہ و تواضعوا لمن تعلمونہ ولا تکنوا جبارۃ العلماء

اپنے استاد کے لئے تو اضع کرو اور اپنے شاگردوں کے لئے تو اضع کرو اور سرکش عالم نہ بنو خلاصہ یہ کہ جتنا عجز و نیاز بارگاہ

الہی میں پیش ہوگا اتنا ہی اس کا فضل و کرم ہوگا۔

شرح ۱۹۹

اس بیت میں بھی اشارہ فرمایا ہے کہ چند اشخاص ایسے ہیں جن کی دعا مستجاب ہوتی ہے وہ کل انیس قسم ہیں ان

میں پہلا عاجز و ذلیل ہے چنانچہ احسن الدعاء سے چند ایک عرض کرتا ہوں

مضطرب اس کی طرف تو خود قرآن عظیم میں ارشاد موجود

أَمَّنْ يَجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ۔ (پارہ ۲۰، سورہ النمل، آیت ۶۲)

یا وہ لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے۔

مظلوم اگر چہ فاجر ہوا اگر چہ کافر ہو۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَا تَضْرِبْكَ وَلَا تَبْعِدْ حَتَّى

مجھے اپنی عزت کی قسم بے شک میں ضرور تیری مدد کروں گا اگر چہ کچھ دیر کے بعد

بادشاہ عادل، مرد صالح، ماں باپ کا فرمانبردار، مسافر۔ (رواہ ابن ماجہ)

متعدد احادیث میں ارشاد ہوا کہ اس کی دعا ضرور مستجاب ہے جس میں کچھ شک نہیں۔ (رواہ احمد و البخاری فی

الادب المفرد و ابوداؤد و الترمذی عن ابی ہریرۃ)

حدیث ابو ہریرہ ان الفاظ سے ہے تین شخص ہیں کہ اللہ عز و جل پر حق ہے کہ ان کی کوئی دعا رد نہ کرے روزہ دار

تا افطار، مظلوم تا انتقام اور مسافر تا رجوع۔

روزہ دار خصوصاً وقت افطار۔

مسلمان کو مسلمان کے لئے اس کی غیبت میں دعا مانگنی چاہیے حدیث میں ہے یہ دعا نہایت جلد قبول ہوتی ہے۔

فرشتے کہتے ہیں ”اٰمین و لک بمثل ذلک“ اس کے حق میں تیری دعا قبول ہو اور تجھے بھی اسی طرح کی نعمت حاصل ہوگی۔

شرح ۲۰۰

اللہ تعالیٰ پر ہی توکل اور بھروسہ دارین کی کامیابی ہے عقیدہ کی مضبوطی کے ساتھ اس کا آسان و وظیفہ یہی ہے جو

امام اہل سنت قدس سرہ نے دوسرے مصرعہ میں لکھا

حسبنا اللہ نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر

یہ وظیفہ بکثرت پڑھا جائے تو دنیا و آخرت کے جملہ امور آسانی سے سرانجام ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

۲۰۲۰ء شرح

اگرچہ دورِ حاضرہ میں مثنوی مولانا رومی قدس سرہ کے پڑھنے والے بھی کالعدم ہوتے جا رہے ہیں لیکن پھر بھی الحمد للہ اس کی روحانی خوشبو عالم اسلام کے سالکین کے دماغوں میں ویسے ہی مہک رہی ہے جیسے دورِ سابق میں اس کی خوشبو مہکتی تھی۔ اس طرح مثنوی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو سمجھنے کے لیے اس کی خوشبو اب عالم اسلام میں پھیلنا شروع ہو رہی ہے کہ عرفاء و علماء و خطباء اسے اپنی مجلسوں میں پڑھنے لگ گئے ہیں اور اس کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ اس کا شرف سب سے پہلے اس فقیر اویسی غفرلہ کو نصیب ہو رہا ہے کہ اس کی شرح ضخیم کتاب پر مشتمل اہل سنت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

۲۰۲۰ء شرح

مثنوی امام احمد رضا محدث بریلوی انہی اشعار پر ختم ہوئی فقیر اس کی شرح سے بروز ہفتہ ۲ بجے شام کو فارغ ہوا۔

الحمد للہ علی ذالک

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین

هذا آخر ما رقمہ قلم

الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد الاولیسی الرضوی غفرلہ ربہ القوی

بحرمتہ النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وعلما وملتہ واولیاء امتہ اجمعین آمین

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء

بہاولپور۔ پاکستان

☆☆☆☆☆☆